وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

تاریخ الامّت

حصّہ سوم

خلافت بنی اُمیہ

مصنفہ

مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

استاذ تاریخ اسلام جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

۱۹۲۸ء

مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں طبع ہوئی

سلسلۂ اشاعت اردو اکادمی نمبر ۱۳ (ج)

تصانیف و تراجم

جناب ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے، پی ایچ۔ ڈی

تلاش حق جلد اول و دوم۔ مہاتما گاندھی کی آپ بیتی یعنی My Experiments with truth کا بامحاورہ اُردو ترجمہ۔ کتاب پر اُردو کے تقریباً تمام رسائل و اخبارات نے نہایت اچھے ریویو کئے ہیں۔ گاندھی جی کی صحیح زندگی سے واقفیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کے تجربات زندگی کا مطالعہ کیا جائے۔ دونوں جلدوں کی ضخامت ۷۰۰ صفحات سے زیادہ ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔

نفسیات شباب۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب نومبر ۱۹۳۱ء کے آخری ہفتہ میں شائع ہوئی اور روز اشاعت سے تین دن کے اندر چار سو فروخت ہو گئی۔ یہ برلن یونیورسٹی کے پروفیسر اور فلسفہ تعلیم و تمدن کے بے مثل ماہر پروفیسر ایڈورڈ اشپرانگر کی تازہ تصنیف Psychologie des Jugendalters کا براہ راست جرمن زبان سے اُردو ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب جرمن اور اردو دونوں زبانوں میں اس قدر دستگاہ رکھتے ہیں۔ کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مقامات بھی ترجمے میں اصل سے زیادہ صاف ہو جاتے ہیں۔

نوجوانوں کی مجموعی نفسی سیرت، ان کی تخیلی زندگی۔ ان کے عشق، ان کے تصور کائنات اور اخلاقی نشوونما پر "نفسیات شباب" سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ پھر زبان اتنی صاف اور عام طرز تحریر اس قدر دلکش ہو کہ شروع کرنے کے بعد اس کے مطالب میں بالکل محویت ہو جاتی ہے۔

کتاب کی ضخامت بڑے سائز کے ۴۲۰ صفحے اور قیمت اردو کی بلند پایہ علمی ادبی کتابوں کے مقابلے میں نسبتہً کم یعنی صرف تین روپئے (عہ)

تاریخ فلسفۂ اسلام۔ اس موضوع پر اُردو میں پہلی کتاب ہو۔ ایک جرمن تصنیف کا ترجمہ ہے۔

پردۂ غفلت۔ ایک معاشرتی ڈراما جو ڈاکٹر صاحب نے قیام جرمنی میں لکھ کر وہیں چھپوایا تھا۔

مسلمانوں کی تعلیم اور جامعہ۔ ایک دلچسپ اور مفید تعلیمی رسالہ۔ ہر شخص پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ الامت

حصہ سوم

خلافت بنی امیہ

امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف زمانۂ جاہلیت میں سادات قریش میں ممتاز اور بلحاظ شرف اور رتبہ کے اپنے چچا ہاشم بن عبد مناف کے مقابل تھے۔ ان کا تجارتی کاروبار بھی بہت زیادہ تھا اور دولت اور ثروت میں قبائل قریش میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ بھائی بیٹوں اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے ان کی شوکت اور قوت بھی زیادہ تھی۔ امیہ کے دس بیٹے تھے۔ حرب۔ ابو حرب۔ سفیان۔ ابو سفیان۔ عمرو۔ ابو عمرو۔ عاص۔ ابو العاص۔ عیص۔ ابو العیص یہ سب کے سب عظماء قریش تھے۔ چنانچہ جنگ فجار میں حرب بن امیہ تمام قبائلِ قریش کے سپہ سالار تھے۔ اور جب انھوں نے دیکھا کہ یہ منحوس لڑائی بڑھتی جاتی ہے تو جس قدر خون ہوئے تھے سب کی دیت اپنے ذمہ لے کر باہم صلح کرادی اور اپنے بیٹے ابو سفیان کو مال کی ادائیگی تک رہن رکھ دیا [illegible]

حرب بن امیہ اور عبدالمطلب بن ہاشم ہمدم و ہم نشین تھے اور ان میں باہم محبت الفت تھی۔ یہی الفت ان کے بعد ابوسفیان بن حرب اور عباس بن عبدالمطلب میں رہی بنی امیہ اور بنی ہاشم میں جیسا کہ بعض ناواقفوں کا گمان ہے کسی قسم کی عداوت اور دشمنی نہ تھی۔ البتہ کبھی کبھی خاندانی معاملات میں حریفانہ رشک واقع ہو جاتا تھا جیسا کہ اکثر بڑے گھرانے کی شاخوں میں ہوا کرتا ہے۔ قریش میں عبد مناف کے یہ دونوں خانوادے اسباب شرف کے لحاظ سے ممتاز تھے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جس طرح بنی ہاشم کے بعض لوگ اسلام لائے اسی طرح بنی عبد شمس کے بھی بعض لوگوں نے اس کو قبول کر لیا لیکن آنحضرتؐ کی حمایت خاندانی عصبیت کی وجہ سے بنی ہاشم نے کی اور یہ شرف انہیں کو حاصل ہوا۔

جب مشرکین مکہ نے دارالندوہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ کیا تو اس میں تمام قبائل قریش شریک تھے لیکن بنی ہاشم میں سے ابولہب کے سوا کوئی نہ تھا۔

ہجرت کے بعد جنگ بدر میں مشرکین قریش کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا اور جب اس لڑائی میں اکثر رؤسائے مکہ مقتول ہو گئے تو قریش کے رئیس اعظم ابوسفیان بن حرب قرار پائے۔ جنگ احد و احزاب میں وہی مشرکین کے سپہ سالار تھے۔

۸ھ میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو ابوسفیان کو حضرت عباس اپنے ساتھ بارگاہ نبوی میں لائے اس وقت انھوں نے اسلام قبول کیا اور چونکہ وہ فخر پسند آدمی تھے۔ اس لئے حضرت عباس کی استدعا پر آنحضرتؐ نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص مسجد حرم یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے یعنی آپ نے ازراہ تالیف قلب کعبہ اور ابوسفیان کے گھر کو بلحاظ امان کے برابر قرار دیا۔

یہ شرف ان کی بڑی عزت کا باعث ہوا۔

زیادہ تر بنی امیہ و نیز عام اہل قریش فتح مکہ کے دن اسلام میں داخل ہوئے آنحضرتؐ ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے اور ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملتے رہتے۔ مکہ کا والی بھی بنی عبد شمس کے ایک نوجوان **عتاب بن اسید** کو مقرر فرمایا۔

حضرت **ابوبکرؓ** کے زمانہ میں جب زیادہ تر اہل عرب مرتد ہو گئے تو یہی سردارانِ قریش اپنی تاخیر اسلام کی تلافی کے لئے مستعد ہوئے اور نہایت جانبازی اور سرفروشی کے ساتھ انھوں نے نئے سر سے تمام ملک عرب میں اسلام کو قائم کیا۔ شام کی لڑائیوں میں بھی بڑے شوق سے جا کر شریک ہوئے اور وہ عظیم الشان کام انجام دئے جن سے اُن کے اس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے جس کے شروع شروع میں یہ اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ ڈال کر مرتکب ہوئے تھے۔

بنی امیہ میں سے جن لوگوں نے فتوحات شام میں نمایاں حصہ لیا ان میں خود حضرت **ابوسفیان** ہیں جو وہاں کے اکثر معرکوں میں شریک رہے۔ نیز اُن کے بیٹے **یزید بن ابی سفیان** ہیں جن کو حضرت ابوبکرؓ نے ان چاروں لشکروں میں سے جو شام میں بھیجے گئے تھے ایک لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ پھر دمشق کی فتح ہونے پر ان کو وہاں کا والی کر دیا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی یہ اپنے عہدہ پر قائم رہے۔ ان کے بھائی **معاویہ بن ابی سفیان** بھی شام کے ایک ضلع کے عامل مقرر کئے گئے۔

یزید نہایت متقی۔ نیک نہاد۔ شجاع اور بیدار مغز رئیس تھے۔ طاعون عمواس میں جب وہ انتقال کر گئے تو حضرت عمرؓ نے دمشق کو بھی امیر معاویہ کے رقبہ حکومت میں شامل کر دیا امیر معاویہ میں قوت سیاست۔ حسن تدبیر۔ امانت داری اور علم ایسی صفتیں تھیں کہ حضرت عمرؓ

ہمیشہ ان سے خوش اور ان کے مداح رہے۔ حضرت عثمان کے عہد میں ان کی ولایت میں
پورا ملک شام آگیا۔ اس صوبہ کے تمام عمال کو خود یہی مقرر کرتے تھے۔ قریش اور بنی عبد شمس
کے بہت سے سرداران کے پاس پہونچ گئے۔ انھوں نے ان کو فوجی خدمات پر لگایا اور ان کی
مدد سے فوج کو مطیع اور کارگذار اور رعایا کو وفادار اور فرماں بردار بنالیا۔ رومیوں کو متعدد
شکستیں دیں اور جزیرۂ قبرص کو فتح کیا۔

الغرض بنی امیہ جس طرح زمانہ جاہلیت میں محترم اور ممتاز تھے اسلام میں بھی انھوں نے
اپنے کارہائے نمایاں سے وہی سیادت اور عظمت حاصل کرلی۔

بنی امیہ کی دو شاخیں ہیں جن کو شہرت اور خلافت نصیب ہوئی۔ ایک حرب کی دوسری
ابوالعاص کی۔ حرب کی اولاد میں سے تین اور ابوالعاص کی اولاد میں سے دس خلیفہ ہوئے

شجرہ یہ ہے
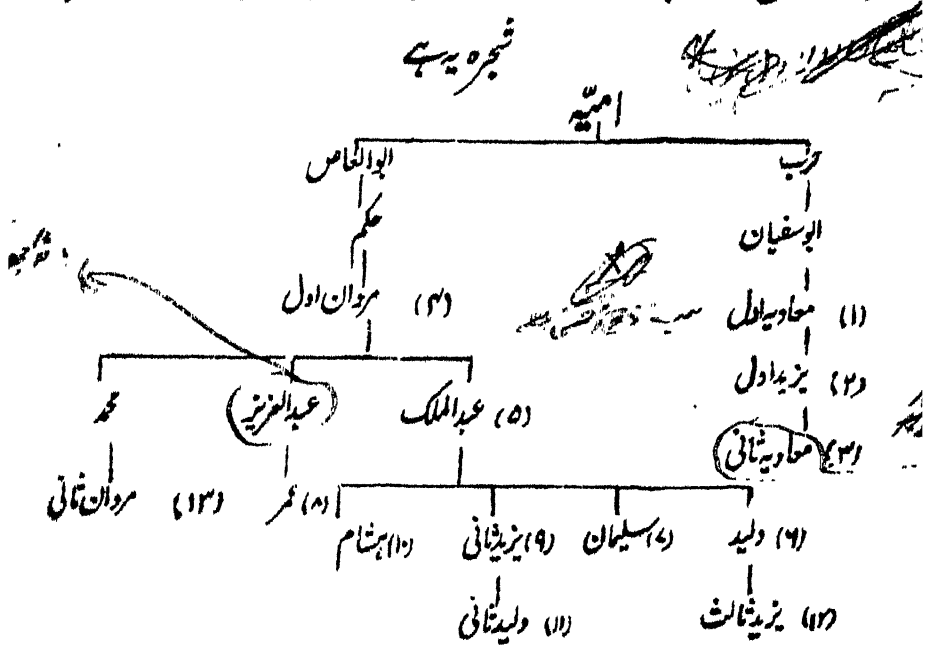
امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ

خلافت بنی امیہ کے بانی امیر معاویہ ہجرت سے پندرہ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

فتح مکہ کے دن جبکہ ان کا سن ۲۳ سال کا تھا اہل قریش کے ساتھ اسلام لائے اس کے بعد آنحضرتؐ کے ساتھ مدینہ آئے اور کاتبانِ وحی میں شامل کئے گئے۔ حضرت ابوبکر نے اپنے عہدِ خلافت میں ان کو ایک فوج دیکر یزید بن ابی سفیان کی امداد کے لئے شام کی طرف بھیجا۔ صیدا۔ عرقہ۔ جبیل۔ بیروت وغیرہ کی فتوحات میں مقدمہ لشکر انھیں کی ماتحتی میں تھا۔ حضرت عمر کے زمانہ میں اردن کے حاکم مقرر ہوئے اور جب ان کے بھائی یزید نے طاعون عمواس میں وفات پائی تو اردن کے ساتھ دمشق کی ولایت بھی ان کو ملی۔ حضرت عثمان کے عہد میں ملک شام کے والی عام ہوگئے اور بری اور بحری فوجیں تیار کرکے اس کو اسلام کا قوی ترین صوبہ بنا دیا۔

حضرت عثمان کے قتل کے بعد مدینہ میں حضرت علی کی خلافت کی بیعت ہوئی تو اُن کی معزولی کا فرمان صادر ہوا۔ انھوں نے یہ الزام رکھ کر کہ علیؓ خلیفۂ مظلوم کے قاتلوں کے حامی ہیں ان کی خلافت کو نہیں تسلیم کیا۔ اور حضرت عثمان کے قصاص کے مطالبہ کے لئے تیار ہوئے۔ اہل شام نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ بالآخر فریقین میں میدان صفین میں جنگ ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ بہت کشت و خون کے بعد دونوں نے ایک ایک ثالث مقرر کیا کہ وہ از روئے قرآن کے باہمی نزاع کا فیصلہ کر دیں۔ پنچوں نے اپنے فیصلہ میں حضرت علی اور معاویہ دونوں کو

خلافت سے معزول کیا۔ اور امت کو یہ اختیار دیا کہ وہ خود مشورہ کر کے جس کو مناسب سمجھے خلیفہ منتخب کر لے۔ اہل شام نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ شام کے خلیفہ ہو گئے اور حضرت علی عراق کے امام رہے۔ حضرت علی کی زندگی تک یہ باہمی اختلاف قائم رہا۔ جب وہ قتل ہو گئے تو امام حسن ان کے بجائے عراق میں خلیفہ منتخب ہوئے امیر معاویہ نے لشکر کشی کی۔ پہلے ہی حملے میں عراقی سخت شکست کھا کر بھاگے۔ امام حسن نے یہ دیکھ کر امت کی مصلحت کا لحاظ کر کے مزید خوں ریزی اور جنگ کو پسند نہ کیا اور ان سے ساتھ مصالحت کر لی۔ ۲۵۔ ربیع الاول ۴۱ھ کو ان کے ہات پر بیعت عام ہوئی اس وقت سے یہ کل عالم اسلامی کے خلیفہ ہو گئے۔

ان کا انتخاب عام نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اہل شام نے خود اپنی خوشی سے ان کے ہات پر بیعت کی تھی اور اہل عراق نے مغلوب ہو کر ان کی خلافت کو تسلیم کیا تھا۔ لیکن آخر میں یہ مغلوبیت رضامندی سے بدل گئی۔ اس طرح فرقہ خوارج کے سوا تمام امت کے نزدیک ان کی خلافت مسلم ہو گئی۔

فرقہائے امت

امیر معاویہ کے ہات میں جس وقت زمام خلافت آئی اس وقت امت کے تین سیاسی فرقے تھے۔

(۱) شیعہ بنی امیہ۔ اس میں کل اہل شام اور دیگر دیار و امصار کے لوگ بھی شامل تھے۔
(۲) شیعہ علیؓ۔ اس میں زیادہ تر اہل عراق اور کچھ لوگ مصر کے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ امامت کا حق صرف حضرت علی کو اور ان کے بعد ان کی اولاد کو حاصل ہے۔
(۳) خوارج۔ یہ سابقہ دونوں جماعتوں کو دین سے خارج اور ان کے خون کو حلال

...نے تھے اور اپنے عقیدہ میں نہایت سخت، اور خونریزی اور جنگ میں بہت بیباک تھے
امیر معاویہ کو بھی حضرت علی کی طرح خوارج کے معاملہ میں بڑی دشواری پیش
...کیونکہ اس جماعت کو اپنے عقیدہ میں سخت غلو تھا اور اس پر ہر وقت جان دینے کو تیار
...تھی۔ جب کوفہ میں امیر معاویہ کے ہات پر بیعت ہوئی تو فروہ بن نوفل اشجعی پانسو
...دں کو لیکر علانیہ مخالفت کے لئے نکلا اور مقام نخیلہ میں ٹھہرا۔ اس کے مقابلہ کے لئے
...فوج کا ایک دستہ آیا لیکن شکست کھا گیا۔ امیر معاویہ نے اہل کوفہ سے کہا کہ یہ لوگ
...سے ہی قبیلہ کے ہیں جاکر ان کو سمجھاؤ اور واپس لاؤ۔ کوفہ کے لوگ گئے۔ ہر چند
...واپس لانے کی کوشش کی لیکن کچھ بھی کارگر نہ ہوئی۔ خوارج نے کہا کہ معاویہ ہمارے
...ہاسے دونوں کے دشمن ہیں۔ ہم کو ان سے کے ساتھ لڑنے دو۔ اگر ہم نے فتح کر لیا تو ایک
...دشمن تباہ ہوا۔ نہیں تو ہم خود فنا ہو جائیں گے۔

قبیلہ اشجع نے فروہ کو زبردستی سے پکڑ کر باندھ لیا اور اپنے ساتھ کوفہ میں لائے
...ج نے اس کے بجائے عبد اللہ بن ابی الحوساء کو اپنا سردار بنا لیا۔ کوفیوں نے ان کے
...لڑائی کی عبد اللہ مارا گیا۔ اس کے بجائے حوثرہ اسدی خارجیوں کا رئیس ہوا اس کے
...کل ۱۵۰ آدمی تھے۔

امیر معاویہ نے ابو حوثرہ کو بھیجا کہ تم جاکر اپنے بیٹے کو سمجھاؤ۔ وہ گئے لیکن انکی
...ش کا حوثرہ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر بس انھوں نے کہا کہ اب میں تیرے بچہ کو لاتا ہوں
...تو اسے دیکھے گا تو اس کی محبت کی وجہ سے اس بغاوت سے باز آجائیگا۔ حوثرہ نے
...میں اپنے بچہ کی بہ نسبت راہ حق میں اس نیزہ کی انی کا زیادہ شائق ہوں جو میرے جگر
...پار ہو جائے اور جس کے زخم سے تڑپ تڑپ کر جان دیدوں۔

ابو حوثرہ نے یہ تمام کیفیت آکر امیر معاویہ کو سنائی۔ انھوں نے کہا کہ اس کا سودا بہت بڑھ گیا ہے۔ اس کے بعد کوفہ سے ایک فوج ان کے مقابلہ کے لئے بھیجی۔ حوثرہ نے ان سے کہا کہ ظالمو! کل تک تم معاویہ کو باغی سمجھ کر ان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار تھے اور آج ان کی خلافت کو قائم کرنے کے لئے تلوار اٹھائی۔ اللہ تم سے سمجھے۔

حوثرہ کے مقابلہ میں خود ان کے باپ گئے اس نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ کسی اور سے مقابلہ کیجئے۔ یہ کہکر وہ دوسرے کوفیوں پر حملہ آور ہوا۔ بنی طے کے ایک شخص نے اسکو قتل کر ڈالا۔ لیکن جب دیکھا کہ اس کی پیشانی پر سجدہ کا گہرا داغ ہے تو بہت پچھتایا۔ اور افسوس کیا

خوارج کی جماعتیں اسی طرح سلسلہ وار نکلنے لگیں۔ یہاں تک کہ تمام عراق پر ان کا خوف چھا گیا۔ امیر معاویہ نے یہ مناسب سمجھا کہ اس صوبہ میں کارآزمودہ مدبروں کو والی مقرر کریں جو حسن سیاست سے اس قسم کی شورشوں کا انسداد کر سکیں۔ چنانچہ انھوں نے مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن سمیہ دو شخصوں کو منتخب کیا۔

زیاد

زیاد شیعہ علی میں سے تھے اور ان کی طرف سے فارس کے والی مقرر تھے۔ امیر معاویہ نے ان کے سلیقہ حکومت کو دیکھ کر مغیرہ کو ان کے پاس امان نامہ دیکر بھیجا۔ جب وہ آئے تو ان سے فارس کا حساب طلب کیا۔ جو کچھ حساب انھوں نے پیش کیا اس کی تہ

سہ۴۴ھ میں امیر معاویہ نے زیاد کو اپنے خاندان میں شامل کیا کیونکہ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ زیاد کی والدہ سمیہ کے ساتھ ابو سفیان نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور یہ انہیں کے بیٹے ہیں۔ اس وقت سے یہ زیاد بن ابی سفیان کہے جانے لگے۔ لیکن اکثر لوگ اس نسب کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

فہرست مضامین تاریخ الامت حصہ سوم

زیاد نے ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ رضہ کو کوئی خط بھیجا اس میں لکھا کہ "از جانب زیاد بن ابی سفیان"، مقصد یہ تھا کہ وہ بھی اس کنیت سے مخاطب کریں تو یہ مسلم ہو جائے لیکن انھوں نے جواب میں بجائے زیاد بن ابی سفیان کے لکھا کہ "میرے بیٹے زیاد"

۴۵ھ میں امیر معاویہ نے زیاد کو بصرہ کا والی کیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اہل بصرہ بالعموم شریر اور فاسق ہیں اور ان کے اوپر سختی کرنے کی ضرورت ہے اس لئے جامع مسجد میں ایک زبردست تقریر کی جو خطبۂ بتراء کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس کو اللہ کی حمد سے شروع نہیں کیا تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

تم لوگوں نے احکام الٰہی کی پابندی چھوڑ رکھی ہے اور عذاب آخرت کا تمکو خوف نہیں ہا۔ تمھاری نیکیاں کم اور شرارتیں زیادہ ہیں۔ چوریاں کرتے ہو اور ایکدوسرے کا مال حلال سمجھتے ہو۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھر اور قبیلہ کے لوگونکو برائیوں سے روکے ورنہ گنہگار کے عوض میں بیگناہ کو بھی سزا دونگا۔ اور بھاگنے والیکے بدلے میں مقیم کو پکڑونگا جسکا جسقدر مال چوری جائے میں اس کا ضامن ہوں اور مطلع کرتا ہوں کہ کوئی شخص رات کو باہر نہ نکلے ورنہ قتل کیا جائیگا۔ جو شخص کسیکا گھر جلائیگا میں خود اس کو جلا دونگا۔ جو کسیکے گھر میں نقب لگائیگا اسکا دل چیر ڈالونگا۔ نباشوں کو جو قبر کھود کر کفن چراتے ہیں اسی قبر میں زندہ دفن کر دونگا۔ جاہلیت کا کسی قسم کا دعویٰ اگر کسی کی زبان سے سنونگا تو اس کی زبان کاٹکر پھینک دونگا۔

جو لوگ میرا حکم مانیں گے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرونگا۔ مجھکو یہاں کے بعض لوگوں کے ساتھ عداوت تھی لیکن انکو ڈرنا نہیں چاہیئے کیونکہ میں نے اسکو اپنے دل سے نکالدیا جو شخص خیر خواہی کریگا میں اسکا خیر خواہ ہوں اور جستک مجھ سے دور رہو مقابلہ کیلئے نہ

آئے گا خواہ وہ دل میں میرا کتنا ہی بدخواہ کیوں نہ ہو میں اس کی گرفت نہیں کرونگا۔ میں کسی کی تنخواہ اور روزینہ بند نہیں کرونگا اور نہ میرا دروازہ کسی کے لئے بند ہو۔ ہر حاجتمند میرے پاس جس وقت چاہے خواہ آدھی رات کیوں نہ ہو آئے میں اس کی حاجت کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

عبداللہ بن حصن کو شہر کا کوتوال مقرر کیا۔ عشا کی نماز میں تاخیر کرتے اس کے بعد اتنا انتظار کرتے کہ آدمی اطمینان کے ساتھ سورۂ بقرہ پڑھ لے اور مسجد سے شہر پناہ تک جا سکے۔ پھر عبداللہ بن حصن کو حکم دیتے وہ سپاہیوں کو لیکر شہر میں گشت لگاتے۔ جو شخص ملتا اس کو قتل کر دیتے۔ یہانتک کہ ایک رات ایک بدّو ملا جو شہر کے کسی گوشہ میں اپنی بکریاں لیکر ٹھہر گیا تھا۔ عبداللہ نے اس کو پکڑ لیا اور زیاد کے پاس لائے۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا تجھ کو امیر کا یہ حکم معلوم نہیں کہ رات کو جو شخص شہر میں سڑک پر ملے گا قتل کر دیا جائے گا اس نے کہا کہ مجھے مطلق علم نہیں ہیں تو رات زیادہ گزر جانے کی وجہ سے مجبوراً یہاں رہ گیا تھا زیاد نے کہا اگرچہ تیرا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن تیرے قتل میں اُمّت کی مصلحت ہے۔ آخر اس کو قتل کر دیا۔

زیاد کی اس سختی کی وجہ سے شہر کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ کسی کے ہاتھ سے سڑک پر کوئی چیز گر جاتی تو کوئی شخص اس پر نظر بھی نہ ڈالتا یہانتک کہ مالک ہی خود آکر اس کو اٹھاتا تھا اور لوگ بالعموم راتوں کو بھی دکانوں اور مکانوں کے دروازے بند نہیں کرتے تھے۔ چوری غارت گری۔ لڑائی وغیرہ سب بند ہو گئی۔ راستوں کی حفاظت کے لئے بھی انھوں نے چوکیاں قائم کیں اور کارواں اور مسافر لوٹ سے محفوظ ہو گئے۔

خوارج کے ساتھ ان کا برتاؤ اسی کے مطابق تھا جو انھوں نے خطبہ میں کہا تھا یعنی جب تک

کوئی مقابلہ کے لئے نہیں اٹھا تھا اس وقت تک اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن ان کو یہ معلوم ہوا کہ بنی سعد کا ایک شخص خارجی ہے۔ اس کو گرفتار کرایا۔ جب وہ آیا تو اس سے دریافت کیا۔ اس نے حضرت **ابوبکرؓ** اور **عمرؓ** کی تعریف کی اور حضرت **عثمانؓ** کا نام نہیں لیا۔ زیاد نے اس پر سختی کرنی چاہی اس نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص ہمارے مقابلہ میں نہ آئے خواہ وہ دل میں کتنی ہی مخالفت رکھتا ہو اس کی گرفت نہیں کی جائے گی اب اس کے خلاف مجھے کیوں سزا دی جاتی ہے۔ زیاد نے اس بات کو تسلیم کیا اور رہا کر کے خلعت و انعام بخشا۔

زیاد وہاں کے لوگوں کو اپنے پاس بلاتے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھتے تھے اور ان کی خاطر و مدارات کرتے تھے۔ ایک بار ان کو معلوم ہوا کہ **ابوالخیر** جو ایک بہادر اور عقلمند شخص ہے خوارج کا ہمخیال ہے۔ اس کو بلایا اور جندیسابور کا عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔ چار ہزار درہم ماہوار اس کی تنخواہ کر دی۔ اس کے بعد سے ابوالخیر کہا کرتا تھا کہ جماعت سے خارج ہونا بڑی غلطی ہے۔

سنہ ۵۱ھ میں **مغیرہ** بن شعبہ کی وفات کے بعد امیر معاویہ نے زیاد کو بصرہ کے ساتھ کوفہ کی ولایت بھی سپرد کی۔ اس وقت سے وہ سال بھر میں چھ مہینے بصرہ اور چھ مہینے کوفہ میں رہنے لگے اہل کوفہ حکام کی تحقیر اور حکومت کی خلاف ورزی کے عادی تھے۔ زیاد نے جب ہاں جاکر جامع مسجد میں اپنی تقریر شروع کی تو بعض لوگوں نے ان کے اوپر سنگریزے پھینکے انھوں نے فوراً خطبہ روک دیا۔ اور مسجد کے دروازے کو بند کرا کے ایک کرسی منگوا کر وہاں بیٹھ گئے۔ چار چار آدمیوں کو بلا کر قسم لیتے تھے کہ انھوں نے سنگریزے نہیں پھینکے ہیں جو قسم کھا لیتا اسے چھوڑ دیتے۔ اور جو انکار کرتا اس کو پکڑ لیتے۔ اس قسم کے تیس آدمی

نکلے۔ ان کے ہاتھ کٹوا دئے۔ اس کے بعد سے مسجد میں اپنے واسطے مقصورہ بنوا لیا۔

کوفہ میں شیعان علی کی ایک جماعت تھی جس کے سرغنہ **حجر بن عدی کندی** اور **عمرو بن الحمق** وغیرہ تھے۔ زیاد کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ جمع ہو کر امیر معاویہ اور ان کے عمّال کی برائیاں کرتے ہیں اس لئے کوفہ میں آکر جامع مسجد میں تقریر کی اور کہا کہ ایسے فتنہ پرداز لوگوں سے میں کوفہ کو پاک کر کے چھوڑوں گا۔ اس کے بعد سپاہیوں کو بھیجا کہ حجر کو مسجد میں بلا لائیں۔ انھوں نے آنے سے انکار کیا اور سپاہیوں کو گالیاں دیں۔ زیاد نے یہ سن کر اہل کوفہ سے کہا کہ تم لوگ طاعت کا اظہار کرتے ہو لیکن تمھارے دل حجر کے ساتھ ہیں۔ یا تو تم ان سے برائت اختیار کرو ورنہ میں تم لوگوں کو بھی کوفہ سے نکالونگا۔ لوگوں نے کہا کہ معاذ اللہ سوائے اطاعت کے ہمارا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے۔ زیاد نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جا کر اپنے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو حجر کے پاس سے الگ کر لو۔ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد انھوں نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ حجر کو معہ ان کے ساتھیوں کے لاؤ اگر وہ نہ آئیں تو زبردستی پکڑ لاؤ۔ کچھ لوگ ان میں سے بھاگ گئے لیکن حجر اور ان کے تیرہ ۱۳ ساتھی گرفتار ہو کر آئے اور قید خانے میں رکھے گئے۔

کوفہ کے بہت سے لوگوں نے شہادت دی کہ حجر خلیفہ وقت کے حق میں کلمات ناجائز استعمال کرتے ہیں اور بغاوت کے لئے ایک جماعت انھوں نے فراہم کی تھی یہ کہتے تھے کہ خلافت سوائے حضرت علیؓ کی اولاد کے اور کسی کا حق نہیں ہے۔ اور امیر معاویہ اور انکے عمّال سے تبرّیٰ لازم ہے۔

زیاد نے ان تمام شہادتوں کو قلمبند کر کے امیر معاویہ کے پاس بھیج دیا اور حجر اور ان کے ساتھیوں کو بھی دمشق روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مرج عذرا میں پہنچے تو امیر معاویہ

کے حکم سے ان میں سے آٹھ آدمی جن میں حجر بھی تھے قتل کر دئے گئے اور باقی چھ جنھوں نے حضرت علیؓ سے تبری کی رہا ہو کر کوفہ واپس آئے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے حجر کی گرفتاری کا حال سن کر عبدالرحمن بن حارث کو امیر معاویہ کے پاس سفارش کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن وہ اس وقت دمشق میں پہنچے جب حجر قتل ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہؓ کو حجر کے حادثہ کا بہت افسوس ہوا کیوں کہ وہ نہایت بزرگ اور عابد آدمی تھے۔

زیاد نے ۵۳ھ میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔

زیاد نے حکومت کا جو طریق عراق میں رکھا یعنی بھاگنے والے کے عوض میں مقیم۔ غلام کے بدلے آقا اور گنہگار کے بجائے بے گناہ کو سزا دینا۔ یہ قانون شرع کے بالکل خلاف تھا۔ بعض سخت مزاج حکام اس قسم کی سیاست اس وقت اختیار کرتے ہیں جب جرائم کی کثرت اور رعایا کی اخلاقی حالت بالکل خراب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ زیاد کے زمانہ میں خوارج نے بہت کم سر اٹھایا اور ملک میں امن و امان ہو گیا۔ مگر اس کے لئے شرعی اصول توڑے گئے اور ناجائز خون بہائے گئے۔ تعریف کی مستحق وہی سیاست ہے جس سے اصول عدالت کے ساتھ مفاسد کی اصلاح ہو جائے۔ تاہم وہ ان خونریزیوں اور ظلموں کے باوجود عراق کے بہت سے والیوں سے بہتر تھے۔ ان کے عہد میں وہاں امنیت اور فارہیت تھی۔ سب لوگ خوشحال تھے۔ وہ سب کی تنخواہیں وقت پر پہنچا دیتے تھے۔ ہر حاجت مند جس وقت چاہتا ان سے جا کر ملتا۔ وہ اس کی امداد کی لئے تیار رہتے۔ ان کی سچائی اور وفائی عہد پر سب کو اعتماد تھا۔

یہ بات تاریخ افسوس کے ساتھ دکھلاتی ہے کہ اہل عراق ایسے ظلم پسند لوگ تھے

کہ بلا سختی اور خونریزی کے وہ ٹھیک بھی نہیں رہتے تھے۔ جب کوئی نرم خو اور رحم دل حاکم وہاں آتا تو اس سے سرکشی کرنے لگتے۔

مغیرہ بن شعبہ

کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ کی سیاست بہ نسبت زیاد کے زیادہ نرم تھی۔ لوگ ان سے آ آکر کہتے کہ فلاں شخص شیعہ ہے اور فلاں خارجی ہے۔ وہ جواب دیتے کہ یہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ لوگ ہمیشہ باہم مختلف رہیں گے۔ وہی ان کے اختلافات کا قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ لوگ یہ سن کر ان کی طرف سے بےخوف ہو گئے۔ خوارج نے مجتمع ہو کر باہم مشورہ کیا کہ نکل کر اہل قبلہ سے پھر جہاد کریں۔ کیوں کہ ان کے خیال میں اس میں سستی کرنا موجب گناہ تھا۔ چنانچہ مشورہ کے بعد انھوں نے **مستورد** بن علفہ کو اپنا امیر مقرر کیا اور یہ قرار داد ہوئی کہ یکم شوال ۴۳ھ کو یعنی عین عید کے دن شہر سے نکل کر جہاد عام شروع کر دیں۔ حضرت مغیرہ کو خبر مل گئی کہ خارجیوں کی ایک جماعت **حیان** بن ظبیان کے گھر میں جمع ہے اور یکم شوال کو اس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے۔ سپاہیوں کو بھیجا انھوں نے اس گھر کا محاصرہ کیا۔ اور جو لوگ وہاں ملے ان کو گرفتار کر لائے۔ وہ قید کئے گئے۔ مستورد نے جب یہ دیکھا تو اپنے تین سو ساتھیوں کو لیکر کوفہ سے نکل گیا۔

مغیرہ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ اس کے مقابلہ میں کس کو بھیجنا چاہئے۔ **عدی** بن حاتم نے کہا کہ کوفہ کے جتنے رؤسا ہیں سب ان کے دشمن ہیں۔ آپ جس کو چاہیں بھیجیں کوئی انکار نہیں کرے گا۔ **معقل** بن قیس نے کہا کہ ان کے مقابلہ میں اگر آپ کسی کو بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھ کو بھیج دیجئے۔ میں ان سے سخت عداوت رکھتا ہوں کیونکہ وہ لوگ امت کے بدخواہ اور اہل بیت کے دشمن ہیں۔

مغیرہ نے جماعت شیعہ کے تین ہزار سوار منتخب کرکے معقل کے ساتھ روانہ کئے خوارج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ وہ اگرچہ تین سو تھے لیکن ہر لڑائی میں غالب رہے آخر میں مستورد کے مقابلہ کے لئے خود معقل گئے۔ مستورد کی تلوار ان کے سر پر اور انکا نیزہ اس کے سر پر پڑا۔ دونوں ایک ساتھ گرے اور مر گئے۔ اس وقت خارجیوں نے شکست کھائی اور بجز پانچ شخصوں کے سب مارے گئے۔

حضرت مغیرہ سات سال او رچند ماہ والی رہے۔ امام **شعبی** کا قول ہے کہ ان سے بہتر کوئی امیر کوفہ میں نہیں آیا۔ وہ امن پسند۔ نیک سیرت اور سلفِ صالح کا بقیہ تھے۔

لوگ ان کے اوپر یہ گرفت کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ حضرت علیؓ اور قاتلین عثمانؓ کی برائی کیا کرتے تھے۔ ان کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی۔

عبید اللہ بن زیاد

۵۵ھ میں امیر معاویہ نے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے خوارج پر نہایت سختی کی۔ ۵۸ھ میں بہت سے خارجیوں کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور جو بھاگے ان کے پیچھے فوج روانہ کی۔

ایک بار گھوڑ دوڑ میں شریک تھا وہاں ایک خارجی **عروہ بن ادیہ** نے اس سے سخت کلامی کی۔ ابن زیاد کو خیال ہوا کہ اس کے ساتھ کوئی جماعت ہے ورنہ ایسے کلام کی جرات اس کو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے گھوڑ دوڑ چھوڑ کر اپنے قصر کو واپس چلا آیا۔ عروہ خوف کے مارے چھپ رہا لیکن سپاہیوں نے اس کو تلاش کرکے گرفتار کر لیا۔ ابن زیاد نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کٹوائے اور کہا کہ اب بتاؤ اس نے جواب دیا کہ تم نے میری دنیا خراب کی اور اپنی آخرت کو برباد کیا۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اس کو مار ڈالا اور پھر اس کی بیٹی کو

کو بھی قتل کر دیا۔ عروہ کا بھائی مرداس چالیس آدمیوں کو لیکر باغی ہو گیا اور اہواز کی طرف چلا گیا۔ ابن زیاد نے اس کے تعاقب میں ابن حصن تمیمی کے ساتھ دو ہزار فوج روانہ کی۔ ان خارجیوں نے دو ہزار کو شکست دے دی۔

ابن زیاد امیر معاویہ کی وفات تک بصرہ کا والی رہا۔

مصر کے والی حضرت عمرو بن عاص تھے سنہ ۴۳ھ میں ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ والی ہوئے۔ حجاز کی ولایت ہمیشہ بنی امیہ کے امراء کے ہاتھ میں رہتی تھی خاص کر مروان بن حکم اور سعید بن العاص کے۔ ان میں سے اگر ایک مکہ کا حاکم ہوتا تو دوسرا مدینہ کا۔ اس کی وجہ تھی کہ امیر معاویہ خود حج کے لئے نہیں آتے تھے اس لئے انھیں والیان حجاز میں سے کسی کو اپنا قائم مقام بنا دیتے تھے۔

فتوحات

امیر معاویہ کے عہد میں مشرق میں فتوحات کا سلسلہ نہیں بڑھا۔ صرف یہ ہوا کہ بعض بعض صوبوں میں جو بغاوتیں ہو رہی تھیں وہ فرو کی گئیں۔ عبداللہ بن سوار نے جو سندھ کے سرحد پر متعین تھے قیقان پر دوبارہ فوج کشی کی۔ دوسری بار وہاں کے لوگوں نے ترکوں کو اپنی امداد کے لئے بلایا تھا۔ عبداللہ جنگ میں مارے گئے۔ ان کے بعد اسلام کے مشہور سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ نے ان پر چڑھائی کی اور مقام بنہ تک جو کابل اور ملتان کے درمیان واقع ہے فتح کیا۔

یہ واقعہ ذکر کے قابل ہے کہ ایک بار راستہ میں مہلب کو اکیلا پا کر اٹھارہ ترکی سواروں نے گھیر لیا۔ انھوں نے ان سب کو مار لیا۔

ترک اپنے گھوڑوں کی دم کے بال تراش دیتے تھے۔ مہلب نے اس طریقہ کو

پسند کر کے اپنی فوج میں بھی داخل کیا۔

امیر معاویہ کے عہد میں زیادہ تر توجہ رومیوں کی طرف مصروف کی گئی۔ اس کی وجہ
تھی کہ ان میں ابتک طاقت باقی تھی۔ ان کے زمانہ میں دو قیصر ہوئے پہلا قسطنطین پسر
ہرقل جو ٦٤١ء سے ٦٦٨ء تک حکمراں رہا اور دوسرا الوغاناتس جو ٦٦٨ء میں تخت پر بیٹھا
ر ٦٨٥ء تک رہا۔ یہ دونوں اسلامی علاقوں پر حملے کرتے رہے۔ امیر معاویہ نے ان سے
مقابلہ کرنے کے لئے بری اور بحری دونوں فوجیں تیار کیں۔ ان کے عہد میں ایک ہزار ساتھ
جنگی کشتیاں مکمل ساز و سامان کے ساتھ ہر وقت مقابلہ کے لئے تیار رہتی تھیں۔ امیر بحر
جنادہ بن ابی امیہ تھے جنہوں نے رومیوں کو کئی بار سطح آب پر شکستیں دی اور قبرص
روڈس وغیرہ کو فتح کیا۔ بحری فوج کی تنخواہ بھی زیادہ مقرر کی تاکہ مسلمان خوشی کے ساتھ
اس میں بھرتی ہوں۔

بری فوج کی دو قسمیں تھیں۔ جو سردی کے موسم میں جنگ پر بھیجی جاتی تھی وہ شاتیہ
اور جو گرمی میں جاتی تھی وہ صائفہ کہلاتی تھی۔ اس طرح پر جنگ کا سلسلہ برد بحر میں برابر جاری
رہتا تھا۔

٤٨ھ میں امیر معاویہ نے رومیوں کے اصل مرکز یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کی تیاری کی۔
اور اس کے لئے عظیم الشان لشکر جمع کیا۔ سفیان بن عوف کو اس کا سپہ سالار مقرر
کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی ایک دستہ کا امیر بنایا۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جیسا کہ امام بخاری نے اس کو اپنی صحیح
میں روایت کیا ہے۔

اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم } میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور
ہوگا اس کو اللہ نے بخش دیا ہے۔

اس بنیاد پر مدینہ سے بہت سے صحابہ مغفرت موعودہ حاصل کرنے کے لئے اس لشکر میں جاکر شریک ہوئے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبداللہ بن عباس ابو ایوب انصاری وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ بعض تاریخی روایات میں امام حسین کا بھی نام ہے

یہ لشکر بری اور بحری دونوں راستوں سے روانہ ہوکر قسطنطنیہ پہونچا اور اس کا محاصرہ کیا۔ متعدد سخت معرکے پیش آئے۔ عبدالعزیز بن زرارہ شوق شہادت میں بارہا آگے بڑھکر لڑتے تھے۔ اور جب یہ دیکھا کہ یہ تمنا پوری نہیں ہوتی ہے تو دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور آخرکار شہادت سے سرخرو ہوئے۔ امیر معاویہ کو جب اس کی اطلاع پہونچی تو انھوں نے زرارہ سے کہا کہ عرب کا جوانمرد اٹھ گیا۔ انھوں نے پوچھا کہ کون جوانمرد؟ میرا بیٹا یا آپ کا؟ کہا کہ تمہارا بیٹا۔ اللہ اس کا اجر تم کو دے۔ انہوں نے صبر کیا اور دعا مانگی

قسطنطنیہ کی فصیل چونکہ نہایت مضبوط اور قدرتی طور پر محفوظ واقع ہوئی تھی۔ اسلئے مسلمان اس کو فتح نہ کرسکے۔ رومیوں نے آتش افشانی کرکے بہت سی اسلامی کشتیوں کو بھی جلا دیا۔ علاوہ ازیں وہاں کی سردی بھی عربوں کے لئے سخت تھی مجبوراً بہت کچھ نقصان اٹھاکر واپس چلے آئے۔ اثنائے محاصرہ میں حضرت ابو ایوب انصاری وفات پاگئے یہ وہ صحابی ہیں جن کے یہاں ہجرت کے بعد مدینہ پہونچکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہمان ہوئے تھے قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب شہر کے باہر دفن کئے گئے۔

جب عثمانی ترکوں نے اس مقام کو فتح کیا تو ان کے مزار کے متصل ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جو ابتک جامع ابا ایوب کے نام سے مشہور ہے۔ اسی میں خلفاء آل عثمان کی تاجپوشی کی رسم ادا کیجاتی ہے۔

افریقیہ میں حضرت عمرو بن عاص کی ولایت میں برقہ تک فتوحات کا سلسلہ ہو چکا تھا

ر معاویہ نے عقبہ بن نافع کو وہاں کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور دس ہزار فوج ان کی امداد
لئے بھیجی۔ انہوں نے قوم بربر پر حملہ کیا اور ان کو مغلوب کر لیا۔

اہل بربر کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی سپہ سالار ان کے اوپر فوج کشی کرتا تو مسلمان
جاتے۔ پھر جب موقع پاتے مرتد ہو کر بغاوت کر بیٹھتے اس لئے عقبہ نے یہ مناسب سمجھا
وہاں ایک فوجی چھاونی قائم کریں۔ چنانچہ قیروان آباد کیا۔ ۵۵ھ میں اس کی تکمیل ہوئی
، دوران میں ہر سمت فوج کے دستے بھیجتے رہے۔ اکثر بربری قبائل اسلام میں داخل ہو گئے
ج کے قیام سے وہاں کے مسلمانوں کو اطمینان حاصل ہو گیا اور اطراف و دیار میں
لام پھیلنے لگا۔

مسلمہ بن مخلد اس زمانہ میں امیر معاویہ کی طرف سے والیٔ مصر و افریقہ تھے
ں نے عقبہ کو معزول کر کے ان کے بجائے اپنے ایک غلام ابو المہاجر کو سپہ سالار
ر کیا۔ ابو المہاجر نے جیسا کہ کوتہ اندیش لوگوں کا دستور ہے عقبہ کی برائی کرنی شروع کی
ان کے تمام کاموں میں خرابیاں نکالکر ان کو بدنام کرنے لگا۔

عقبہ شام میں چلے آئے اور امیر معاویہ سے ابو المہاجر کی شکایت کی انہوں نے
کیا کہ میں پھر تمکو تمہاری جگہ بھیجدوں گا۔ لیکن کچھ دنوں صبر کرو۔

ید کے لئے بیعت

مغیرہ بن شعبہ ایک بار دمشق گئے۔ انہوں نے یزید سے بھی ملاقات کی اور اثنائے
و میں کہا کہ اعیانِ صحابہ اور بزرگان قریش سب گزر گئے۔ اب ان کے بیٹے ہیں۔ تم
یلت۔ شرافت۔ علم اور سیاست دانی کے لحاظ سے ان میں کسی سے کم نہیں ہو
یں نہیں سمجھتا کہ امیر المومنین کے لئے کونسی رکاوٹ ہے کہ وہ تمہاری ولی عہدی کی

بیعت نہیں لیتے۔

یزید نے کہا کہ کیا آپ کی رائے میں اس بیعت میں کامیاب ہونا ممکن ہے مغیرہ نے کہا کہ بیشک۔ یزید نے امیر معاویہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مغیرہ کو بلا کر اس معاملہ میں گفتگو کی۔ مغیرہ نے کہا کہ وہ ساری فرقہ بندیاں اور خونریزیاں جو حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد ہوئیں میری نگاہوں میں ہیں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ امت کو اختلاف اور فتنہ و فساد سے بچانے کے لئے اگر آپ یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے لیں تو مناسب ہے ورنہ پھر آپ کے بعد وہی حالت ہو جائے گی۔ امیر معاویہ نے کہا کہ اس بات کی کیا ضمانت کہ لوگ بیعت کر لیں گے۔ مغیرہ نے کہا کہ میں کوفہ کی طرف سے ضامن ہوتا ہوں۔ اہل بصرہ کو زیاد رضامند کر لیں گے اور اہل عراق نے جب بیعت کر لی تو پھر کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تم کوفہ میں جا کر وہاں کے عمائد سے اس معاملہ میں مشورہ لیکر مجھے مطلع کرو۔

مغیرہ جب کوفہ میں واپس آئے تو وہاں کے رؤساء اور کبراء کو بلا کر اس بات کا ذکر کیا۔ وہ بیعت کرنے پر راضی ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کے ہمراہ اعیان کوفہ کا ایک وفد دمشق بھیجدیا۔ ان لوگوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ ہم اس رائے کو پسند کرتے ہیں کہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت لیجائے۔ امیر معاویہ نے ان کو رخصت کیا اور کہا کہ آپ لوگ اپنی رائے پر قائم رہیں۔ جب وقت آئے گا تو ہم اگر بیعت لیں گے۔

کوفہ کے وفد سے امیر معاویہ کی رائے کو بہت تقویت پہونچی۔ انھوں نے زیاد والی بصرہ کو بھی لکھا کہ تم وہاں کے سرداروں سے یزید کی ولی عہدی کے متعلق مشورہ لو۔ زیاد نے علبید بن کعب نمیری کو جو ممتاز رؤساء میں سے تھا بلا کر امیر معاویہ کا خط دکھایا اور کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ لکھوں کہ ابھی یہ معاملہ ملتوی رکھا جائے کیونکہ تمام لوگوں کا

معلوم ہے کہ یزید لا ابالی نوجوان ہے اور رات دن شکار میں مشغول رہتا ہی اس لئے مجھے
ہے کہ لوگ اس کی ولی عہدی کی بیعت میں پس وپیش کریں گے۔

عبید نے کہا کہ میرے خیال میں امیر کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے
یں دمشق میں جا کر یزید سے ملوں اور اس سے کہوں کہ تم ولی عہد ہو سکتے ہو لیکن لوگوں
ہارے بابت یہ شکایت ہے کہ تم شکار میں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ لہذا بہتر ہے کہ
اپنی اصلاح کرو۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یزید کی حالت بھی سدھر جائیگی اور امیر جو بات چاہتے ہیں وہ
نی کے ساتھ پوری ہوگی۔

زیاد اس کے مشورہ سے خوش ہوا۔ اور فوراً اس کو دمشق روانہ کیا۔ یزید نے
کے سمجھانے نے اپنی حالت ٹھیک کرلی۔ اور اب لوگوں کو اس کے اوپر عیب گیری
وقع نہیں رہا۔

امیر معاویہ نے مروان بن حکم والی مدینہ کو لکھا کہ

اب میرا سن زیادہ ہوگیا اور ہڈیاں کمزور ہوگئیں۔ مجھے یہ خوف ہے کہ میرے بعد
کہیں امت میں پھر فتنہ نہ پیدا ہوجائے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں
کسی شخص کو متعین کر دوں کہ میرے بعد خلیفہ ہو۔ لیکن بلا اہل مدینہ کے مشورہ کے
ایسا کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا لہذا تم وہاں کے اہل رائے کے سامنے اس معاملہ کو
پیش کرو۔ اور جو کچھ وہ جواب دیں اس سے مجھے مطلع کرو۔

مروان نے شرفاء و روساء مدینہ کو جمع کرکے یہ خط سنایا۔ سب لوگوں نے امیر
ے کو پسند کیا اور کہا کہ ہم اس تجویز سے متفق ہیں۔ وہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر

امت کی خیر خواہی کو پیش نظر رکھ کر جس کو چاہیں ولی عہد بنائیں۔

جواب پہونچنے کے بعد پھر یہ مراسلہ موصول ہوا کہ ہم نے غور و خوض کر کے امت کی مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ یزید کو ولیعہدی کے لئے منتخب کیا ہے مروان نے یہ خط لوگوں کو سنایا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا کہ تم لوگوں کو امت کی خیر خواہی منظور نہیں۔ تم خلافت اسلامیہ کو بھی قیصریت بنانا چاہتے ہو کہ جب ایک قیصر مر جائے تو اس کے بجائے اس کا بیٹا قیصر ہو۔ نیز امام حسینؓ۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر نے بھی اس کی مخالفت کی۔

امیر معاویہ نے اپنے امراء اور عمال کو لکھا تھا کہ یزید کی خوبیاں لوگوں سے بیان کریں اور دیار و امصار کے روساء و کبراء کے وفود میرے پاس بھیجیں کہ میں ان سے اس معاملہ میں خود بھی گفتگو کروں۔

ان وفود میں مدینہ سے محمد بن عمرو بن حزم اور بصرہ سے احنف بن قیس گئے۔ مح بن عمرو نے امیر معاویہ سے کہا کہ آپ یزید کو منتخب تو کرتے ہیں لیکن اس مسئولیت کو بھی پیش نظر رکھئے جو اللہ کی درگاہ میں اس معاملہ سے آپ کے اوپر عائد ہوتی ہے۔ امیر معاو اس کو سنکر چپ رہے۔ اس کے بعد دربار عام کیا جس میں امراء و رؤساء عمال اور وفو نیز ہر طبقہ کے لوگوں کو بلایا۔ اور کھڑے ہو کر تقریر کی۔ پہلے اسلام کی عظمت۔ خلافت کی حر خلفاء کے حقوق۔ والیان امر کی اطاعت اور اس معاملہ میں امت کے فرائض بیان کے اس کے بعد یزید کی خوبیاں مثلاً اس کی شجاعت عقل۔ کرم اور سیاسی واقفیت کا ذ کیا۔ پھر لوگوں سے خواہش کی کہ وہ اس کی ولیعہدی پر بیعت کریں۔

ان کے بعد ضحاک بن قیس فہری کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ۔

اے امیر المومنین! یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آپ کے بعد جو خلیفہ ہو وہ ابھی سے متعین ہو جائے۔ ہم نے خوب آزما لیا کہ باہمی الفت اور اتحاد سے بڑھکر کوئی چیز خونریزی سے بچانے والی نہیں ہے۔ رعایا کی آسائش۔ ملک کی امنیت و رفاہیتِ عام سب اسی پر منحصر ہیں کہ امت کا ایک مرکز ہو اور وہ خلیفہ کی ذات ہے۔

یزید بن امیر المومنین حسنِ سیرت۔ عقل۔ علم اور حلم ہر صفت میں ممتاز ہے۔ اس کی دانشمندی اور سیاسی واقفیت پر سب کو اعتماد ہے۔ اس کی رائے معاملات میں صحیح ہوتی ہے اور وہ ہر طرح پر خلافت کا مستحق ہے۔ ہماری یہی خواہش ہے کہ آپ اس کو ولی عہد مقرر کر دیں تاکہ آپ کے بعد وہ ہمارا پشت و پناہ اور ملجا و ماوی ہو۔ اور اس کے سایہ میں امت فتنہ اور فساد سے محفوظ رہے

ضحاک کے بعد اور لوگوں نے بھی اسی قسم کی تقریریں کیں۔

امیر معاویہ نے احنف بن قیس سے کہا کہ آپ کیوں نہیں بولتے۔ انہوں نے کہا کہ جھوٹ کہوں تو اللہ سے ڈر لگتا ہے اور سچ کہوں تو آپ سے۔ آپ خود بہ نسبت ہم لوگوں کے حالات سے زیادہ واقف ہیں۔ اگر آپ کے خیال میں یزید کی بیعت اللہ اور امت کی رضامندی کا موجب ہے تو لیجئے مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر وہ خلافت کے قابل نہیں ہے تو پھر کیوں اس کی دنیا کے پیچھے اپنی عقبیٰ کو بگاڑتے ہیں

امیر معاویہ لوگوں کو انعام و اکرام و خاطر و مدارات سے راضی رکھتے تھے اس لئے سب لوگوں نے بیعت کر لی۔ اس کے بعد عراق میں جا کر وہاں کے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر ایک ہزار سوار لیکر حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے مدینہ پہونچے۔ عبد اللہ بن عمر۔ عبد اللہ بن زبیر عبد اللہ بن عباس اور امام حسین رضی اللہ عنہم جو اس بیعت کے خلاف تھے۔ ان کی آمد

کی خبر سنکر مکہ کو چلے گئے۔ امیر معاویہ نے اہل مدینہ کے سامنے بھی تقریر فرمائی اس میں کہا کہ یزید سے زیادہ کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ اس کے مخالف ہیں اور وہ اس وقت تک اس سے باز نہ آئیں گے جبتک کہ ان پر سختیاں نہ ہوں اور ان کی جڑ اکھاڑ کر نہ پھینک دی جائے۔ کاش میری تنبیہ کو وہ لوگ سمجھ جاتے۔

پھر مدینہ سے مکہ آئے اور اُن چاروں حضرات کو بلایا۔ ان کی طرف سے عبداللہ بن زبیر گفتگو کے لئے منتخب کئے گئے۔

امیر معاویہ۔ آپ لوگ میری سیرت سے واقف ہیں۔ میں رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اور ان کے ہر قسم کے ناز اٹھاتا ہوں۔ یزید آپ کا بھائی ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ لوگ اس کو خلافت کے لئے نامزد کردیں اور اس کے جسقدر کام ہیں مثلاً والیوں کا عزل۔ نصب۔ تحصیل و خرچ مالیہ وغیرہ سب اپنے ہاتھ میں لیں۔ وہ کسی بات میں بھی تعرض نہیں کرے گا۔

عبداللہ بن زبیر۔ ہم تین صورتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے جس کو آپ چاہیں اختیار کریں

امیر۔ فرمائیے

ابن زبیر۔ پہلی تو صورت یہ ہے کہ جسطرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا جانشین منتخب نہیں کیا اسی طرح آپ بھی بلا انتخاب چھوڑ دیں۔

امیر۔ آنحضرت کے بعد ابوبکر جیسے لوگ موجود تھے جنکو بالاتفاق امت نے خلیفہ بنالیا۔ اب ہم میں ایسے لوگ کہاں ہیں جن پر سب لوگ متفق ہوجائیں اس لئے اگر میں کسی کو ولی عہد نہ بناؤں تو امت میں سخت اختلاف پڑنے کا خطرہ ہے۔

ابن زبیر تو پھر وہ صورت اختیار کیجئے جو حضرت ابو بکر نے کی تھی کہ ایسے شخص قائم مقام مقرر کیا جو نہ ان کے قبیلہ کا تھا نہ ان کا رشتہ دار تھا

امیر - مجھے حضرت عمر جیسا کون ملے گا کہ میں اس کا انتخاب کروں۔

ابن زبیر - اگر یہ بھی آپ نہیں چاہتے تو حضرت عمر کے طریقہ پر چلئے کہ انھوں نے اصحاب کو نامزد کیا کہ یہ لوگ اپنے آپ میں سے جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں جن میں کوئی ان کا بیٹا تھا نہ بھائی نہ ہم قبیلہ۔

امیر - کیا ان کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی ؟

ابن زبیر - نہیں۔

یہ سنکر امیر معاویہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے جو کچھ آپ لوگوں سے کہنا تھا وہ کہہ چکا ہونے والا ہے وہ ہو کر رہیگا - خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔

امیر معاویہ نے اہل مکہ سے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لی - پھر مکہ سے مدینہ واپس آ کر لوگوں سے بیعت لی

[illegible] سے سب [illegible] روانہ ہونے لگے تو عبد اللہ بن عمر نے ان سے کہا کہ میں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ تمہارے بعد جس شخص کی خلافت پر لوگ متفق ہو جائیں گے اس کو تسلیم کر لونگا - میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک حبشی غلام کو بھی اگر لوگ خلیفہ بنا لیں گے تو میں ہرگز اختلاف نہ کرونگا اور نہ جماعت کا ساتھ چھوڑونگا۔

خلافت و سلطنت

امیر معاویہ کے عہد حکومت پر نظر ڈالنے سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ اس میں خلافت

خلافت نے سلطنت کا رنگ اختیار کرنا شروع کیا۔ خلافت راشدہ میں ہر شخص
حاصل تھی جو خلیفۂ وقت کو تھی۔ ان میں باہم اختلافات بھی نہیں تھے۔ قرآن مجید
ہمدردی اور اخوت کی تعلیم دیتا ہے اس کی آیات میں ایسی تاویلات نے مطلق
تھا۔ جن سے اصلی مفہوم ہی بدل جائے لیکن امیر معاویہ کے عہد میں یہ سب کچھ
امت غلامی کی زنجیروں میں جکڑی گئی۔ خفیف خفیف جرموں پر بلکہ بعض اوقات
خونریزی کی جاتی تھی۔

زیاد والی بصرہ نے اس غریب بدو کو جرات کو اپنی بکریاں لیکر شہر کے کسی گو...
گیا تھا باوجود اس کے بیان کے صحیح مان لینے کے بھی قتل کر ڈالا اور کسی کو یہ جرأت
اس خون ناحق کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالتا۔ حالانکہ اسی بصرہ میں وہ
جو جتھا باندھ کر مدینہ پہونچے تھے اور حضرت عثمان سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی باز پر...
آپ نے نماز سفر میں قصر کیوں نہیں کیا؟

مسجد کا منبر جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت خلق کے لئے نہ...
اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب سے جا ملے تھے علی الاعلا...
تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اس سے اکثر مسلمانوں اور بالخصوص شیعۂ علی کی دل...
تھی۔ معلوم نہیں کیا فائدہ سمجھ کر اس کو بطور حتمی فرض کے قرار دے رکھا تھا۔

سب سے آخر میں انہوں نے جو کام کیا یعنی یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی اس...
تو اسلامی جمہوریت کی بنیاد ہی اکھڑ گئی۔

بہت سے لوگ ان کی طرف سے یہ معذرت پیش کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں...
حدود بہت وسیع ہو گئے تھے اور ذرائع الحاق و اتصال موجود نہ تھے اس سے...

امیدواروں کی جسقدر زیادتی ہوتی اسی قدر امت میں فتنہ وفساد اور تفرقہ کا زیادہ خوف ہوتا۔ ایسی حالت میں اگر امیر معاویہ نے ایک خاندان میں اس کو محدود کر دیا تو کچھ بیجا نہیں کیا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی حالت اور عوام کی جہالت کو دیکھتے ہوئے مصلحت اسی کی متقاضی تھی کہ امت کا رجحانِ طبع ایک ہی طرف رکھا جائے چنانچہ خود شیعہ جو امیر معاویہ کی اس بیعت ولی عہدی لینے پر سب سے زیادہ شدومد کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی امامت ایک ہی نسل میں محدود ہے اور باپ سے بیٹے کو اور بیٹے سے پوتے کو پہونچتی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت کے برکات اور استبداد کے نقصانات اسقدر عظیم الشان ہیں کہ یہ عذر ان کے مقابل میں قابلِ سماعت نہیں۔ اسلام کی اصلی ترقی کی بنیاد وہ حریت اور مساوات کی روح تھی جو اس نے امت میں پھونکی تھی۔ جس کی بدولت ہر شخص بجائے خود بادشاہ تھا۔ امیر معاویہ کی اس کارروائی سے ساری امت ایک شکنجے میں آگئی۔

انتظام ممالک

امیر معاویہ نرم مزاج، حلیم اور صلح جو تھے۔ ان کی ملک داری کی قابلیت میں کسی شخص نے بھی اختلاف نہیں کیا ہے۔ ان کے عہد میں تمام صوبوں میں امن وامان رہا۔ اسلام کی شوکت اور طاقت میں اضافہ ہوا۔ بحری فوج کی وجہ سے رومیوں پر سطوت قائم ہو گئی وہ نہایت بیدار مغزی اور مستعدی کے ساتھ حکومت کے فرائض ادا کرتے تھے۔

چونکہ مقبوضات کا رقبہ بہت وسیع ہو گیا تھا اور دور دست ممالک سے مراسلات میں بہت زمانہ لگتا تھا اس لئے انہوں نے برید کا سلسلہ تمام سلطنت میں قائم کیا

ہر بارہ میل پہ ایک چوکی ہوتی تھی جہاں ایک سوار رہتا تھا۔ خطوط کا تھیلا
کے ہاتھ جسقدر ممکن ہوتا تھا ملک کے اس سرے سے اس سرے تک پہونچاتا۔

دفاتر کی مہر بھی انھیں کی ایجاد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے
کو ایک لاکھ درہم کے عطیہ کا حکم لکھدیا۔ انھوں نے اس کو دو لاکھ بنا کر خزانہ سے
جب امیر معاویہ کے سامنے حساب پیش ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں نے تو صرف
دئے تھے چنانچہ عمرو کو طلب کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ درہم ان سے واپس
سے قاعدہ مقرر کر دیا کہ جو حکم دفتر سے برآمد ہو اس پہ مہر لگائی جائے اور اس کی
بھی رکھی جائے۔

ان کے عہد میں شام کا دفتر سریانی زبان میں تھا اور سرجون رومی سرد

بیت معاویہؓ

ان کی پہلی بیوی میسون بنت بحدل تھیں جن سے یزید پیدا ہوا۔ دوسری
تھیں تو فلی۔ ان کے شکم سے دو بیٹے عبد الرحمٰن اور عبد اللہ تھے۔ عبد الرحمٰن
وفات پائی۔ فاختہ کے انتقال کے بعد ان کی دوسری بہن کنوہ سے نکاح کیا
میں یہ ساتھ تھیں وہیں انتقال کر گئیں۔

وفات

امیر معاویہ جمادی الثانی میں بیمار ہوئے۔ یزید اس وقت کسی مہم پر گیا
جب بیماری بڑھ گئی اور زیست کی امید کم رہگئی تو ضحاک بن قیس اور مسلم
کے لئے وصیت نامہ لکھوایا جس کا خلاصہ یہ ہے

میں نے تیرے لئے تمام راستے ہموار کر دئے اور عرب کو تابع فرمان اور دشمنوں

معلوب بنادیا - اہل حجاز کا خیال رکھنا کیونکہ وہی ہمارا گہوارہ ہے اور عراق والے
اگر ہر روز فرمائش کریں کہ عامل کو نکال دے تو ان کی بات مان لینا اس لئے کہ ایک
عامل کا معزول کر دینا بہ نسبت اس کے زیادہ آسان ہے کہ ایک لاکھ تلواریں تیرے خلاف
میان سے نکل آئیں - اہل شام پر نظر رکھنا - یہ تیرے وفادار اور مددگار ہیں - دشمنوں کے
مقابلہ میں انہیں سے کام لینا اور جب ان کو کسی دوسری جگہ بھیجنا پڑے تو مہم سے فارغ
ہونے کے بعد فوراً ان کو شام میں بلا لینا ورنہ ان کے اخلاق بدل جانے کا اندیشہ
ہے - خلافت کے معاملہ میں بجز چار شخصوں کے مجھے اور کسی کا خوف نہیں ہے کہ وہ تیرے
مقابلہ میں آئیں گے - عبداللہ بن عمر، حسین بن علی - عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی
بکر (رضی اللہ عنہم) لیکن عبداللہ بن عمر عبادت گزار اور دنیا سے بیزار ہیں - جب سب لوگ
بیعت کر لیں گے تو وہ بھی جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے - حسین بن علیؓ سبک مزاج ہیں
عراقی ضرور ان کو اکسا کر مقابلہ میں لائیں گے - اگر ایسا ہو اور تجھکو ان کے اوپر دسترس
حاصل ہو جائے تو ان سے درگزر کرنا کیونکہ وہ ہمارے قریبی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نواسے ہیں - ان کا ہمارے اوپر بہت بڑا حق ہے - مگر جو شخص لومڑی کی طرح جھپٹے دیگا
اور شیر کے مانند حملے کرے گا وہ عبداللہ بن زبیر ہے - اس پر قابو مل جائے تو اس کی بوٹی
بوٹی کاٹ ڈالنا - دیکھو جہاں تک ہو سکے کوشش کرنا کہ امت کا خون نہ بہنے پائے

(عبدالرحمن بن ابوبکر معاویہ سے پہلے وفات پاگئے)

آخر اسی بیماری میں یکم رجب ۶۰ھ مطابق ۷ اپریل ۶۸۰ء کو انہو
اک بن قیس ہاتھوں میں ان کا کفن لئے ہوئے نکلے - منب
لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ

معاویہ عرب کے سالار۔ عرب کی طاقت اور عرب کے سرمایۂ ناز تھے۔ اللہ ت

ان کے ذریعے سے امت کے شر سے فتنہ کو رفع کیا۔ ان کو فرمانروا بنایا اور

ہاتھ پر فتوحات کیں ۔ آج وہ اس دنیا سے گزر گئے۔ یہ میرے

کفن ہے۔ اسی میں لپیٹ کر وہ دفن کئے جائیں گے۔ اب وہ ہیں اور ان

دونوں اللہ کے حوالے۔

ضحاک نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ وہ دمشق میں مدفون

کئی دن کے بعد آیا۔ اس نے قبر پر جاکر نماز جنازہ ادا کی۔

معاویہ تار رہا، یہ حال ہو گیا

تب وہی پونار ہا دیا

نعوذ باللہ من ذالک

یزید اول

یزید سنہ ۲۶ھ میں ہوئی جبکہ امیر معاویہ حضرت عثمان کی طرف سے کل
...الی ہو چکے تھے اس کی والدہ کا نام میسون بنت بجدل ہے۔
...ں تربیت امارت کے آغوش میں ہوئی۔ شروع سے امیر معاویہ اس کو
...ملک داری کے طریقے سکھاتے تھے۔ دو بار امیر حج مقرر کیا۔ ایکبار صائفہ
...لر بنا کر رومیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ نیز قسطنطنیہ پر جو لشکر بھیجا گیا تھا
...یہ شامل تھا۔ شعر گوئی میں مہارت رکھتا تھا۔
...یزید کو شکار اور شکاری کتوں کا بہت شوق تھا۔ اس بات پر لوگ اس کی
...رتے تھے۔

...معاویہ نے اپنی زندگی میں صوبہ جات کے امراء اور وفود سے مشورہ لیکر یزید کی
...بیعت لے لی تھی۔ لیکن مدینہ کے چند ممتاز رؤساء امت عبد اللہ بن عمر
...ن زبیر۔ امام حسین اور عبد اللہ بن عباس اس بیعت کے مخالف تھے۔
...کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے سب سے پہلے اپنی توجہ انہیں لوگوں سے
...کی طرف منعطف کی اور والیٔ مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ
...کو اپنے یہاں طلب کر کے بغیر مہلت دیئے ہوئے بیعت لے لو۔
...نے پہلے امام حسین کو بلایا۔ ان کو یزید کا خط دکھایا اور بیعت کی درخواست۔
...ں نے امیر معاویہ کے انتقال کا حال معلوم کر کے انا للہ پڑھی ان کے حق میں

کلمات خیر کہے اور دعا کی ۔ پھر فرمایا کہ ہمہ جیسا آدمی مخفی طور پر بیعت نہیں کریگا ۔
سب لوگوں کو بیعت کے لئے بلاؤ گے اور مجھے بھی طلب کروگے اس وقت
ولید امن پسند تھا ۔ اُس نے اُن کی بات مان لی ۔

عبداللہ بن زبیر یہ حال سنکر مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوگئے اس کے بعد ا
بھی اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیکر مکہ چلے ۔ محمد بن حنفیہ نے ان کو بہت سمجھ
کی کوشش کی لیکن وہ نہیں رکے ۔

عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت
عام ہوگیا تو ان لوگوں نے بیعت کرلی ۔

حادثہ کربلا ۔

امام حسین جب مکہ میں آئے تو یہاں اُن کے پاس لوگوں کا ... رہا
عبداللہ بن زبیر خانہ کعبہ میں دن بھر طواف اور نماز میں مشغول رہتے تھے ...
کے پاس بھی جاتے تھے اور جو رائے اور مشورہ ہوتا تھا اس میں شریک ہوتے ۔

اہل کوفہ کو جب امیر معاویہ کے انتقال اور یزید کی خلافت کی خبر ملی تو ...
سلیمان بن صرد کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے یہ طے کیا کہ یزید کی خلافت ...
کریں بلکہ امام حسین کو بلاکر اپنا امام بنائیں ۔ چنانچہ انکو خطوط بھیجنے شروع کئے ۔
کے پاس ان کی طلبی کے ڈیڑھ سو خط پہونچ گئے تو انہوں نے جواب میں لکھا ۔

تمہارے مقصد سے میں آگاہ ہوا اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو جو میرے معتمد
ہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمہاری باتوں کو سنکر اور کیفیت کو دیکھ
صورت حال سے مجکو مطلع کردیں ۔ اگر انہوں نے یہ لکھا کہ کوفہ کے رؤساء اور ...

امامت کے خواہاں ہیں تو میں آجاؤں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ امام وہی ہے
الله پر عمل کرے اور سنت پر قائم رہے۔

مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ ایسے راستہ سے جاؤ کہ کسی کو علم نہ
وہاں پہونچکر دیکھنا۔ اگر لوگ میری امامت پر متفق ہوں جیسا کہ انہوں نے ظاہر
تو مجھکو مطلع کرنا۔

مسلم جب کوفہ میں پہونچے تو شیعہ ان کے ہات پر بیعت کرنے کو ٹوٹ پڑے
حالت دیکھ کر امام حسین کو لکھا کہ یہاں کے سب لوگ آپ کی امامت کے خواہشمند
آپ تشریف لائیے۔

نعمان بن بشیر اس زمانہ میں کوفہ کے والی تھے۔ ان کو جب یہ اطلاع ہوئی کہ
مسلم کے ہات پر بیعت کر رہے ہیں تو انہوں نے جامع مسجد میں سب کو
کہا کہ

امت میں فتنہ اور تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس کا نتیجہ بربادی
ہی ہے جیسا کہ تم خود تجربہ کر چکے ہو۔

نعمان چونکہ عابد و زاہد اور عافیت جو شخص تھے اس لئے انہوں نے کسی قسم کی سختی
کہا کہ جب تک لوگ لڑنے کے لئے نہیں نکلیں گے میں خود پیش قدمی نہیں

شیعہ بنی امیہ میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ کا یہ طرز عمل ٹھیک نہیں
اس سے کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ نعمان نے کہا کہ معصیت الہی میں اگر کمزور رہوں
نہیں۔ اطاعت میں قوی رہنا چاہیئے۔

اس شخص نے یزید کو خط لکھا کہ کوفہ کی حالت یہ ہے کہ یہاں امام حسین کے
مسلم بن عقیل آئے ہوئے ہیں یہاں کے لوگ ان کے ہات پر امام حسین کی
کر رہے ہیں۔ اگر کوفہ کو تم اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو تو کسی دوسرے والی کو
کا انسداد کر سکے۔ نعمان سے کچھ نہیں ہو سکے گا۔

یزید نے نعمان کو معزول کر کے عبداللہ بن زیاد کو بصرہ کے ساتھ کو
کر دیا۔ اور حکم دیا کہ فوراً وہاں پہونچکر مسلم کو نکال دو یا قتل کر دو۔
میں آیا اور اعلان کیا کہ

میں فرماں برداروں پر مہربان ہوں اور فتنہ پردازوں کا دشمن۔ ہر محلہ کے
ہیں وہ اپنے اہل محلہ کے نام لکھکر بھیجدیں۔ اور جو اجنبی یا خارجی یا مشکوک آدمی
اس کو پکڑ کر میرے پاس لائیں۔ ہر شخص اپنے اپنے حلقہ کا ذمہ دار ہے۔ جس محلہ
باغی ملے گا اس محلہ کے رئیس کو اس کے دروازہ پر پھانسی دی جائیگی۔

مسلم کو جب ابن زیاد کے اس اعلان کی اطلاع ملی تو انھوں نے ہا
کے گھر میں پناہ لی۔ اس نے بادل نخواستہ منظور کیا۔ ابن زیاد کو معلوم ہو گیا۔
کو طلب کیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے گھر میں اسلحہ جمع کئے جا رہے ہیں
کا سامان ہو رہا ہے۔ تم خلیفہ کے دشمن ہو اور تم نے مسلم کو پناہ دی ہے ان کو ہمارے
ہانی نے بدنامی کے ڈر سے ان کی حوالگی سے انکار کیا۔ ابن زیاد نے اس کو
قید کر دیا۔

مسلم کو جب اس کی خبر ملی تو یا منصور کا نعرہ لگایا۔ اٹھارہ ہزار آدمی
جو ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے چار ہزار اس وقت جمع ہو گئے اور ہجوم کر کے دارالا

محاصرہ کیا۔ ابن زیاد کے پاس اس وقت کل تیس سپاہی اور چند رؤساء کوفہ اور بعض شرفائے
بنی امیہ تھے۔ سب کی مجموعی تعداد پچاس سے بھی کم تھی۔ ابن زیاد نے رؤساء کوفہ کو حکم دیا
اپنے قبیلہ کے جو لوگ مسلم کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو جا کر سمجھاؤ کہ وہ اس سے باز آئیں
ان لوگوں نے اپنے ہم قوموں کو ڈرایا دھمکایا اور سمجھایا۔ پھر امان کا جھنڈا کھڑا کیا۔ لوگ مسلم
کو چھوڑ چھوڑ کر الگ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ آخر میں ان کے پاس صرف تیس آدمی رہ گئے
پریشان ہو کر ایک شخص کے گھر میں چھپ رہے۔ ابن زیاد کو پتہ لگ گیا اس نے محمد بن
اشعث کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ گئے تو مسلم نے ان سے کہا کہ میں جانتا ہوں
مجھے امان نہیں دے سکتے۔ لیکن اگر میرا ایک کام کر دو گے تو بہت بڑا احسان ہوگا۔ یعنی
امام حسین کو میرے حال سے مطلع کر دینا اور لکھ دینا کہ وہ ہرگز یہاں نہ آئیں اور اگر روانہ
ہو گئے ہوں تو راستہ سے واپس چلے جائیں۔ کوفہ والے اعتماد کے قابل نہیں ہیں۔ ان
کی باتوں میں آ کر اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ محمد نے کہا کہ میں اس فرمائش کی ضرور
تعمیل کروں گا۔

مسلم اور ان کے ساتھ ہانی کو قتل کر ڈالا

امام حسین کو مکہ میں جب مسلم کا خط ملا تو وہ کوفہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے
لوگوں نے ان کو منع کرنا شروع کیا۔ سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن حارث آئے۔ انہوں
نے کہا مشہور ہو رہا ہے کہ آپ عراق کو روانہ ہونے والے ہیں۔ میرے نزدیک آپ کا
یہ سفر خطرہ سے خالی نہیں۔ وہاں امیر عراق موجود ہے جس کے ہاتھ میں فوج اور
خزانہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ لوگ روپئے پیسے کے غلام ہوتے ہیں کچھ عجب نہیں
جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے وہی آپ سے لڑنے کے لئے آئیں۔ امام حسین

خیر خواہی کا شکریہ ادا کر کے ان کو رخصت کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس بھی پہونچے اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آ
جانے کا ہے۔ امام حسین نے کہا ہاں آج سے کل تک روانہ ہو جاؤں گا۔ ا
میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اہل کوفہ نے وہاں کے امیر کو نکا
ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو جو لوگ آپ کو بلا رہے ہیں درحقیقت جنگ کے
امرا اور عمال کے ہوتے ہوئے کوئی شخص ان میں سے آپ کا ساتھ نہیں
مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ وہی لوگ جو آپ کے طرفدار ہیں وعدہ خلافی اور
اور خود آپ کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے آئیں گے۔ امام حسین نے فرما
استخارہ کروں گا۔

دوسرے روز پھر عبداللہ بن عباس گئے۔ اور کہا کہ میں ہر چند
ہوں لیکن کسی طرح صبر نہیں آتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ جو ارادہ آپ نے کیا
طرح آپ کی جان سلامت نہیں رہ سکتی۔ اہل عراق نہایت بیوفا ہیں۔ ا
نہ آئیے۔ اور اگر آپ جانا ہی چاہتے ہیں تو پہلے ان لوگوں کو جنہوں نے آ
لکھئے کہ کوفہ کے امیر کو نکال دیں اور وہاں کی فوج کو اپنے قبضہ میں کر لیں
میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ بجائے عراق کے آپ یمن کی طرف تشریف لے
کے والد کے بہت سے شیعہ رہتے ہیں اور کثرت سے قلعے اور پہاڑ ہیں۔ اور
ملک ہے۔ ہر طرف اپنے مبلغ بھیجئے۔ سرداروں سے مراسلت کیجئے
زیادہ امید ہے۔ اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ اہل حجاز آپ کو سردار مانتے
امام حسین نے ان کی کسی بات کو منظور نہ کیا اور عراق کی روا

کہا کہ میں آپ کے اونٹ کے آگے اس سفر سے روکنے کے لئے لیٹ جاتا لیکن
کہ آپ پھر بھی نہیں مانیں گے۔ کم سے کم اتنا تو کیجیئے کہ اہل وعیال کو ساتھ نہ لیجائیے
جس طرح حضرت عثمان اپنے بچوں کے سامنے قتل کئے گئے اسی طرح کہیں
نہ ہو۔ امام حسین نے ان کے کسی مشورہ کو قبول نہ فرمایا اور معہ اہل وعیال

[illegible] کوفہ سے آرہا
[illegible] کی طرف ہیں [illegible]
اپنی امید کے ساتھ ہیں۔

اور آگے بڑھے تو مدینہ سے عبد اللہ بن جعفر کا قاصد دوڑتا ہوا پہونچا اور ان کا
نے لکھا تھا کہ آپ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ پلٹ آئیے۔ اسی کے ساتھ
خط بھی منسلک تھا کہ آپ مدینہ میں اگر رہیں آپ کو امان ہے لیکن امام حسین نے
انکار کیا۔

منزلوں کے بعد عبد اللہ بن مطیع ملے جو عراق سے مکہ کو آرہے تھے۔ انہوں نے
آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ واپس چلئے اور عراقیوں کے فریب میں نہ آیئے
اگر آپ خلافت لینے کی کوشش کریں گے تو وہ یقیناً آپ کو قتل کر ڈالیں گے
بعثی۔ کسی عرب اور کسی مسلمان کے قتل میں ان کو باک نہ ہوگا۔ لہذا آپ
کو ہلاکت میں ڈال کر قریش کی حرمت، عرب کی حرمت اور اسلام کی حرمت
۔ مگر امام حسین نے ان کی بات نہیں سنی۔
مقام ثعلبیہ میں پہونچکر محمد بن اشعث کی تحریر اور مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر

اس وقت ان کے بعض ہمراہیوں نے کہا کہ اب جانا لاحاصل ہے کیونکہ اب کوفہ میں
اور مددگار ہم کو نہیں مل سکتا۔ بلکہ یہ خوف ہے کہ جو وقت مسلم پر آیا وہی ہم پر بھی نہ آ
سنکر بنی عقیل بگڑ کر بولے کہ ہم ہرگز منہ نہیں پھیر سکتے۔ یا تو مسلم کا عوض لیں گے
کی طرح جان دیدیں گے۔ اس لئے یہ قافلہ آگے بڑھا۔ غیر قبائل کے لوگ رفتہ رفتہ
چھوڑتے چلے گئے صرف خاص کنبہ کے لوگ جو جاں نثار تھے رہ گئے۔

مقام شراف سے نکل کر ایک ہزار سوار جن کا سردار حر بن یزید تمیمی تھا سا
امام حسین نے ان سے کہا کہ میں اس وقت تمہاری طرف آیا جب تم لوگوں نے
بلایا۔ اور لکھا کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے لہذا اگر اسی بات پر تم قائم ہو جو مجھے لکھی تھی تو
تمہارے شہر میں داخل ہوں۔ ورنہ جہاں سے آیا ہوں وہاں پھر واپس چلا
لوگوں نے جواب نہیں دیا۔ حُر نے کہا کہ ہم کو یہ حکم ملا ہے کہ آپ کے ساتھ سا
کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے لے چلیں۔ امام حسین نے کہا کہ اس سے تو مر
پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سوار ہو کر واپس چلیں۔ لیکن حر نے روکا اور
امام حسین شمال کی طرف چلے۔ جب مقام نینوا میں پہونچے تو دوسرا لشکر جس کو
سعد کی ماتحتی میں ابن زیاد نے امام حسین کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا۔

ابن سعد نے قاصد بھیجکر امام حسین سے دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے
آئے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ خود اہل کوفہ نے بار بار خط لکھ کر مجھکو بلایا ہے اس
یہاں آیا۔ اب اگر میرے آنے کو لوگ پسند نہیں کرتے تو واپس چلا جاؤں گا۔
نے یہ کیفیت ابن زیاد کو لکھی بھیجی۔ اس نے کہا کہ اب ہمارے پنجہ میں آجانے کے

کے بعد اس نے ابن سعد کو فرمان بھیجا کہ امام حسین کے سامنے یزید کی بیعت وہ بیعت کرلیں تو جو حکم مناسب سمجھیں گے دیں گے اور اگر نہ کریں تو ان کے کردو۔ پھر شمر ذی الجوشن کو بھی ایک دستہ فوج دیکر بھیجا۔

حسین یہ کہتے تھے کہ جہاں سے ہم آئے ہیں وہاں واپس جانے دو۔ یا طرف نکل جانے دو لیکن ابن زیاد نے لکھا کہ سوائے میرے حکم کی تعمیل کے صورت نہیں۔ امام حسین اس کو کب گوارا کرسکتے تھے۔

محرم ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں جنگ ہوئی۔ ایک طرف امام حسین کے یوں کی مختصر جماعت تھی۔ دوسری طرف عراقی فوج تھی جس میں ایک شخص بھی تھا۔ بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی کا فیصلہ ہوگیا۔ امام حسین اور ان کے قتول ہوئے اور ابن سعد کے ۸۸ آدمی مارے گئے۔

عراق امام حسین کے سر اور ان کے حرم کو معہ علی بن حسین کے جو مریض تھے زید کے سامنے لائے۔ اس کے ان کو شمر وغیرہ چند عراقی روساء کے ساتھ دیا۔

یزید کے پاس پہونچے تو اس کو یہ کیفیت دیکھکر بہت رنج ہوا۔ آنکھوں میں اور عراقیوں سے کہا کہ یہ تمنے کیا کیا۔ میں تمہاری اطاعت سے بلا حسین کے بھی راضی تھا۔ ابن زیاد پر اللہ کی لعنت۔ میں اگر اس کے بجائے ہوتا کام لیتا۔

اپنے درباریوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ حسین رضی اللہ عنہ یہاں کو پہونچے۔ یہ کہتے تھے کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر۔ میری ماں یزید

یزید کی ماں سے بہتر۔ میرے جد یزید کے جد سے بہتر اور میں خود یزید سے بہتر اور خلافت
کا زیادہ حق دار ہوں۔

سو میرے اور ان کے باپ میں محاکمہ ہوا تھا اور دنیا جانتی ہے کہ کیا فیصلہ ہوا
باقی رہیں ان کی والدہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ امت میں کونسی
ہے جو ان کے درجہ کی ہو سکتی ہے۔ اور ان کے جد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکو
ہر ایک مسلم تمام انبیا سے افضل سمجھتا ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا وہ انکے اس تفقہ کی وجہ سے ہوا
کہ جس کے باپ دادا بہتر ہوں وہی خلیفہ ہو۔ انہوں نے قرآن کی اس آیت کا خیال نہ کیا۔

اللھم مالک الملک توتی الملک	اے اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو تو
من تشاء۔	چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔

اس کے بعد اہل بیت کا یہ لٹا ہوا اور مصیبت زدہ قافلہ۔ یزید کے محل میں
اس کے گھر کی عورتیں ان کے پاس جمع ہوئیں۔ بہت روئیں اور تین دن تک ماتم
چند دنوں کے بعد یزید نے ان کو ہر طرح کا ساز و سامان دیکر مدینہ کو رخصت کیا۔ جو کچھ
نقصان ہوا تھا اس سے دگنا دیا اور چلتے وقت علی بن حسین سے کہا کہ
آسے براہ راست مجھے لکھنا میں پوری کروں گا۔

اس دردناک طریقہ سے اس واقعہ کا خاتمہ ہوا۔

اصلیت یہ ہے کہ اہل عراق بھروسہ کے قابل نہ تھے۔ خود حضرت علی رض
جنہوں نے مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا تھا آخر میں اُن کی نافرمانیوں سے تنگ
تھے اور دعا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے ان سے نجات دے۔ خواہ بذریعہ موت کے چنانچہ قتل
اسی طرح امام حسن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے خلافت کی بیعت کی تھی۔ جب شامی

مقابلہ ہوا تو پہلے ہی حملے میں ان کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے جس کی وجہ سے آخر ان کو صلح کرنی پڑی
امام حسین رضی بھی انہیں کے اعتبار پر مکہ سے کوفہ آئے اور جب قریب آکر ان کو
معلوم ہوا کہ ان کے تمام وعدے جھوٹے تھے تو واپسی کا ارادہ کیا لیکن جفاکار ابن زیاد نے
ان کو یزید کی بیعت پر مجبور کیا۔ جس کو انہوں نے گوارا نہ کیا اس لئے ناچار لڑنا پڑا
و... دری کے ساتھ لڑ کر جان دیدی۔

عقلاء قریش عبداللہ بن عباس وغیرہ جو اہل کوفہ کی عادت اور طبیعت سے واقف
... پہلے ہی خوب سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے جسقدر ان سے ہو سکا
... روکنے کی کوشش کی تھی۔

... حرہ

یزید ... خلیفہ ہونے کے بعد اہل مدینہ کی تعظیم وتکریم کا بہت لحاظ رکھا۔ ان کو بڑے
... اور ان کے ساتھ مراعات کی۔ لیکن وہاں کے لوگ عبداللہ بن زبیر کے
... خلافت کی بیعت لینی شروع کی تھی۔ طرفدار ہوگئے عبداللہ بن حنظلہ کو
... یزید کی بیعت کو فسخ کر کے علانیہ مخالفت کے لئے آمادہ ہوئے۔
یزید نے ... وقت یہ حال سنا نعمان بن بشیر کو بھیجا کہ جاکر اپنی قوم کو سمجھاؤ۔
... خواہی اہل مدینہ کو بہت سمجھایا۔ اور کہا کہ تم لوگ فتنہ اور تفرقہ ڈالتے
... اور امت کا ساتھ چھوڑ کر اپنے دین اور دنیا کو نہ لگاڑو۔ اہل شام کے
... میں طاقت بھی نہیں ہے۔ پھر تم کس بھروسہ پر بغاوت کر رہے ہو۔ لیکن
... مطلق کارگر نہ ہوئی آخر وہ واپس چلے گئے۔

ادھر مدینہ والوں نے بنی امیہ کے ان لوگوں پر جو وہاں تھے حملہ کیا۔ وہ مروان کے گھر میں مجتمع ہوگئے۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ بنی امیہ نے قاصد دوڑا کر یزید [illegible] کی درخواست کی۔ اس نے بارہ ہزار فوج مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں مدینہ کی طرف [illegible] اور ہدایت کی کہ تین بار اہل مدینہ کو سمجھانا کہ وہ سرکشی سے باز رہیں۔ جو اس پر بھی [illegible] تو ان سے لڑنا اور تین دن تک قتل و غارت کرنا۔ لیکن دیکھنا علی بن حسین کو کوئی [illegible] نہ پہونچے۔ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ کیونکہ ان کا خط میرے [illegible] مدینہ والوں کے ساتھ اس شورش میں شریک نہیں ہیں۔

مسلم کی آمد کی خبر سنکر اہل مدینہ نے بنی امیہ کا محاصرہ اٹھا لیا [illegible] چھوڑا کہ نہ وہ مسلم کے ساتھ شریک ہوں نہ اس کو یہاں کی اندرونی [illegible]

جب یہ لوگ نکل کر وادی القریٰ میں پہونچے تو مسلم سے ملاقات [illegible] حضرت عثمان کے بیٹے عمرو سے مدینہ کی حالت دریافت کی۔ انہوں نے [illegible] خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ مسلم نے کہا کہ تم [illegible] کرتا ہوں ورنہ گردن اڑا دیتا۔

اس کے بعد عبدالملک بن مروان سے پوچھا اُس نے مدینہ کی [illegible] کو بتائی اور مشورہ دیا کہ آج مقام ذی نخلہ میں قیام کرو۔ صبح کو دائیں سمت سے مدینہ [illegible] بڑھ جانا۔ پھر مقام حرہ سے مغرب رو ہو کر مدینہ کی طرف پلٹنا۔ اس طرح سورج [illegible] کے سامنے پڑیگا۔ اور تمہارے پیچھے۔ جس کی وجہ سے تمہارے اسلحہ کی چمک ان [illegible] کو خیرہ اور اُن کے دلوں کو مرعوب کر دے گی۔

مسلم نے اسی کے مطابق عمل کیا اور مدینہ کے متصل پہونچکر وہاں کے [illegible]

اور کہا کہ امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ اہل مدینہ امت کی اصل بنیاد ہیں۔ مجھے ان کی خونریزی سخت ناگوار ہے۔ لہذا تین دن کی مہلت دیجاتی ہے۔ اس میں جو لوگ سرکشی سے باز آجائیں گے ان سے کچھ تعرض نہیں کیا جائیگا۔ اور جو باز نہ آئیں گے وہ پھر مجھکو معذور سمجھیں۔

اہل مدینہ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اس لئے تین دن کے بعد لڑائی ہوئی اور ان کو شکست [illegible] بہت سے رؤساء و اشراف مدینہ مارے گئے اور تین دن تک وہاں قتل عام [illegible] بعد مسلم نے اعلان کیا کہ لوگ اگر بیعت کریں۔ جو انکار کرے گا وہ قتل کیا جائیگا۔ [illegible] بیعت کی۔

[illegible] ہدایت کے مطابق علی بن حسین کے ساتھ مسلم نے نہایت مہربانی کا [illegible] سے بیعت کے بارہ میں بھی کچھ نہیں کہا۔

[illegible] ۶۳ھ میں ہو

[illegible] حیرت ہوتی ہے کہ اہل مدینہ جن میں نہ مقابلہ کی طاقت تھی نہ دوسرے [illegible] کے شریک حال تھے فسخ بیعت کی عجیب و غریب جسارت کس طرح کر بیٹھے [illegible] حرمت کی بہت کچھ ذمہ داری خود اہل مدینہ پر عاید ہوتی ہے۔ اسی [illegible] بھی جو طریقہ اختیار کیا وہ دانشمندی سے بعید تھا۔ وہ اگر صرف محاصرہ [illegible] کے پانی کو جو باہر سے آتا ہے دو روز کے لئے بھی بند کر دیتا تو وہاں کے [illegible] بات مان لیتے اور حرم رسول اللہ خونریزی سے محفوظ رہتا۔

[illegible] یہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ نے خود جنگ میں عجلت کی۔ یہاں تک کہ اپنی [illegible] خندق انہوں نے کھودی تھی اس کو بھی چھوڑ کر آگئے [illegible] شروع کر دیا۔ لیکن پھر بھی یہ الزام مسلم پر رہ جاتا ہے کہ فتح کرنے کے

کیا معنی۔ اور شامی مسلمانوں کی غیرت نے کیونکر گوارا کیا کہ مدینہ میں بلا ضرورت
خونریزی اور غارت گری کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ سروں میں جب شورش کا جنون سماجاتا ہے اور فتنہ
کا ہیجان ہوتا ہے اس وقت عاقبت اندیشی باقی نہیں رہتی۔ نعوذ باللہ منہا۔

محاصرہ مکہ

مدینہ کی مہم سے فارغ ہوکر مسلم نے عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کے لئے مکہ
کوچ کیا کیونکہ انہوں نے اہل حجاز سے بیعت لیکر اپنی خلافت کا علم بلند کیا تھا۔ راہ
میں مسلم نے وفات پائی اور اس کے بجائے حصین بن نمیر یزید کی ہدایت سے
سرلشکر ہوا۔ ۲۶ محرم کو یہ لشکر مکہ پہونچا۔ ابن زبیر مقابلے کے لئے نکلے۔ لیکن شکست
اور مکہ میں آگئے۔ شامیوں نے محاصرہ کیا اور منجنیق سے شہر پر پتھر پھینکے۔ اسی دوران
خبر آگئی کہ یزید نے وفات پائی۔ شامیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور لڑائی ختم ہوگئی۔

یہ تین واقعات ہیں جن کی وجہ سے یزید کا نام امت میں بدنام ہوگیا۔ یہ
بعض لوگوں نے اس پر لعنت کرنا بھی روا رکھا ہے۔

لیکن ان واقعات میں یزید کے لئے صرف دو صورتیں تھیں۔
کے لئے خلافت سے دست بردار ہوجاتا۔ دوسری یہ کہ ان کا مقابلہ کرتا۔ ظاہر
نے اس کے ہات پر بیعت کرلی تھی اس لئے یہ آسان نہ تھا کہ وہ امام
نفسی سے کام لیکر سریر خلافت سے اٹھ جائے اس نے دوسری ہی صورت اختیار
اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کے امرائنے دانشمندی اور ہمدردی کے ساتھ ان
حل نہیں کیا۔ بلکہ اس میں غیر ضروری اور ناجائز سختی سے کام لیا۔ اس لئے ان

مفصل دیکھنے کے بعد یہ انصاف سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ اکیلا یزید ہی ان کا مجرم

پایا جائے۔ بالکل صحیح اور وہ سب سے پہلے مجرم تھے سب علیؓ سے مڑتے اور خلیفہ بنتے سب اسی پر آیا

پہنچتا

یزید نے عقبہ بن نافع کو دوبارہ افریقہ کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور جو وعدہ امیر معاویہ کر گئے تھے اس کو پورا کیا۔ عقبہ نے قیروان پہونچ کر اپنے حریف ابوالمہاجر کو زنجیروں میں مقید کیا اور ایک عظیم الشان لشکر لیکر مقام باغایہ کی طرف بڑھے جہاں رومیوں کا اجتماع تھا۔ سخت لڑائی کے بعد رومیوں نے شکست کھائی اور پیچھے ہٹ کر شہر میں داخل ہو گئے عقبہ نے محاصرہ کو غیر ضروری سمجھ کر بلاد زاب کی طرف چڑھائی کی اور وہاں کے سب سے بڑے شہر اربہ کو رومیوں کے ہاتھ سے چھین لیا۔ آگے بڑھ کر تاہرت پر پھر مقابلہ ہوا۔ رومیوں شہ نے بنا لیا تھا۔ غنیم کی کثرت تعداد سے مسلمانوں کو بڑی مشکل پیش آئی

[illegible] سے اللہ نے ان کو کامیاب کیا۔ رومی اور بربر دونوں نے شکست کھائی اور بے شمار اسلحہ اور اموالِ غنیمت ہات آئے۔

مسلمان پھر طنجہ کی طرف بڑھے وہاں ایک رومی رئیس یلیان تھا اس نے اطاعت پیش کر کے صلح کر لی۔ اس کے بعد طنجہ کے مغرب میں سوس ادنیٰ کو فتح کیا [illegible] کی طرف پیش قدمی کی۔ وہاں روم اور بربر کی متحدہ جمعیت سے مقابلہ ہوا [illegible] بحر ظلمات تک پہونچ گئے۔ عقبہ نے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا

"یا اللہ اگر سمندر حائل نہ ہو جاتا تو جہاں تک زمین ملتی
میں تیری راہ میں جہاد کرتا ہوا چلا جاتا"

اب قیروان کو واپس ہوئے چونکہ سارا ملک فتح ہو چکا تھا اس لئے زیادہ خطرہ نہ تھا۔ فوجوں کے دستے الگ الگ روانہ ہوئے۔ عقبہ کے ساتھ تھوڑی سی فوج رہ گئی۔ راستہ میں مقام تھودا میں رومیوں نے اس قلیل جماعت کو دیکھکر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک بربر سردار کسیلہ جو ابو المہاجر کے ہات پر اسلام لایا تھا عقبہ کے ساتھ تھا۔ لیکن عقبہ نے ابو المہاجر پر جو سختیاں کی تھیں ان کی وجہ سے وہ دل میں ان کا سخت دشمن تھا۔ یہانتک کہ خود ابو المہاجر نے عقبہ سے باربار تاکید کی تھی کہ مجھے جو کچھ خوف ہے وہ کسیلہ سے ہی تم اس سے غافل نہ رہنا۔ لیکن عقبہ نے خیال نہیں رکھا۔

اس موقع پر کسیلہ بھی رومیوں کے ساتھ جا کر مل گیا۔ اور پھر اپنے ایک کثیر جماعت فراہم کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ عقبہ کے ساتھ جسقدر فوج تھی کوئی نہ بچ سکا۔ کسیلہ اپنی جمعیت لئے ہوئے قیروان کی طرف بڑھا۔ وہاں قیس بن زہیر کو اپنا نائب بنا کر چھوڑا تھا۔ اس نے مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن فوج لڑنے پر راضی نہیں ہوئی۔ اس لئے مجبوراً مسلمان بھاگ کر برقہ میں چلے آئے قیروان پر قبضہ کیا۔ وہاں مسلمانوں کے اہل وعیال جو رہ گئے تھے ان کو امان دی۔

ازواج و اولاد

یزید کا پہلا نکاح ام ہاشم بنت عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ معاویہ اور خالد۔ اس نے دوسرا نکاح عبد اللہ بن عامر کی بیٹی ام کلثوم کے ساتھ کیا۔ اس کے شکم سے عبد اللہ پیدا ہوا جو تمام عرب میں تیراندازی میں فرد تھا۔ نیز امہات اولاد سے بھی یزید کے کئی بیٹے تھے۔ عبد اللہ اصغر۔ عمر۔ ابوبکر۔ عتبہ۔ حرب اور عبد الرحمن

وفات

۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ مطابق ۱۰ نومبر ۶۸۳ء کو یزید نے سرزمین شام کے شہر حوران میں وفات پائی۔ اس کا سن ۳۹ سال کا تھا۔

مدت خلافت ۳ سال آٹھ مہینے ۱۴ دن رہی۔

معاویہ ثانی مروان بن حکم

عبداللہ بن زبیر

کی وفات کے بعد دو بیعتیں ہوئیں۔ ایک شام میں معاویہ بن یزید کی خلافت دوسری حجاز میں عبداللہ بن زبیر کے لئے۔

معاویہ کا سن ۲۱ سال کا تھا۔ جب لوگوں نے بیعت کی تو اس نے سب کو جمع کر کے کہا کہ

... ادا کرنے کی قوت ... پاتا میں نے نظر دوڑائی کہ امت میں کوئی شخص حضرت عمر جیسا ملے تو امارت کو اس کے ... کر دوں لیکن نہیں ملا۔ پھر چاہا کہ حضرت عمر کی طرح چند بہترین افراد کو نامزد کر دوں کہ وہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیں مگر ایسے لوگ بھی مجھکو نہ مل سکے۔ اس لئے تم لوگ خود جس کو چاہو منتخب کر لو۔ مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔

اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اور تین مہینے کے بعد جب ... اس کا جنازہ ... اس نوجوان کی خیر خواہی۔ نیک نیتی اور دنیا سے بے ... میں نہایت پسندیدہ

نظروں سے دیکھی گئی۔ واقعہ ... سمجھ گیا ہے وہ سن نے کیا ہے خلافت ...

ادھر حجاز میں ابن زبیر کی یہ حالت ہوئی کہ یزید کی وفات کے بعد حصین بن ...
محاصرہ اٹھا لیا تو جاکر ان سے ملا اور کہا کہ اب میرے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی شخص
خلافت کا مستحق نہیں ہے میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ شام کی طرف چلیں
میرے ساتھ جو فوج ہے اس میں وہاں کے اکثر روساء و شرفاء ہیں۔ اس لئے مجھے یقین
کہ کل اہل شام بلا اختلاف آپ کے ہات پر بیعت کریں گے۔ لیکن جو لوگ آپ کے ...
میں لڑے ہیں ان کو امن عام دیدیجئے تاکہ ان کے دل آپ کی طرف سے مطمئن ہو جائیں۔
یہ باتیں حصین نے ان سے آہستہ سے کہی تھیں۔ لیکن وہ بگڑ کر جوش کے ساتھ بلند
سے بولے کہ میں معافی کبھی نہیں دوں گا۔ اور قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اپنے ایک ایک
کے بدلے میں دس دس شامیوں کو قتل کروں گا۔

حصین نے کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ آپ عقل و رائے رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس
وہ غلط نکلا۔ میں آپ کو خلافت دے رہا ہوں اور آپ قتل و خونریزی پر تلے ہوئے ہیں
آہستہ کہتا ہوں اور آپ بلند آواز سے بولتے ہیں۔ اس کے ...
واپس چلا گیا۔

بصرہ میں جب یزید کے مرنے کی خبر پہونچی تو عبداللہ بن زیاد نے وہاں کے
لوگوں کو جمع کیا۔ اور کہا کہ

اہل بصرہ! میرا مولد و منشا یہی شہر ہے اسی مقام کے والی میرے باپ تھے۔ اور ان
کے بعد پھر میں ہوا۔ جس وقت اس صوبہ کی حکومت میں نے اپنے ہات میں لی تھی
اس وقت فوج کے دفتر میں کل ۷۰ ہزار نام تھے لیکن اب ان کی تعداد ایک لاکھ ہے

اور اس وقت صرف ۰۰۰ ہزار اشخاص کو وظائف ملتے تھے۔ آج ایک لاکھ چالیس ہزار روزینے تقسیم ہوتے ہیں۔ جو لوگ مفسد اور امن میں خلل انداز تھے وہ سب قید خانوں میں ہیں۔ میں نے تمام خطرات مٹا دیے جس سے امن عام ہو گیا۔ اور رفاہیت اور خوشحالی بہت ترقی کر گئی۔ اب ایسا کوئی دشمن باقی نہیں رہا جس سے تم کو کوئی اندیشہ ہو۔ یزید اس دنیا سے گزر گیا اور اہل شام نے ابھی تک کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ آج تمام اسلامی صوبوں میں بلحاظ قوت اور تعداد کے عراق ممتاز ہے۔ تم لوگ جس کو خلیفہ بناؤ سب سے پہلے میں اس کے ہات پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ پھر اگر اہل شام نے کسی کو منتخب کر لیا تو تم کو اختیار ہوگا۔ چاہے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ یا اپنی خلافت جداگانہ قائم رکھو۔ کیونکہ تم دوسرے صوبوں سے مستغنی ہو اور وہ تمہارے محتاج ہیں۔

[illegible] کہ تم سے زیادہ خلافت کے لئے ہم کسی کو موزوں نہیں سمجھتے۔ تم اپنے [illegible]۔ ابن زیاد نے انکار کیا لیکن انہوں نے اصرار کیا۔ آخر تین انکار [illegible] ہات بڑھایا۔ عراقی بیعت کرتے تھے مگر وہاں سے نکل کر اپنے ہاتھوں کو [illegible] رگڑ کر صاف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ابن زیاد یہ سمجھتا ہے کہ ہم اتحاد اور تفرقہ ہر [illegible] کے تابعدار رہیں گے؟

[illegible] بیعت لینے کے بعد اس نے کوفہ والوں سے خواہش کی لیکن انہوں نے [illegible] دیا۔ پھر بصرہ والوں نے بھی اس کی بیعت فسخ کر دی اس نے خوف زدہ ہو کر [illegible] بن قیس اور پھر مسعود بن عمرو سالار ازد کے پاس پناہ لی اس کے بعد ملک شام [illegible]ف چلا گیا۔

اہل بصرہ نے باہمی مشورہ سے عبداللہ بن حارث کو اور اسی طرح اہل کوفہ نے بھی

ایک شخص کو اپنا والی بنا لیا۔ پھر دونوں مقامات کے باشندوں نے اپنے اپنے وفود بھیجکر
عبداللہ بن زبیر کے ہات پر بیعت کی۔ اور ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اہل مصر نے بھی
انہیں کے ہات پر بیعت کی۔ اب سوائے اہل شام کے جملہ عالم اسلامی ان کی خلافت پر
متفق ہو گیا۔

اہل شام

دمشق کے امیر ضحاک بن قیس۔ حمص کے نعمان بن بشیر اور قنسرین کے زفر بن
حارث تینوں ابن زبیر کے حامی تھے اور ان کی خلافت کے لیے بیعت لیتے تھے۔ صرف
فلسطین کا والی حسان بن مالک بنی امیہ کا طرفدار تھا اسی کے پاس افراد بنی امیہ
مجتمع ہوئے۔ ان میں سب سے بہتر مروان بن حکم تھے۔ انھیں کے ہات پر ذیقعدہ ۶۵ھ
میں سب نے بیعت کی۔ قبیلہ غسان۔ کلب اور سکاسک وغیرہ سب اس بیعت میں شریک
اس کا حال سنکر ضحاک بن قیس نے دمشق سے فلسطین پر فوج کشی کی۔ محرم ۶۵ھ
میں مرج راہط میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ بیس دن تک میدان کارزار گرم رہا۔ سخت
خون کے بعد آخر میں بنی امیہ غالب آئے اور ضحاک مارے گئے۔ نعمان بن بشیر
حمص چھوڑکر بھاگے۔ لیکن وہاں کے لوگوں نے تعاقب کرکے ان کو قتل کر ڈالا۔ زفر بن
قنسرین سے قرقیسا میں جاکر قلعہ گیر ہو گئے۔ بنی امیہ نے اس کا محاصرہ کیا لیکن [illegible]
بچاکر وہاں سے نکل آئے۔ اب سارا ملک شام مروان کے قبضہ میں آگیا۔ اہل مصر
بھی ان کی خلافت تسلیم کر لی۔ لیکن مروان کا زمانہ بہت کم رہا۔ رمضان ۶۵ھ میں
انتقال کر گئے۔

مروان

مروان کی ولادت ۲ھ میں ہوئی تھی سلسلہ نسب یہ ہے مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ان کی والدہ آمنہ بنت علقمہ بن صفوان تھیں۔

حضرت عثمان کے عہد میں ان کے کاتب اور مشیر رہے اور امیر معاویہ کے عہد میں کئی بار مدینہ کے والی مقرر ہوئے۔ یزید کی وفات کے بعد بنی امیہ کے ہاتھ سے خلافت تقریباً نکل چکی تھی۔ عبید اللہ بن زیاد نے ان کو بیعت لینے کا مشورہ دیا۔ اس کے ہمت دلانے سے تیار ہو گئے اور بالآخر مرج راہط کی فتح کے بعد شام اور مصر دو صوبوں میں ان کی خلا[illegible] قائم ہو گئی۔

عبد الملک بن مروان

[illegible] ان نے اپنی وفات [illegible] اپنے بیٹے عبد الملک کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ ان کے [illegible] بعد ہوا۔ عبد الملک [illegible] مدینہ میں ہوئی تھی۔ اس کی والدہ [illegible] بنت معاویہ بن ولید بن [illegible] بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

[illegible] عاقل۔ دور اندیش۔ ادیب اور فاضل تھا۔ علم میں شیوخ مدینہ [illegible] کے ہم رتبہ سمجھا جاتا تھا۔ امام شعبی کا قول ہے [illegible] اپنی زندگی [illegible] اس سے اپنے آپ کو علم و فضل میں زیادہ پایا بجز عبد الملک کے کہ جن مسائل یا اشعار کا اس کے سامنے ذکر آیا ان میں اس نے کچھ نہ کچھ [illegible] علم میں اضافہ کر دیا۔

جس وقت اس کے ہات میں خلافت آئی اس وقت عالم اسلامی میں اضطراب عظیم تھا۔ اہل حجاز نے عبداللہ بن زبیر کے ہات پر بیعت کی تھی۔ عراق میں تین فرقے تھے۔ زبیری، شیعہ اور خوارج۔ اور یہ سب کے سب بنی امیہ کے خلاف تھے۔ لیکن وہ اپنی دانشمندی اور عزم راسخ کی وجہ سے تمام مشکلات پر غالب آیا۔ یہانتک کہ کل ممالک اسلامیہ پر اس کی خلافت مسلم ہو گئی۔

مروان نے ابن زیاد کو ایک فوج دیکر جزیرہ کی طرف بھیجا تھا اور اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جس قدر ملک تم فتح کر لوگے وہ تمہاری ولایت میں رہیگا۔ اس نے جزیرہ کو فتح کر لیا۔ اسی اثنا میں مروان نے وفات پائی۔ عبدالملک نے اس تقرر کو بحال رکھا اور فرمان بھیجا کہ عراق کی طرف پیش قدمی کرو۔

توابین

ابن زیاد جب عین الوردہ پر پہونچا تو اہل عراق کی ایک جماعت سا... آئی [illegible] کسی امیر یا خلیفہ نے نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ یہ شیعہ کی ایک جماعت تھی جو امام حسین [illegible] مطالبہ [illegible]۔ اور ان کے قاتلوں سے قصاص لینے کو نکلی تھی۔ ان کی تعداد [illegible] سردار سلیمان بن صرد رئیس کوفہ تھا۔ ان لوگوں نے اپنا لقب توابین رکھا [illegible] حسین کی حمایت میں ان سے جو قصور ہوا تھا ان کے قتل ہو جانے کے [illegible] نادم ہوئے اور یہ طے کیا کہ جب تک ہم اس خون کا انتقام نہ لیں ہمارا [illegible] نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مخفی طور پر اسی زمانہ سے ساز و سامان اور اسلحہ فراہم [illegible] اور لوگوں کو اپنے ساتھ شرکت کی ترغیب دلاتے رہے۔ ۶۵ھ میں موقع پا کر [illegible] عین الوردہ پر پہونچکر اصل مجرم یعنی ابن زیاد کا مقابلہ ہوا۔ سخت معرکہ [illegible]

بن صرد اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔

مختار

توابین کی بربادی کے بعد کوفہ میں مختار بن ابی عبید ثقفی امام حسین کے خون کے مطالبہ کے بہانے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مشہور کیا کہ محمد بن حنفیہ نے جو امام مہدی ہیں مجھکو اس کام کے لیے مامور فرمایا ہے۔ یہی پہلا موقع تھا کہ امام مہدی کا لقب وجود میں آیا۔ مختار یہ چاہتا تھا کہ ابراہیم بن اشتر کو بھی جو شجاع اور نامور رئیس تھا اپنے ... کرے۔ جب اس کے پاس یہ پیغام بھیجا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنی جماعت کا ... تو تیار ہوں۔ ورنہ نہیں۔ تین دن کے بعد مختار خود اس کے پاس گیا اور امام ... محمد بن حنفیہ کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر اس کو دکھلایا۔ جس میں لکھا ہوا تھا ... قصاص حسین کے مطالبہ کے لئے نامزد کرتا ہوں۔ تم اس کی متابعت کرو۔ ... کہ میرے پاس محمد بن حنفیہ کے خطوط برابر آتے ہیں لیکن ان میں کبھی انہوں نے ... مہدی نہیں لکھا جو اس خط میں لکھا ہوا ہے اس پر کئی شخصوں نے شہادت ... موف نے ہمارے سامنے یہ خط لکھا ہے اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ... ان شہادتوں پر یقین آگیا۔ فوراً صدر سے ہٹ کر وہاں مختار کو بٹھایا اور ... بیعت کی۔ اس کے بعد باہم مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں تاریخ کو ہم لوگ مطالبہ کے ... چنانچہ ربیع الاول ۶۶ھ میں یہ جماعت نکلی۔ پہلے عبد اللہ بن مطیع کو ... سے کوفہ کے والی تھے نکالکر شہر پر قبضہ کیا۔ پھر وہاں کے لوگوں سے ... لینی شروع کی کہ کتاب و سنت پر عمل کریں گے اور امام کے قاتلوں سے ... بھی اس بیعت میں شامل ہو گئے۔

کوفہ کے جو لوگ اس فوج میں شریک تھے جو امام حسین کے مقابلہ کے لئے گئی تھی مثلاً عمر بن سعد وغیرہ۔ مختار نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اور ان کے مکانات کھدوا کر پھینک دئے

ابن زبیر کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو اشتباہ میں محمد بن حنفیہ کو قید کر دیا لیکن مختار نے آدمی بھیجکر ان کو چھڑا لیا۔

اس کے بعد کوفہ سے ایک لشکر ابراہیم اشتر کی ماتحتی میں ابن زیاد کے مقابلہ کے روانہ کیا جو عراق کی طرف فوج لے کر آرہا تھا۔ فریقین میں حیثیمہ خازر پر نہایت سخت جنگ ہوئی۔ ابراہیم فتحیاب ہوا اور ابن زیاد مارا گیا۔

عبداللہ بن زبیر نے مختار کی اس شورش کو رفع کرنے کے لئے اپنے بھائی مصعب کو فوج دیکر روانہ کیا۔ انہوں نے پہلے آکر بصرہ کو قابو میں لیا۔ بہت سے لوگ کوفہ کے بھی جو مختار کے خلاف تھے ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مصعب نے لشکر لیکر کوفہ پر چڑھائی کی۔ مقام مدار میں مختار نے نکل کر مقابلہ کیا اور شکست مصعب اس کا تعاقب کرتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے اور اس کو مع ساتھیوں کے قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی عمرہ کو بھی جو نعمان بن بشیر کی بیٹی تھی تبری نہ کرنے پر مار ڈالا۔ حالانکہ عورتوں کو مارنا سپہ گری کی روح کے منافی ہے۔ اس کے بعد پھر سارا عراق ابن زبیر کے قبضہ میں آگیا۔

اب روساء عراق نے جن میں وفاداری کم تھی مخفی طور پر عبدالملک سے سازش شروع کی۔ اس نے ان کا سہارا پاکر عراق پر خود فوجکشی کی۔ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو اہل عراق مصعب کا ساتھ چھوڑ کر میدان سے ہٹ گئے۔ آخر انھوں نے شکست کھائی اور قتل ہوئے۔ عبدالملک کوفہ میں داخل ہوا۔ وہاں کے لوگوں سے بیعت لی اور عراق کے

انتظام کے لئے عمال مقرر کئے۔

مثل مشہور ہے کہ تاریخ واقعات کو دہراتی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس قصر میں ابن زیاد کے سامنے امام حسین کا سر کٹ کر آیا تھا اسی قصر میں ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے آیا اور مختار کا سر مصعب کے اور مصعب کا عبدالملک کے ... یہ سارے انقلابات ۶۱ھ سے ۷۱ھ تک یعنی دس سال میں واقع ہوئے۔

... نے اس قصر کو منحوس سمجھکر منہدم کرادیا۔

مکہ

... پر قبضہ ہوجانے کے بعد اب بجز حجاز کے اور کوئی صوبہ عبدالملک کے تسلط ... رہا اس لئے اس نے کوفہ سے حجاج ابن یوسف ثقفی کی ماتحتی میں ۷۲ھ میں ایک فوج اس طرف روانہ کی۔ اس نے پہونچکر مکہ کا محاصرہ ... شہر پر پتھر برسانے شروع کئے۔ محاصرہ نے طول کھینچا۔ ابن زبیر کے ... اور امان لیکر حجاج کے پاس آنے لگے یہاں تک کہ خود ابن زبیر کے ... بیٹے بھی حجاج سے آکر مل گئے۔

... ابن زبیر نے جب یہ حالت دیکھی تو اپنی والدہ حضرت اسماء کے پاس گئے ... کہا یہاں تک کہ میرے بیٹے بھی میرا ساتھ چھوڑ گئے۔ دشمن مجھے دنیا ... دیتے ہیں بشرطیکہ میں اس کی اطاعت کروں۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟

... نے کہا اگر تجھے یقین ہے کہ تو حق پر ہے تو جس راہ میں تیرے ساتھیوں نے ... جان دی ہے اسی میں تو بھی اپنی جان دیدے اور بنی امیہ کی غلامی قبول نہ کر۔ لیکن اگر تو دنیا کے لئے لڑتا رہا ہے تو نہایت برا کیا۔ اپنے کو بھی ہلاک کیا اور اپنے

ساتھیوں کی بھی جانیں گنوائیں ۔ اگر تو یہ سوچتا ہے کہ میں حق پر تھا لیکن حامیوں کے
نہ ہونے کی وجہ سے اب دشمن سے دب جانا مناسب ہے تو یہ شرفا اور دین داروں کا
شیوہ نہیں ۔ اس سے تو قتل ہو جانا بہتر ہے ۔ زندگی چند روزہ ہے آخر تو کبتک دنیا میں رہے گا
عبد اللہ نے کہا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ قتل کرنے کے بعد اہل شام میرے جسم کے ٹکڑے
ٹکڑے کر دیں گے ۔ حضرت اسماء نے فرمایا کہ بکری جب ذبح ہو گئی تو کھال کھینچنے سے
اس کو کیا تکلیف ۔

عبد اللہ نے اپنی نابینا والدہ کا سر چوم لیا اور کہا کہ میری رائے بھی یہی ہے اور اسی
ارادہ سے آج چلا ہوں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اپنا خیال [illegible] پہلے
تمہاری رائے لیلوں ۔ الحمد للہ کہ تم نے میری بصیرت میں اضافہ کیا [illegible]
بخشی ۔ لیکن دیکھنا آج میں ضرور قتل ہو جاؤں گا ۔ ایسا نہ ہو کہ تم [illegible]
رنج و غم کرو ۔ میرے [illegible] اللہ کو اللہ کے سپرد کرنا ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں [illegible]
برائی کو پسند کیا نہ کسی [illegible] کیا ۔ نہ کوئی عہد توڑا اور نہ کبھی [illegible]
کی ۔ میرے کسی عامل [illegible] کوئی بیجا کارروائی مجھ تک پہونچی تو میں [illegible]
نہیں ہوا بلکہ تنبیہ [illegible] ۔ بجز رضائے الہی کے کوئی شے مجھے مطلب [illegible]
اللہ میں یہ سب [illegible] اپنی مدح کے لئے نہیں بلکہ اپنی ماں کی تسلی [illegible]
حضرت اسماء نے کہا کہ انشاء اللہ میں صبر جمیل اختیار کروں گی ۔
اس کے بعد وہ نکلے اور لڑ کر مقتول ہو گئے ۔ حجاج نے [illegible]
پر چڑھا دیا ۔ تین دن کے بعد اتار کر حضرت اسماء کے پاس بھیجدیا ۔ [illegible]
اور اس واقعہ کے بیس دن بعد خود بھی انتقال کر گئیں

ابن زبیر

عبد اللہ کے والد حضرت زبیر بن العوام حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابو بکر تھیں جن کا لقب ذات النطاقین تھا۔ ہجرت کے بعد یہ اسلام کے اولین فرزند ہیں۔ ان کی ولادت مسلمانوں کے لئے مبارک فالی اور باعث خوشی ہوئی تھی۔ وجہ یہ ہوئی کہ ہجرت کے بعد ایک عرصہ تک مدینہ میں کسی مہاجر کے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ ہمارے معبودوں کے دشمنوں کی نسل نہیں چل سکتی۔ جب عبد اللہ پیدا ہوئے تو ان کی زبان بند ہوئی۔

اولاد صحابہ میں شجاعت۔ زہد اور عبادت میں ممتاز تھے۔ خلافت راشدہ میں متعدد جنگوں میں شریک ہوئے۔ امیر معاویہ کے عہد میں حملۂ قسطنطنیہ میں بھی شامل تھے۔ بلاد خزر اور نیز افریقہ کی فتح میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔

یزید کی خلافت پر انھوں نے اور امام حسین نے بیعت نہیں کی اور مکہ میں چلے آئے۔ امام حسین مکہ سے نکل کر کوفہ چلے گئے اور کربلا کا واقعہ پیش آیا تو اس کے بعد حجاز میں انھوں نے اپنی خلافت کی بیعت لینی شروع کی۔ یزید نے فوج بھیجی لیکن عین محاصرہ کے وقت میں اس کی وفات کی خبر آگئی۔ اس لئے وہ واپس چلی گئی۔ ۶۴ھ میں تمام اسلامی صوبوں پر ان کی خلافت قائم ہو گئی۔ ۹ سال خلیفہ رہ کر [illegible] میں مقتول ہوئے۔

ابن زبیر کے قتل کے بعد عبد الملک نے حجاج کو حجاز کا امیر مقرر کیا۔ اہل عراق کی شرارتیں اور فتنہ انگیزیاں اس قدر بڑھ گئیں کہ عبد الملک تنگ آ گیا۔ اس لئے ان کی اصلاح کے واسطے حجاج کو حجاز سے منتقل کر کے عراقین یعنی بصرہ اور کوفہ کا والی بنایا۔ وہ صرف بارہ سواروں کو لئے ہوئے کوفہ میں داخل ہوا۔ اس کے

سر پر اس وقت سرخ ریشم کا عمامہ اور منہ پر اسی کا ڈھاٹا بندھا ہوا تھا۔ جامع مسجد میں جا کر منبر پر کھڑا ہوا۔ اہل کوفہ نے وہاں ہجوم کیا۔

چونکہ وہ امرا کی تذلیل اور تحقیر کے عادی تھے اس لئے ان میں سے بعض بعض تیر و کمان اور بہت سے حجاج کے اوپر پھینکنے کے لئے مٹھی میں سنگریزے لئے ہوئے تھے۔

حجاج نے ڈھاٹا کھولا اور ایسی ہولناک تقریر کی کہ لوگ لرز اٹھے اور ان کے ہاتوں سے تیر و کمان اور سنگریزے سب چھوٹ کر گر پڑے۔ اس تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔

حاضرین! میں یہاں بہت سے سروں کو دیکھتا ہوں کہ ان کے کٹنے کا وقت قریب آگیا ہے اور مجھکو بہت سے عمامے اور ڈاڑھیاں نظر آتی ہیں جو خون میں تر بتر ہونیوالی ہیں۔

امیر المومنین نے اپنے تمام تیروں کو دیکھا۔ ان میں جو سب سے سخت اور جگر دوز تھا اس کو تمہارے اوپر چلایا۔ دیکھو میں وہی تیر ہوں۔ میں تمہاری شہ[illegible] اور تمہارے سارے بل نکال دونگا۔

تم ایک زمانے سے فتنہ اور فساد انگیزی کے بستر پر لوٹتے اور گمرا[illegible] پردازی کی خوابگاہ میں سوتے رہے ہو۔ اب وقت آیا ہے کہ میں تمہاری [illegible] اور تمہیں بتاؤں کہ کون راستہ ٹھیک ہے۔ تمہاری مثال اس بستی والوں کی [illegible] جو قرآن میں بیان کیگئی ہے کہ اطمینان کے ساتھ وہ رہتے تھے اور ہر طرف کی روزی چلی آتی تھی۔ لیکن انہوں نے اللہ کی ناشکری کی اس لئے ان [illegible] اور خوف کا عذاب مسلط کیا گیا۔

امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ تمہاری تنخواہیں تقسیم کر دی جائیں اور تم لوگ

مہلب بن ابی صفرہ کے پاس خارجیوں کے مقابلہ میں پہونچ جاؤ۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ تقسیم تنخواہ کے چوتھے دن اگر کوئی مہلب کے پاس نہ گیا اور کوفہ میں نظر آیا تو اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تمسے یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ میں جو کچھ زبان سے کہتا ہوں اس کو پورا کر کے چھوڑتا ہوں۔

اس کے بعد غلام سے کہا کہ لوگوں کو امیر المومنین کا فرمان سنا دے۔ اس نے پڑھنا شروع کیا۔

من جانب عبدالملک بہ اہل کوفہ۔ السلام علیکم

حاضرین میں سے کسی نے بھی سلام کا جواب نہیں دیا۔ حجاج نے یہ دیکھ کر غلام کو روک دیا اور ڈانٹ کر لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین تم کو سلام کہتے ہیں اور تمہارے منہ سے جواب نہیں نکلتا۔ یہاں کے امراء نے یہی سبق تم کو سکھایا ہے۔ میں تم کو ٹھیک کر کے رہوں گا۔ یہ سنکر تمام مجمع نے ہم آواز ہو کر سلام کا جواب دیا۔

حجاج نے تنخواہیں تقسیم کرنی شروع کیں۔ ایک نہایت سن رسیدہ شخص جسکے [illegible] آیا۔ اس نے تنخواہ لی اور کہا کہ میں اب لڑائی کے قابل نہیں رہا۔ میرے [illegible] بیٹے کو بھیج دیجئے۔ حجاج نے منظور کیا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو خبر بھی ہے کہ یہ [illegible] عمیر بن ضابی برجمی ہے جو حضرت عثمان کے قتل ہو جانے کے بعد [illegible] میں پہونچا تھا اور ان کے سینے پر چڑھ کر ان کی دو پسلیاں توڑ ڈالیں تھیں۔ اور [illegible] پر یہ اشعار کہے تھے۔

حجاج نے اس کو واپس بلایا اور کہا کہ اے شیخ خلیفہ مظلوم کی پسلیاں کے لئے اپنے بدلہ میں کسی اور کو کیوں نہیں بھیجا۔ پھر اس کو اپنے سامنے قتل کر

لوگوں کا یہ حال تھا کہ تنخواہیں لے لے کر اپنے رشتہ داروں کے حوالہ کرتے تھے۔
کہ ہم مہلب کے پاس جاتے ہیں تم ہمارا سامان ٹھیک کر کے وہیں بھیجدینا۔

حجاج کے خطبہ اور اس کے عمل پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سختی اور
اور ظلم کا رویہ اختیار کیا تھا اور یہ سیاست وہ ہے کہ اس سے حقیقی اصلاح کبھی نہیں ہو سکتی
صرف دہکتے ہوئے انگاروں پر خاکستر ڈالی جا سکتی ہے لیکن جب پھر ہوا چلیگی تو آگ
پھر جاگ اٹھے گی۔

نیز اہل عراق کی ذلت اور دناءت طبع کی بھی اس سے شہادت ملتی ہے کہ وہ صرف
بارہ سواروں کے ساتھ ان کے شہر میں داخل ہوتا ہے اور وہاں [illegible] رؤسا
اور شرفاء کے مجمع کو ڈراتا دھمکاتا ہے اور پھر ان کے اوپر طرح طرح [illegible] ہے
اور وہ خاموشی کے ساتھ بھیڑوں کی طرح سر جھکائے رہتے ہیں [illegible]
کرتے ہیں حالانکہ فتنہ اور فساد کے وقت یہی لوگ شیر نظر آتے تھے
لیکن آئندہ معلوم ہوگا کہ ان کی یہ فروتنی بھی وقتی تھی اور [illegible]
پھر اسی جوش و خروش کے ساتھ انھوں نے حصہ لیا۔

حجاج نے بصرہ میں بھی جا کر اسی قسم کی تقریر کی جیسی کوفہ میں [illegible]
شخص نے آکر یہ تنخواہ واپس کی اور کہا کہ مجھکو فتق کا عارضہ تھا۔ امیر [illegible]
نے اسی معذوری کی وجہ سے مجھے فوجی خدمت سے سبکدوش کر دیا [illegible]
[illegible] نے اس کو قتل کر دیا۔ اس سے اہل بصرہ پر اس قدر رعب غالب [illegible]
[illegible] کی فوج میں مقام رامہرمز میں پہونچکر شریک ہوئے۔
[illegible] میں حجاج نے عبد اللہ بن ابی بکرہ کو سیستان کی مہم پر روانہ کیا کیونکہ

وہاں کا فرمانروا رتبیل باغی ہو گیا تھا اور بہت سے مسلمانوں کو اس نے قتل کر ڈالا تھا۔ عبد اللہ نے پہونچکر جنگ شروع کی اور اس کے اندرون ملک میں گھستے چلے گئے نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں سے گھر گئے اور ان کی فوج کو بہت نقصان برد...

حجاج نے بیس ہزار فوج بصرہ سے اور اسی قدر کوفہ سے نہایت ... کے ساتھ عبد الرحمن بن اشعث کی ماتحتی میں پھر روانہ کی۔ عبد الرحمن نے فتح کرنا شروع کیا۔ جس جس شہر پر قبضہ کرتا تھا اس کا پورا انتظام کر کے آگے بڑھتا تھا۔ جب بہت سے ... پچکے تو کہا کہ اب اس تمام مفتوحہ علاقہ کا بندوبست کرنے کے بعد ہم سال ... آگے بڑھیں گے

... نے لکھا کہ تمہاری یہ رائے کمزوری اور سستی کی وجہ سے ہے۔ غنیم نے عہد شکنی ... ہی مقامات کو تاخت و تاراج کیا ہے۔ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اہل و ... کیا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ اس کے قلعوں کو مسخر کر کے ڈھا دو اور اس کے ملک پر ... کو سزا دو۔ اگر تمسے یہ نہیں ہو سکتا تو اپنے بھتیجے اسحاق بن محمد بن اشعث ... سالاری سپرد کر دو اور خود میرے پاس واپس چلے آؤ۔

...اعث

... جس وقت پہونچا تو اہل فوج نے جس میں تمامتر عراقی تھے متفق ہو کر حجاج ... اور کہا ہم اس کو اپنا امیر نہیں مانتے۔ عبد الرحمن کے ہات پر امارت کی بیعت ہوئی۔ رتبیل کے ساتھ مصالحت کر کے یہ لوگ عراق کی طرف واپس چلے کہ وہاں سے حجاج کو نکالدیں۔ فوج کے آگے اعشیٰ شاعر تھا جو حجاج کی ہجو اور عبد الرحمن کی مدح میں اشعار پڑھتا تھا۔

صوبہ فارس میں پہونچکر عراقیوں نے کہاکہ جب ہمنے حجاج کو امیر نہیں رکھا تو عبدالملک ہمارا خلیفہ نہیں رہا۔ لہذا عبدالرحمن کو ہم خلیفہ بناتے ہیں چنانچہ کل فوج نے اس کے ہاتھہ پر خلافت کی بیعت کی۔ حجاج نے ان واقعات سے عبدالملک کو مطلع کیا۔ اس نے امداد کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ حجاج ان کو لیکر تستر کی طرف آیا جب مقابلہ ہوا تو عراقیوں نے اس کے مقدمہ لشکر کو شکست دیدی۔ حجاج وہاں سے ہٹ کر مقام زاویہ میں آکر مقیم ہوا۔ عبدالرحمن نے بصرہ پر قبضہ کرلیا اور وہاں سے فوج لیکر آیا۔ زاویہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ بہت خونریز جنگ ہوئی پہلے شامیوں نے شکست کھائی لیکن حجاج کی ثابت قدمی کی وجہ سے پھر پلٹے اور عراقیوں کے میمنہ کو الٹ دیا۔ عبدالرحمن میدان چھوڑکر کوفہ کی طرف گیا اور دارالامارۃ پر قبضہ کرلیا۔ حجاج بھی اس کے پیچھے جاکر دیر قرہ میں خیمہ زن ہوا۔

عبدالملک نے مصلحت اندیشی اور عراقیوں کے خوش کر[illegible] محمد بن مروان کو روانہ کیا اور رؤساء عراق کو لکھا کہ اگر تم حجاج کے [illegible] معزول کرکے اس کے بجائے اپنے بھائی کو تمہاری امارت کے لئے [illegible] عراق نے جواب دیا کہ ہم حجاج کی امارت اور تمہاری خلافت کسی کو بھی [illegible] محمد بن مروان نے حجاج سے کہا کہ یہ سرکش نہیں مانتے۔ ا[illegible] والی ہو جس طرح ہوسکے اس مہم کو سر کرو۔

عبدالرحمن اور حجاج کی فوجوں میں دیر جماجم میں پورے سو دن تک جنگ [illegible] رہی آخر ۱۴ جمادی الثانی ۸۳ھ کو عبدالرحمن نے شکست کھائی۔ حجاج نے اعلان کیا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جاوے اور جو پلٹ آوے بارے میں تھہ کے پاس آجا[illegible]

اس کو امان ہے۔ فتح کے بعد وہ کوفہ میں داخل ہوا اور تجدید بیعت کے لئے لوگوں کو بلایا۔ ہر شخص سے پہلے اس کے کافر ہونے کا اقرار کرا کے پھر بیعت لیتا تھا۔ جو اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتا تھا اس کو قتل کر دیتا تھا۔

اعشیٰ شاعر بھی گرفتار ہوا۔ حجاج نے کہا کہ اپنے وہ اشعار سناؤ جن سے باغیوں کو جوش دلاتے تھے۔ اس نے ایک نہایت فصیح و بلیغ قصیدہ حجاج کی مدح میں پڑھا۔ لوگوں کو امید ہوئی کہ شاید اس کو معافی مل جائے لیکن حجاج نے وہیں اپنے سا[illegible] قتل کرا دیا۔

عبد الرحمن کا فتنہ اہل عراق کی آخری شورش تھی اس میں وہ بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اور ان کے زیادہ تر روساء و شرفاء مٹ گئے چنانچہ اس کے بعد پھر وہ کوئی فتنہ برپا نہیں کر سکے۔

[illegible] کے یہاں پناہ لی۔ حجاج نے لکھا کہ ہمارے مجرم کو [illegible] ورنہ ہم خود آئیں گے۔ عبد الرحمن نے جب رہائی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو [illegible] پر سے گر کر خودکشی کی۔ رتبیل نے اس کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر حجاج کے پاس [illegible]ے۔

[illegible] سے ۸۶ھ تک امت اسلامیہ کا ۲۵ سال کا زمانہ شورش فتنہ اور اضطراب [illegible] گزرا۔ بڑے بڑے اشخاص خلافت کا دعوی لیکر کھڑے ہو جاتے تھے جس کی بدولت [illegible] پڑ جاتا تھا اور امت میں باہم جنگ [illegible] ہونے لگی تھی۔

تعجب یہ ہوتا ہی کہ کیا یہ لوگ کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے تھے جس میں دنیا طلبی اور امت میں تفرقہ اندازی اور فتنہ انگیزی کی سخت مذمت ہی یا عاقبت اندیش نہ تھے کہ اتنا

میں سمجھتے تھے کہ امت کی قوت اور شوکت کو آپس میں لڑا کر فنا کر دینے کا انجام کیا ہوگا یا ان کو عقبیٰ کا خوف نہ تھا کہ اپنے اغراض کے لئے مسلمانوں کا خون بہانے میں کوئی باک نہیں ہوتا تھا۔

خود خلفاء وقت بھی اس مواخذہ سے بری نہیں ہو سکتے کیونکہ انھوں نے امت کو مطیع بلکہ غلام بنانے کے لئے سخت جابرانہ سیاست رکھی اور ان کے دلوں میں اپنی محبت اور ہمدردی پیدا کرنے کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا۔ اس وجہ سے جس وقت اس کو کوئی خلیفہ کا مخالف ملتا وہ اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جاتی

خوارج

یزید کے زمانہ میں جب شامی فوج نے مکہ کا محاصرہ کیا تھا اس وقت خارجیوں کی ایک جماعت وہاں پہونچی کہ اگر عبداللہ بن زبیر ہمارے ہم خیال ہوں تو ہم ان کی [illegible] کریں۔ اس جماعت کے سرگروہ نجدہ بن [illegible] یہ لوگ [illegible] ملے اور پوچھا کہ شیخین کے بارہ میں آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ عبداللہ بن زبیر [illegible] خلفاء تھے۔ خوارج نے کہا کہ حضرت عثمان کو آپ کیسا سمجھتے ہیں جنھوں [illegible] جو اسلام اور انصاف کے خلاف تھیں جن کی وجہ سے ان کی بیعت [illegible] ہو گئی تھی اور اپنی خلافت کے آخری چھ سال میں وہ واجب القتل [illegible] پھر ان کے بعد جس نے بیعت لی اور حکم الہی میں اشخاص کو ثالث [illegible] کیا کہتے ہیں نیز اپنے والد اور حضرت طلحہ کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے جو ایک خلیفہ کے ہات پر بیعت کر لینے کے بعد محض دنیاوی خواہش سے اس کے مقابلہ کو نکلے اور حضرت عائشہ رض کو بھی اپنے ساتھ لا کر میدان جنگ میں کھڑا کیا۔ حالانکہ حرم رسول کو اللہ تعالیٰ نے

صاف صاف الفاظ میں حکم دیا ہے کہ تم اپنے گھروں میں جاگزیں رہو۔

اگر ان سب باتوں میں آپ ہمارے ہم خیال ہوں تو اللہ اس کا اجر دیگا اور ہم آپ کی مدد کے لئے تیار ہیں ورنہ آپ قیامت میں رسوا اور دنیا میں ذلیل ہونگے۔

عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے فرعون کے بارہ میں بھی حضرت موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردوں کی برائی کر کے زندوں کو اذیت نہ پہونچاؤ۔ چنانچہ اسی خیال سے کہ عکرمہ بن ابی جہل آزردہ نہ ہوں لوگوں کو ابوجہل کو برا کہنے سے منع فرمادیا جب فرعون اور ابوجہل جیسے لوگوں کو برا کہنے کی اجازت نہیں ہے تو میں ان بزرگوں اور خاصکر اپنے باپ کو کیونکر برائی کے ساتھ یاد کرسکتا ہوں۔ باپ کے جو حقوق اولاد پر ہیں وہ تو تم کو معلوم ہیں ہاں بالتصریح یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ ظالموں سے بری ہوں۔ اب جو بھی ظالم ہو وہ [illegible] ہو۔

دوسرے دن خوارج پھر ان کے پاس گئے اور تصریح چاہی انہوں نے کھڑے [illegible] عثمان۔ زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم کی مدح وثنا میں ایک مدلل تقریر فرمائی اور [illegible] جس قدر اعتراضات تھے سب کے جوابات دئے۔ خوارج ان سے مایوس [illegible] جماعت یمامہ کی طرف گئی۔ دوسری نافع بن ازرق کے ساتھ اہواز پہونچی اور وہاں سے خلیفہ کے عامل کو نکالکر خراج وصول کرنا شروع کیا۔

اب تک یہ فرقہ متحد تھا لیکن نافع کی وجہ سے اس میں تفرقہ پڑگیا کیونکہ اس نے کل دارالاسلام کو دارالحرب قرار دیا اور کہا کہ ان کے بچوں کا مار ڈالنا اور ان کی امانتوں کا غصب کرلینا حلال ہے۔ نہ ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے نہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ روا ہے

جو لوگ دین کی مدد کے لئے تلوار ہات میں لیکر کھڑے ہو جائیں صرف وہی مسلمان ہیں اور باقی سب کافر ہیں۔ تقیہ حرام ہے۔ جو لوگ فتنہ سے کنارہ کشی کر کے الگ بیٹھ جائیں اور تیغ بکف ہوکر اسلام کی خدمت کے لئے نکلیں وہ بھی بمنزلہ کفار کے ہیں۔

نجدہ بن عامر نے اس کی مخالفت کی۔ دونوں کے درمیان تحریری بحث ہوئی نیز عاصم بن جابر اور عبداللہ بن اباض نے بھی جو خارجیوں کے سرغنے تھے نافع کے قول کو نہیں تسلیم کیا ان کا خیال یہ تھا کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے مخالف بھی حق کے اسی طرح دشمن ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء تھے لیکن فرق یہ ہے کہ یہ لوگ توحید کا اقرار اور کتاب اللہ کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ مناکحت وغیرہ ناجائز نہیں ہے۔

عبداللہ بن صفار نے میں خوارج کے پیرو جو صفریہ کہے جاتے تھے ان لوگوں کو جو فتنہ سے الگ ہوکر بیٹھ جائیں برا نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ یہ ساری جماعت خانہ نشین ہو گئی۔

نافع بن ازرق جو تمام خوارج میں سخت ترین [illegible] تک پہونچ گیا۔ دس ہزار اہل بصرہ مسلم بن عبیس [illegible] گئے دولاب میں مقابلہ ہوا۔ نافع اور مسلم دونوں مارے گئے۔

خوارج نے عبیداللہ بن بشیر کو اپنا سردار بنایا اور اہل بصرہ نے [illegible] تقریباً ایک مہینہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں بصریوں نے شکست کھائی۔

اس ہزیمت کی خبر سے اہل بصرہ میں بہت پریشانی پھیل گئی۔ [illegible] ورؤساء مجتمع ہوکر مہلب کے پاس گئے اور کہا کہ خوارج کی مہم بلا تمہارے سر نہیں ہو سکتی اس نے کہا کہ تین شرطیں ہیں۔

(۱) جسقدر علاقہ میں ان سے لوں اس کی حکومت میرے ہاتھ میں رہے
(۲) جنگ کے لئے سازوسامان اور اسلحہ کا بندوبست بیت المال سے کیا جائے۔
(۳) بصرہ کے شہسواروں اور بہادروں میں سے جن کو میں منتخب کروں وہ لوگ میرے ساتھ چلیں۔

یہ تینوں شرطیں منظور کی گئیں اور مہلب ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ ایک ایک مقام سے ان کو ہٹاتا ہوا اہواز تک لے گیا۔ وہاں انہوں نے اپنے قدم جمالئے یہاں تک کہ اہل بصرہ مقابلے کی تاب نہ لاکر میدان سے بھاگ چلے لیکن مہلب کی ثابت قدمی دیکھ کر پھر پلٹے۔ خوارج کا سردار مارا گیا۔ اور وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ تعاقب میں بہت سے مارے گئے۔ بقیتہ السیف نے کرمان میں آکر دم لیا۔ مہلب اپنی فوجیں لئے ہوئے برابر ان کے پیچھے لگا رہا۔

عراق میں جب عبداللہ بن زبیر کے بھائی مصعب امیر ہو کر آئے تو انہوں نے مہلب کو موصل کا عامل بنا کر بھیجدیا اور خوارج کے مقابلہ میں عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔ خوارج اس وقت ارجان میں مجتمع تھے اور ان کا سردار زبیر بن علی تھا۔ عمر نے پہونچکر [illegible] دی۔ وہ اصفہان میں آگئے۔

[illegible] وج کو لیکر سابور میں مقام کیا۔ مالک بن حسان نے کہا کہ مہلب کا [illegible] ہدایات کو نگہبان اور طلاے رکھا کرتے تھے تاکہ دشمن پیچھے سے نہ آپڑے [illegible] نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں کہ موت قبل از وقت نہیں آسکتی۔

اتفاق یہ ہوا کہ اسی رات کو خوارج نے شبخون مارا مگر نقصان اٹھا کر گئے۔ عمر نے مالک سے کہا کہ تم نے دیکھا۔ اس نے کہا ہاں۔ لیکن مہلب کے ساتھ ان کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی تھی۔

خوارج اصفہان سے اہواز اور وہاں سے اصطخر تک تاخت وتاراج اور قتل و غارت کرتے پھرتے تھے۔ آخر مصعب نے پھر مہلب کو موصل سے بلا کر خوارج کی مہم پر مامور کیا۔ ان کا سردار اس وقت قطری بن الفجاۃ تھا جس کو وہ امیر المومنین کہتے تھے مہلب فوج لیکر اہواز پہونچا۔ خوارج وہاں سے رامہرمز کی طرف چلے گئے۔ اسی دوران میں مصعب مارے گئے اور عبدالملک نے فتح پائی۔ خوارج کو یہ خبر پہلے معلوم ہوگئی۔ انہوں نے مہلب کی فوج سے پکار کر پوچھا کہ مصعب کو تم لوگ کیسا سمجھتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ امام ہادی۔ پھر پوچھا کہ عبدالملک کو؟ ادھر سے جواب دیا گیا کہ گمراہ اور گمراہ کن۔

دو روز کے بعد جب مہلب کے پاس بھی اطلاع آگئی تو خوارج نے پوچھا کہ مصعب کو کیسا سمجھتے ہو۔ ادھر سے لوگ چپ رہے۔ پھر انہوں نے کہا عبدالملک کو؟ ان لوگوں نے جواب دیا "امام ہادی"۔

خوارج نے کہا کہ کل جو گمراہ اور گمراہ کن تھا وہی آج امام مہدی ہو گیا۔ اے دنیا کے بندو تم پر لعنت ہو۔

عبدالملک نے بصرہ کا والی خالد بن عبداللہ کو مقرر کیا۔ اس [illegible] معزول کرنا چاہا۔ اہل بصرہ نے کہا کہ یہاں محض اسی وجہ سے امن قائم ہے کہ مہلب [illegible] اگر تم اس کو معزول کردوگے تو خوارج چڑھائی کر دیں گے۔ لیکن خالد نے ان کے مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ مہلب کو خراج کی تحصیل پر لگایا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو اس کے بجائے امیر الجیش بنا کر بھیجا۔ خوارج نے درابجرد میں اس کو سخت شکست دی۔

عبدالملک نے خالد کو لکھا کہ یہ نقصان تمہاری غلطی سے ہوا۔ مہلب جیسے شجاع

اور تیغ آزما سردار کو ہٹا کر عبدالعزیز کو سالار فوج بنانا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ لہذا اب تم خود فوج لیکر جاؤ اور مہلب کے مشورہ سے خوارج کا مقابلہ کرو۔ میں نے اپنے بھائی بشر بن مروان والی کوفہ کو حکم لکھدیا ہے۔ وہ بھی تمہاری امداد کے لئے فوج بھیجیگا۔

خالد اس حکم کے مطابق مہلب کے ساتھ اہواز کی طرف گیا۔ کوفہ سے بھی کمک کے لئے چار ہزار سوار آگئے۔ خوارج مقابلے کی تاب نہ لاکر وہاں سے ہٹ گئے۔ فوج نے ان کا تعاقب کیا۔ لیکن راستہ اس قدر دشوار گذار تھا کہ فوج کے اکثر گھوڑے مر گئے اور بیشتر سوار پیادہ واپس آئے۔

اسی زمانہ میں بحرین میں ابو فُدیک خارجی نے سر اٹھایا۔ خالد نے اس کے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی لیکن وہ شکست کھا گئی۔ عبدالملک نے یہ دیکھکر خالد کو معزول کر دیا اور اس کے بجائے بشر والی کوفہ کو مقرر کیا۔ اور لکھا کہ خارجیوں کی مہم کو بالکل مہلب کے سپرد کر دو۔ مجھے اس کی شجاعت۔ جنگی تدابیر اور امت کی خیر خواہی پر اعتماد ہے۔ اور منتخب فوج اس کے ساتھ کر دو۔

بشر کو مہلب کا تقرر خود خلیفہ کی طرف سے ناگوار گذرا۔ چنانچہ اس کینہ ور اور امت امیر نے جب فوج روانہ کی تو اس کے سردار عبدالرحمن بن مخنف کو ناعاقبت اندیشی سے یہ ہدایت کی کہ تم خود اپنی رائے سے کام کرنا۔ مہلب کے حکم کی تابعداری کرنے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میں بلحاظ تمہاری شجاعت اور شرافت کے تمہیں کو سپہ سالار مقرر کرنا چاہتا تھا لیکن خلیفہ نے بے سمجھے بوجھے یہ مہم مہلب کے سپرد کر دی۔ یہ فوج رامہرمز میں پہونچی۔ خوارج مقابلہ میں آئے۔ لیکن اسی دوران میں بشر کی وفات کی خبر آگئی۔ اس کو سنکر کوفہ اور بصرہ کے بہت سے لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

۱۵ اضافہ کیا

چلے آئے۔ بشر کے بجائے خالد بن عبداللہ مقرر ہوا تھا اس نے ہر چند لوگوں سے کہا کہ تم جنگ میں جا کر شریک ہو اور خلیفہ کے حکم سے سرتابی نہ کرو لیکن کوئی نہیں گیا۔ عبدالملک نے ان کی نافرمانی کا حال سن کر ۷۵ھ میں جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں حجاج بن یوسف کو عراق کا والی بنا کر بھیجا اس کے دباؤ سے اہل کوفہ و بصرہ پھر مہلب کے پاس پہونچ گئے۔

مہلب سابور میں مقیم تھا۔ تقریباً ایک سال تک خوارج سے مقابلہ ہوتا رہا۔ چونکہ کرمان پر خارجیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس لئے مہلب نے اسی طرف پیشقدمی کی اور صوبہ فارس میں بھی تقریباً ایک سال تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ حجاج نے براء بن قبیصہ کے ہمراہ ایک فوج امداد کے لئے بھیجدی۔ اور مہلب کو لکھا کہ بہت زمانہ گزر گیا اس مہم کو جلد ختم ہونا چاہئے۔

مہلب ساری فوج لیکر خارجیوں کے مقابل میں صف آرا ہوا۔ اپنے ساتوں بیٹوں کو ایک ایک دستہ کا امیر بنایا اور خود ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر لڑنا شروع کیا سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ رات کو فوجیں واپس آئیں۔

براء نے کہا تمہارے بیٹوں جیسے بہادر اور تمہارے سواروں جیسے سوار میں نے آج تک نہیں دیکھے اور نہ اس قسم کی سخت لڑائی میری نظر سے گزری۔ مگر بات یا ہے کہ فتح آسمان سے اترتی ہے انسان کی کوشش پر موقوف نہیں۔

براء نے وہاں سے واپس اکر حجاج کو اصل کیفیت سے مطلع کیا اور کہا کہ نہ مہلب کا قصور ہے نہ فوج کا بلکہ خوارج کی جماعت نہایت جانباز اور سر فروش ہے ان سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں ہے۔

مہلب وہاں اٹھارہ مہینہ تک لڑتا رہا۔ اور خوارج مغلوب نہیں ہو سکے لیکن اسی اثنا میں خود خوارج کی جماعت میں ایک ایسا واقعہ ہو گیا جو اُن کے گمان میں بھی نہ تھا۔ یعنی ان کے ایک نامی شہسوار مقعطر نے کسی جھگڑے کی بنیاد پر اپنی ہی جماعت کے ایک شخص کو مار ڈالا۔ مقتول کے ورثہ امیر خوارج قطری کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ قاتل کو ہمارے حوالہ کرو۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ مقعطر ایک فاضل اور دیندار شخص ہے اس نے تاویل شرعی کی بنا پر اس کو قتل کیا ہے۔ اگر اس کا جرم ثابت ہو سکتا ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس نے تاویل میں غلطی کی۔ ایسی حالت میں میں قصاص کو لازم نہیں سمجھتا اس فیصلہ کی وجہ سے جماعت خوارج میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ایک گروہ نے قطری کی بیعت فسخ کر کے عبد ربہ الکبیر کو اپنا سردار بنایا۔ اب دونوں فریق میں باہم لڑائی شروع ہوئی جو تقریباً ایک مہینہ تک جاری رہی۔

حجاج کا یہ خیال تھا کہ اسی حالت میں ان پر حملہ کیا جائے۔ لیکن مہلب نے اس کو [illegible] - وہ خاموش رہا۔

[illegible] دونوں فریق خوب لڑ چکے اور قطری شکست کھا کر اپنے ساتھیوں کو لے کر [illegible]ان کی طرف چلا گیا تو مہلب نے عبد ربہ کی جماعت کے مقابلہ کے لئے اپنی فوج [illegible] اور ان سب کو قتل کر دیا۔

[illegible] فتح کے بعد مہلب کوفہ میں آیا۔ حجاج نے ایک عظیم الشان دربار کیا۔ اس کو اپنے برابر مسند پر بٹھایا۔ شعرا نے اس کی مدح میں قصیدے پڑھے۔ جن لوگوں نے خوارج کے مقابلہ میں بہادری کے جوہر دکھائے تھے ان کو انعامات دئے گئے ان میں سب سے بہتر خود مہلب کے ساتوں بیٹے تھے۔ ان کی تنخواہوں میں دو دو ہزار سالانہ کا اضافہ کیا۔

رقاد ایک دراز قد شخص نے بھی اس جنگ میں شہرت حاصل کی تھی۔ حجاج نے بلا کر اس سے گفتگو کی اس نے کہا کہ میں پہلے بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوا۔ ایک معمولی سوار سمجھا جاتا تھا۔ خوارج کے مقابلہ میں خود مہلب اور ان کے بیٹوں کی شجاعت دیکھ کر میری جرأت بڑھ گئی اور مجھ سے وہ کام ہوئے جو دوسری لڑائیوں میں نہیں ہو سکے تھے

حجاج نے قطری کی سرکوبی کے لئے بھی ایک فوج روانہ کی۔ طبرستان میں مقابلہ ہوا۔ قطری ایک ٹیلہ پر چڑھتے ہوئے گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو گیا۔ اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے۔ قومس تک ان کا تعاقب کیا گیا۔ وہاں وہ سب کے سب مقتول ہو گئے۔

خوارج کا یہ فرقہ جو نافع بن ازرق کی پیروی کرنے کی وجہ سے ازارقہ بولا جاتا ہے ایک مدت تک امت کو قتل و جنگ میں مشغول اور ہر قسم کے مصالح سے محروم رکھ کر بلا کسی فائدہ اور نتیجہ کے آخر ۷۷ھ میں تباہ و برباد ہوا۔

دوسرے فرقہ کے خوارج میں سے صالح بن مسرح اور اس کے رفیق شبیب بن یزید نے ۷۶ھ میں سرزمین موصل میں سر اٹھایا۔ امیر جزیرہ محمد بن مروان نے ان کے مقابلہ کے لیے ایک ہزار سوار روانہ کئے۔ انہوں نے مار کر بھگا دیا۔ پھر دوبارہ تین ہزار سپاہی بھیجے۔ جب لڑائی ہوئی تو خوارج کا سردار صالح مارا گیا۔ انہوں نے متفق ہو کر شبیب کے ہات پر جو بڑا زاہد اور عابد شخص تھا ... ساتھ لے کر مدائن کی طرف چلا گیا۔

حجاج ان کے پیچھے برابر فوجیں بھیجتا رہا۔ اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے۔ ان کی کل تعداد ایک ہزار سے زائد نہ تھی۔

آخر شبیب جرأت کر کے خود کوفہ میں گھس آیا۔ کئی دن تک وہاں رہا۔ بہت سے

لوگوں کو قتل کیا اور باشندوں پر سختیاں کیں۔ حجاج امراء و روساء قبائل کو جمع کر کے ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ خوارج وہاں سے نکل کر چلے گئے۔ اور کوئی ان کا تعاقب بھی نہ کر سکا۔

پھر حجاج نے پچاس ہزار عراقیوں کو روانہ کیا کہ ان کا استیصال کر دیں لیکن ان ایکہزار خارجیوں نے ان پچاس ہزار کو شکست دیدی۔ اور دوبارہ پھر کوفہ میں آگئے وہاں چار ہزار شامی فوج موجود تھی۔ اس نے چاروں طرف سے نیزوں سے ان کو محصور کر لیا۔ شبیب کا بھائی مصاد اور بہت سے خارجی مارے گئے۔ باقی بچکر نکل بھاگے۔ شامیوں نے تعاقب کر کے مقام انبار میں گھیرا۔ وہاں شبیب نالہ میں ڈوب کر مر گیا اور اس کے کل ساتھی مقتول ہو گئے۔ اس طرح پر خارجیوں کا یہ فرقہ بھی ختم ہوا۔

فتوحات

عبد الملک کے عہد میں ہر چند کہ اندرونی شورشیں برپا رہیں اور بیرونی فتوحات کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔ تاہم چونکہ اس وقت امت کے جنگی اور فاتحانہ جذبات جوش پر تھے اس لئے کچھ نہ کچھ ممالک تسخیر ہوتے رہے۔

خوارج کی مہم سے فارغ ہو کر مہلب نے مشرق کا رخ کیا۔ ۸۰ھ میں دریائے جیحوں سے اتر کر شہر کس میں فروکش ہوا۔ ترکستان کا ایک امیر سبل مقابلہ کے لئے آیا۔ مہلب کے بیٹے یزید نے اس کو شکست دی۔ وہ قلعہ گیر ہو گیا اور پھر کچھ پیشکش دیکر صلح کر لی۔

شاہ بخارا چالیس ہزار فوج لیکر نکلا۔ مہلب کا دوسرا بیٹا حبیب اس کے مقابلہ کے لئے گیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

مہلب دو سال تک وہاں رہا۔ اسی زمانہ میں اس کا بیٹا مغیرہ جو اس کی طرف سے مرد کا عامل تھا انتقال کر گیا۔ اس کا اس کو سخت صدمہ ہوا۔ خود مرو میں آیا اور وہیں ذی الحجہ ۸۲ھ میں وفات پا گیا۔

عبدالملک نے اس کے بیٹے یزید کو اس کے بجائے خراسان کا والی بنا دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حجاج نے یزید کو معزول کر کے اس کے بھائی مفضل کو اس کی جگہ پر مقرر کیا۔ اس نے بادغیس کو فتح کیا۔ پھر مفضل کو بھی علیحدہ کر کے قتیبہ بن مسلم باہلی کو بھیجا۔

اندرونی خلفشار کی وجہ سے شمال میں رومیوں کا غلبہ زیادہ ہو گیا تھا۔ عبدالملک جس وقت مصعب کے مقابلہ کے لئے شام سے عراق کی طرف روانہ ہو رہا تھا اس وقت رومیوں نے شام پر حملہ کیا۔ عبدالملک نے ایکہزار دینار روزانہ خراج پر مجبوراً ان سے صلح کر لی۔

جب باہمی شورش کی گھٹا اٹھ گئی اور شام میں شواتی اور صوائف فوجیں مرتب ہو گئیں تو مقام قیساریہ میں رومیوں کے ساتھ [illegible] معرکہ ہوا جس میں ان کو شکست ہوئی ۸۱ھ میں قالیقلا اور ۸۴ھ میں مصیصہ کو ان کے ہاتھ سے عبداللہ بن عبدالملک نے چھین لیا۔

بنائے کعبہ

آنحضرت کی بعثت سے قبل قریش نے جب کعبہ کی تعمیر کی تھی تو سرمایہ گھٹ جانے کی وجہ سے شمالی سمت میں بنیاد ابراہیمی سے چھ گز عمارت چھوٹی کر دی تھی۔

یزید کے عہد میں حصین نے جب محاصرہ کیا اور منجنیق سے پتھر پھینکے تو کعبہ کی دیواریں جا بجا سے ٹوٹ گئیں۔ عبداللہ بن زبیر نے ۶۴ھ میں کعبہ کو منہدم کرا کے نئے سرے تعمیر

شروع کی۔ اور چونکہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا کہ اگر اہل مکہ نئے نئے مسلمان نہ ہوتے تو میں کعبہ کو گرا کر پھر بنیاد ابراہیمی پر بناتا۔ اس لئے قدیم بنیادوں پر اس کو بنایا اور شمالی جانب چھ گز بڑھا دیا۔

جب عبد اللہ قتل ہوگئے اور حجاج مکہ کا والی ہوا تو اس نے پھر کعبہ کو قریش کی بنیادوں پر کر دیا۔ اب اس کی موجودہ عمارت کسی قدر ابن زبیر کی بنائی ہوئی ہے اور باقی حجاج کی۔

حج

اپنی خلافت کے زمانہ میں عبد اللہ بن زبیر امیر حج ہوتے رہے ۶۸ھ میں امت میں ایسا تفرقہ تھا کہ میدان عرفات میں ایک وقت میں چار جھنڈے کھڑے کئے گئے۔ ایک عبد اللہ بن زبیر۔ دوسرا محمد بن حنفیہ۔ تیسرا نجدہ بن عامر خارجی اور چوتھا بنی امیہ کا تھا۔ لیکن خیریت رہی۔ باہم جنگ نہیں ہوئی۔ ابن زبیر کے بعد بنی امیہ کے زیر انتظام حج ہونے لگا۔

ولایت عہد

مروان نے اپنے دونوں بیٹوں عبد الملک اور اس کے بعد عبد العزیز کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ ۸۴ھ میں عبد الملک نے چاہا کہ عبد العزیز کی ولیعہدی کو منسوخ کر کے اپنے بیٹے ولید کو ولیعہد بنائے۔ اس معاملہ میں اس نے قبیصہ بن ذویب سے مشورہ لیا۔ اس نے منع کیا اور کہا کہ لوگوں کو آپ کے اوپر اعتبار نہیں رہیگا۔ اسی دوران میں عبد العزیز کا انتقال ہوگیا۔

عبد الملک نے اپنے حسب منشا اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان ار یکے بعد دیگرے ولی عہد بنایا۔ سب لوگوں نے بیعت کی۔ لیکن شیخ مدینہ سعید بن مسیب نے

انکار کیا۔ اس پر ان کو وہاں کے امیر ہشام بن اسماعیل نے مارا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا
عبدالملک نے جب سنا تو ہشام پر عتاب نازل کیا۔ اور لکھا کہ تم نے بہت برا کیا۔ سعید نے اگر
بیعت نہیں کی تو کیا ہوا۔ ان سے کسی قسم کی مخالفت کا خطرہ نہیں۔

ازواج و اولاد

عبدالملک نے نو نکاح کئے۔

(۱) ولادہ بنت عباس۔ اس سے ولید سلیمان اور مروان اکبر پیدا ہوئے۔

(۲) عاتکہ بنت یزید اول۔ اس کے بطن سے یزید۔ مروان اصغر۔ معاویہ اور ام کلثوم
پیدا ہوئے۔

(۳) ام ہشام بنت ہشام بن اسماعیل۔ اس سے ایک بیٹا ہشام پیدا ہوا۔

(۴) عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ۔ اس سے بکار پیدا ہوا۔

(۵) ام ایوب بنت عمرو بن عثمان۔ یہ حکم کی والدہ تھی۔

(۶) بنت مغیرہ بن خالد۔ اس سے ایک لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی۔

(۷) شعرار بنت سلمہ طائی۔

(۸) حضرت علی بن ابی طالب کی ایک بیٹی۔

(۹) بنت عبداللہ بن جعفر

ان کے علاوہ متعدد امہات اولاد سے کئی بیٹے عبداللہ۔ مسلمہ۔ منذر۔ عتبہ۔
محمد۔ سعید الخیر اور حجاج تھے۔

وفات

۱۵ شوال یوم پنجشنبہ ۸۶ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۷۰۵ء میں عبدالملک نے دمشق میں وفات

پائی۔ عمر ۶۰ سال کی تھی۔ مدت خلافت ۲۱ سال ایکماہ ۱۵ دن۔

صفات

عبدالملک علم وفضل اور ہمت وشجاعت میں ممتاز تھا۔ اس نے اپنے عزم راسخ کی بدولت امت کے سیاسی تفرقے مٹاکر ۷۴ھ میں پھر ان کو ایک علم کے نیچے مجتمع کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں آج تمام امت میں بجز اپنے کسی شخص کے ہات میں یہ قوت نہیں دیکھتا کہ وہ عنان خلافت کو سنبھال سکے۔

عبداللہ بن زبیر کے متعلق اس کی رائے یہ تھی کہ وہ بڑے نمازی اور عابد وزاہد ہیں لیکن چونکہ ان کی طبیعت میں بخل ہے اس لئے خلافت کے قابل نہیں۔

اس نے اپنے مقاصد کو پورا کرنے میں جن سختیوں سے کام لیا ان کی معذرت میں کہا کرتا تھا کہ اگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو بھی ایسے جاہل اور سرکش لوگوں سے پالا پڑتا جن سے ہم کو پڑا ہے تو لامحالہ وہ بھی یہی کرتے جو ہم نے کیا۔

اس کے اوپر سب سے بڑا جو الزام ہے وہ یہ ہے کہ اس نے عمرو بن سعید کو اماں دینے کے بعد بدعہدی کرکے قتل کرڈالا۔ یہ پہلی غداری تھی جو کسی خلیفۂ اسلام سے ظہور میں آئی۔

ایک گرفت اس کے اوپر یہ بھی کی گئی ہے کہ ایکبار اس نے خطبہ میں برسر منبر کہا کہ آج سے جو شخص اس مقام پر مجھ سے یہ کہے گا کہ اللہ کا خوف کر میں اسے قتل کردوں گا۔

جب لوگوں نے اس کے متعلق اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اکثر لوگ اپنی شہرت کی خاطر مجھکو خطبہ میں ٹوکتے ہیں اس لئے میں نے ممانعت کی ہے۔ لیکن یہ کوئی معقول جواب نہیں۔

ولید اول

ولید بن عبدالملک ولادہ بنت عباس کے شکم سے ۵۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ عبدالملک نے اس کو اپنی زندگی میں ولی عہد قرار دے دیا تھا۔ اس کے دفن سے واپس آکر ولید نے جامع دمشق میں تقریر کی۔ لوگوں نے اس کے ہات پر خلافت کی بیعت کی۔

ولید کا زمانہ امن اور سکون کا زمانہ تھا۔ خوارج کی قوت ٹوٹ چکی تھی اور شیعہ بالکل دب گئے تھے اسلئے نہ کوئی مخالف کھڑا ہوا نہ کسی قسم کی شورش برپا ہوئی۔ اس نے اندرونی اصلاحات کی طرف اپنی توجہ منعطف کی۔ نیز اس کے عہد میں بڑے بڑے سپہ سالاروں نے نام اچھالا اور عظیم الشان فتوحات کیں۔

اصلاحات داخلیہ

ولید کو امت کی خوشحالی کا بہت خیال تھا۔ اس نے تمام اسلامی صوبوں میں سڑکیں نکلوائیں۔ جابجا دریاؤں اور چشموں پر پل بندھوائے۔ راستے درست کرائے اور ان میں جہاں جہاں ضرورت دیکھی کنوئیں کھدوائے۔ نیز ہر قسم کے خطرات سے ان کو محفوظ رکھنے کا بھی سامان کیا۔ اور عمال سلطنت کے نام ہر جگہ احکام بھیجے کہ وہ راستوں کی حفاظت کا انتظام اور باشندوں کی آسائش کا سامان کریں۔

اس نے بیماروں اور اپاہجوں کے لئے شفاخانے اور محتاج خانے اور جذامیوں کے لئے الگ مکانات بنوائے۔ جہاں ہر ایک کو کھانا کپڑا دیا جاتا تھا اور علاج کیا جاتا تھا معذوروں اور اندھوں کو خدمت اور رہنمائی کے لئے ایک ایک خادم بھی ملتا

مدینہ میں پانی کی قلت تھی۔ وہاں چشمہ سے ایک نہر لاکر فوارہ بنا دیا جس سے

یہ شکایت جاتی رہی۔

ولید کو عمارت کا بھی بہت شوق تھا۔ مسجد دمشق کی عظیم الشان عمارت اسی کی تعمیر کردہ ہے۔ اس کی تیاری پر بہت بڑا جشن کیا تھا۔

۸۸ھ میں اس نے مدینہ میں حکم بھیجا کہ مسجد نبوی بڑھائی جائے اور امہات المومنین کے حجرے بھی اس میں شامل کر دئے جائیں۔

اہل مدینہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ حجرے بدستور قائم رکھے جائیں تاکہ امت کے لوگ جو ہر طرف سے یہاں زیارت کے لئے آئیں وہ دیکھیں کہ کس سادگی کے ساتھ ان کے نبی نے دنیا میں زندگی بسر کی تھی۔ لیکن ان کے نالہ و فریاد کو کسی نے نہیں سنا اور بجز حجرہ عائشہ رض کے جس میں قبریں تھیں۔ باقی حجرے مسجد کے رقبہ میں شامل کر لئے گئے۔

ولید نے مسجد نبوی کی تعمیر میں قیصر روم سے بھی امداد چاہی۔ اس نے ایک لاکھ درسرخ۔ چالیس شتر بار رنگ برنگ کے سنگ مہرے پچی کاری کے لئے اور ایک سو کاریگر بھیج دیئے۔

حجرۂ عائشہ رض کو جس میں رسول اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبریں ہیں اس خیال سے کہ نماز میں سامنے نہ پڑے لوگ مسجد سے خارج کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو اس زمانہ میں والیِ مدینہ تھے غور کر کے اس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ مسجد کے شمالی حصہ کو مثلث نما بنا دیا۔ جس کی وجہ سے حجرۂ مذکور اس کے کنارہ کے زاویہ میں اس طرح آ گیا کہ وہ نمازیوں کے قبلہ رخ نہیں پڑ سکتا۔

تیار ہو جانے کے بعد ۹۱ھ میں ولید خود اس کے معائنہ کے لئے آیا۔ عمر بن عبد العزیز

اس کے ساتھ ساتھ تھے۔ ولید کے داخلہ کے وقت مسجد نبوی سے سب لوگ خارج کر دیے گئے لیکن فقیہہ مدینہ سعید بن مسیّب حسب معمول اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے ان سے جا کر کہا کہ اس وقت آپ باہر چلے جائیے۔ جواب دیا کہ روزانہ میرے اٹھنے کا جو وقت ہے اس سے پہلے نہیں جاؤں گا۔ اس نے کہا کہ خلیفہ ولید مسجد میں آیا ہوا ہے اسکو اٹھ کر سلام کیجئے۔ انہوں نے اس سے بھی انکار کیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے اطمینان کے ساتھ اپنے ورد میں مشغول رہے۔

عمر بن عبد العزیز اس خیال سے کہ کہیں ولید کی نظر ان کے اوپر پڑ جائے اور وہ کوئی سخت حکم نہ دیدے اس کو ان سے دور مسجد میں لئے لئے پھرتے تھے۔ آخر منبر کے قریب آکر اس کی نگاہ پڑ گئی۔ پوچھا کہ کیا یہ شیخ سعید ہیں؟ عمر بن عبد العزیز نے کہا ہاں اور پھر ان کی تعریف شروع کی اور کہا کہ کبر سنی کی وجہ سے ان کو نظر آتا نہیں ورنہ وہ آپ کو سلام کرتے اور ملتے۔ ولید نے کہا کہ ہم خود ان کو سلام کریں گے اور ملیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس آیا اور سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مزاج پوچھا لیکن اپنی جگہ سے نہیں ہلے ولید نے بھی خیر و عافیت دریافت کی اور پلٹ گیا اور عمر سے کہا کہ یہ بزرگان سلف کی یادگار ہیں

فتوحات

ولید کے زمانہ میں چار سپہ سالاروں نے بہت عظمت اور شہرت حاصل کی۔

محمد بن قاسم بن محمد **ثقفی** ۔ **قتیبہ بن مسلم** باہلی ۔ **موسیٰ بن نصیر** اور **مسلمہ بن عبد الملک** جو خود ولید کا بھائی تھا۔

ان کے کارناموں کو ہم ترتیب وار لکھتے ہیں

محمد بن قاسم

سراندیپ کے راجہ نے چند جہازوں میں قیمتی تحفے اور ان مسلمانوں کے یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کو جو اس جزیرہ میں گذر گئے تھے حجاج کے پاس روانہ کیا۔ راستہ میں مقام دیبل میں سندھ کے راجہ داہر کے سپاہیوں نے ان جہازوں کو لوٹ لیا اور مسلمان بچوں اور بیوہ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ حجاج نے جب یہ واقعہ سنا تو راجہ داہر کو لکھا کہ ہمارے آدمیوں کو جو تمہارے سپاہیوں نے لوٹ لئے ہیں ہمارے پاس بھیجدو۔ راجہ داہر نے جواب دیا کہ جن لوگوں نے لوٹا ہے ان سے تم خود آکر چھڑا لو۔

حجاج نے دربار خلافت کی منظوری سے عبداللہ اسلمی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ راجہ داہر کی فوج نے اس کا مقابلہ کیا اور شکست دیدی۔ عبداللہ مقتول ہوا۔ حجاج نے پھر چھ ہزار فوج روانہ کی اس نے بھی شکست کھائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو جو سترہ سالہ نوجوان تھا چھ ہزار شامی فوج کے ساتھ سندھ کی مہم پر بھیجا۔ پہلے اس نے صوبہ مکران پر جو مسلمانوں کا تھا اور جس پر داہر کی فوجیں قابض ہو گئی تھیں قبضہ کیا۔ اس کے بعد سندھ کے سرحد کی طرف آیا۔ حجاج نے ایسا بندوبست کیا تھا کہ ہر تیسرے دن دونوں طرف سے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہونچتے تھے۔

محمد نے دیبل کا محاصرہ کیا۔ دشمن اثناء محاصرہ میں ایک بار نکل کر صف آرا ہوا۔ محمد نے شکست دیدی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک مسجد تعمیر کرائی ۔ اور چار ہزار سپاہی طلب کر کے وہاں متعین کئے۔ پھر آگے بڑھا۔ بیرون کے باشندوں نے مصالحت کر لی۔ دریائے سندھ کے قریب جس وقت پہونچا تو سر بیدس کے سوسا نے آکر صلح کر لی اور خراج دینا منظور کیا وہاں سے سہوان کی طرف پیشقدمی کی اور اس کو فتح کیا۔ اب راجہ داہر فوجیں تیار کر کے

خود مقابلہ میں آیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ ہاتھیوں کی وجہ سے تازی گھوڑے قابو سے باہر ہوگئے مسلمانوں نے پیدل جنگ کی۔ شام کے وقت داہر مارا گیا۔ اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی اور برہمنا باد میں جاکر مجتمع ہوئی۔ محمد بھی اسی طرف بڑھا۔ پہلے راور پر لڑائی ہوئی اس کو فتح کرکے برہمنا آباد پہونچا۔ غنیم کو شکست دی اور اپنا عامل مقرر کرکے ساوندری کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے اماں مانگ لی۔ پھر بسمد اور رور کے رئیسوں نے صلح نامے لکھے۔ محمد نے رور میں بھی ایک مسجد بنوائی۔ پھر دریا کو عبور کرکے ملتان کا محاصرہ کیا اس کی فتح میں بہت مال غنیمت ہات آیا۔ ملتان سے مختلف سمتوں میں فوج کے دستے بھیجے اور بہت تھوڑے عرصہ میں سارا سندھ فتح کرلیا۔

قتیبہ بن مسلم باہلی

قتیبہ کو حجاج نے ۸۶ھ میں خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اس نے وہاں پہونچکر فوج کے سامنے جہاد کی فضیلت پر ایک بلیغ خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد ایک شخص کو مرو میں اپنا قائم مقام چھوڑکر خود فوج لیکر طالقان کی طرف روانہ ہوا۔ جب دریائے جیحوں سے عبور کیا تو فرمانروائے صغانیان حاضر ہوا۔ اس نے ہدئے اور تحفے پیش کئے۔ وہاں سے آگے بڑھا۔ کفتان اور طخارستان کے بادشاہوں نے بھی آکر مصالحت کی۔ قتیبہ لشکر پر اپنے نائب چھوڑ کر مرو میں آگیا۔

حجاج نے اعتراض کیا اور لکھا کہ لشکر چھوڑ کر چلے آنا اصول سپہ سالاری کے خلاف ہے۔ تم جب کہیں لشکر کشی کرو تو فوج کے آگے رہو اور جب واپس آؤ تو پیچھے۔

۸۶ھ میں ایک تورانی رئیس نیزک نے آکر صلح کی۔ اس کے پاس بہت سے مسلمان قیدی بھی تھے۔ اس نے سب کو رہا کر دیا۔

دریائے جیحوں کے قریب شہر بیکند کے رئیس نے اہل سغد سے مدد لیکر ایک بہت بڑی جمعیت فراہم کی تھی۔ قتیبہ اس طرف بڑھا۔ انہوں نے چاروں طرف سے راستے روک دئیے۔ دو مہینہ تک برابر جنگ رہی۔ اس عرصہ میں قتیبہ کی کچھ خبر حجاج کو نہ مل سکی اس لئے وہ سخت متردد تھا۔

ایک دن مسلمانوں نے جی توڑ کر آخری حملہ کیا۔ اسی روز اللہ تعالی نے فتح عطا فرمائی۔ دشمن چاہتے تھے کہ بھاگ کر شہر میں داخل ہو جائیں لیکن قتیبہ نے ان کا راستہ روک دیا۔ مجبوراً وہ دائیں بائیں نکل گئے۔ شہر کے لوگوں نے صلح کر لی وہاں ایک عامل مقرر کر دیا۔ جب واپس ہوئے تو معلوم ہوا کہ بیکند والوں نے غداری کی اور وہاں کے عامل اور مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔ قتیبہ نے واپس آکر پھر شہر کو فتح کیا اور مجرموں کو سزائیں دیں۔ اس کے بعد مرو میں واپس آگیا۔

موسم بہار میں فوج کا سامان درست کرکے بخارا کے متصل نوشکث پر حملہ کیا اس کو فتح کرکے آگے بڑھا۔ راستہ میں سغدیوں۔ فرغانیوں اور ترکوں نے متفق ہو کر مقابلہ کیا اور شکست کھا گئے۔ امیر نیزک نے بھی جو اسلام نہیں لایا تھا اس لڑائی میں مسلمانوں کا ساتھ دیا اور سپہ گری کے جوہر دکھائے۔ قتیبہ نے ترمذ میں پہونچکر دریا کو عبور کیا اور مرو میں آیا۔

چند مہینے کے بعد بخارا کا محاصرہ کیا مگر بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ حجاج نے جب اس ناکامیابی کا حال سنا تو قتیبہ سے بخارا کا نقشہ طلب کیا۔ اس کے بعد لکھا کہ فلاں سمت سے اس پر فوج کشی کیجائے۔ قتیبہ نے اس کے حکم کے مطابق سنہ ۹۰ھ میں پھر چڑھائی کی۔ والی بخارا نے ترکوں اور سغدیوں سے امداد طلب کی۔ وہ لوگ آگئے اور اہل بخارا بھی

شہر سے نکلے۔ مسلمان جو محاصرہ پر تھے بیچ میں پڑ گئے اس لئے زیادہ نہ بڑھ سکے۔ بہت سے لوگوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اس ہنگامہ میں غنیم قلب لشکر تک چڑھ آیا اور وہاں سے بھی گزر کر ساتھ اور حرم تک پہونچ گیا۔ عربی عورتوں نے بھاگنے والے مسلمانوں کو روکا اور چلائیں اس لئے لوگ پلٹے۔ قتیبہ نے کہا آج کون قبیلہ ہے جو ان دشمنوں کو مار کر پیچھے ہٹا دے کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن بنی تمیم کا سردار وکیع مستعد ہوا اور اپنے اہل قبیلہ کو ساتھ لیکر دوسری طرف سے دریا کو عبور کیا۔ دوسرا تمیمی سردار ہریم بھی سواروں کا دستہ لئے ہوئے اس کے ساتھ گیا۔ وکیع نے دریا سے اترتے وقت کہدیا تھا کہ جو شہادت چاہتا ہے وہی صرف میرے ساتھ چلے۔ دوسرے لوگ نہ جائیں۔ آٹھ سو آدمیوں نے اس کا ساتھ دیا وہ پیچھے سے دشمنوں پر آپڑا اور اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہر نہ سکے خاقان اور اس کا بیٹا دونوں زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد قتیبہ حملہ کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور بخارا کو فتح کر لیا۔

اس عظیم الشان فتح سے گردونواح کے بادشاہ مرعوب ہو گئے۔ اور سب نے آکر جزیہ پر صلح کر لی۔

۹۳ھ میں خوارزم پر قبضہ کیا۔ پھر سمرقند پر جنگ ہوئی۔ اس میں بخارا اور خوارزم کے غیر مسلم باشندوں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ جب وہ فتح ہوا تو قتیبہ نے وہاں ایک مسجد بنوائی اور اس میں نماز ادا کی اور اپنے بھائی عبد الصمد کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے خود مرو میں آگیا۔

۹۴ھ میں شاس اور فرغانہ کو فتح کرتے ہوئے خجند اور کاشان تک سفر کیا۔ ۹۶ھ میں کاشغر پر قبضہ کیا۔ وہاں سے ہبیرہ بن مشمرج کلابی کو مع چند شخصوں کے بادشاہ چین

کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔

اثنائے گفتگو میں بادشاہ چین نے ان سے کہا کہ قتیبہ کے پاس فوج کم اور حرص زیادہ ہے۔ میری طرف سے ان سے کہنا کہ وہ واپس چلے جائیں ورنہ میں اتنی فوج بھیجوں گا جو ان کے ساتھیوں کا نام ونشان مٹا دیگی۔

ہبیرہ نے جواب میں کہا کہ اس لشکر کی تعداد کا تم کیا اندازہ کر سکتے ہو جس کا ایک سرا تمہارے ملک سے لگا ہوا ہے اور دوسرا شام کی سرحد تک ہے۔ اور اس شخص کو تم کیسے حریص کہہ سکتے ہو جس نے دنیا کو باوجود اس پر قبضہ رکھنے کے بھی چھوڑ رکھا ہو۔

آخر میں بادشاہ چین نے ان کی دل جوئی کی اور ہدیئے دے کر ان کو رخصت کیا۔

موسیٰ بن نصیر

موسیٰ بن نصیر قیروان کا والی تھا۔ اس نے ولید سے درخواست کی کہ اندلس پر لشکر کشی کی اجازت دیجائے۔

ولید نے لکھا کہ پہلے امتحاناً کوئی دستہ بھیجکر وہاں کی حالت کا اندازہ کرو۔ موسیٰ نے اپنے غلام طریف کو چار سو سپاہیوں کے ساتھ چار کشتیوں میں روانہ کیا۔ وہ اندلس کے جنوبی جزیرہ نما کے مغربی ساحل پر جو اب اسی کے نام سے موسوم ہے اترا اور آگے بڑھ کر الخضراء کو تاخت وتاراج کیا۔ وہاں سے مال غنیمت لیکر واپس آیا۔

۹۱ھ میں موسیٰ نے اپنے دوسرے غلام طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج دیکر بھیجا۔ اس میں زیادہ تر بربر شامل تھے۔ یہ آبنائے کو عبور کرکے جزیرہ نمائے مذکور کی مشرقی ساحلی چٹان پر قابض ہوا جو اسی کے نام سے جبل طارق مشہور ہے وہاں سے

اتر کر الخضراء کو فتح کیا۔ اندلس کا بادشاہ راڈرک اطلاع پاکر ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کے لئے چلا۔ طارق نے موسیٰ کو یہ کیفیت لکھی اور اس سے امداد طلب کی۔ موسیٰ نے پانچہزار سپاہی اور بھیجدیئے اور بارہ ہزار کی تعداد پوری کردی کیونکہ یہ وہ تعداد ہے جسکو مسلمان ہمیشہ بڑی سے بڑی لڑائی فتح کرنے کے لئے کافی سمجھتے رہے ہیں۔

راڈرک سے جب مقابلہ ہوا تو سخت جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کے لئے یا موت تھی یا فتح کیونکہ واپسی کا خیال ترک کرکے کشتیوں کو انھوں نے پہلے ہی آگ لگادی تھی۔ اللہ کا نام لیکر نہایت جانبازی سے لڑے اور آخر کار میدان جیت لیا۔ راڈرک شذونہ کی نواح میں دریائے لکہ میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔

اس فتح کی خبر جب موسیٰ کو ملی تو وہ خود فوجیں لیکر ۹۲ھ میں وہاں پہونچا اور سارے اندلس کو فتح کرلیا۔ قرطبہ کو صدر مقام قرار دیکر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو وہاں کا عامل مقرر کردیا۔

مشرقی اندلس میں برشلونہ فتح کرنے کے بعد موسیٰ یہ چاہتا تھا کہ وسط یورپ سے گزر کر قسطنطنیہ فتح کرتا ہوا دارالخلافہ کو واپس چلوں۔ لیکن جب اس ارادہ کی ولید کو اطلاع دی تو اس نے بوجہ ان دشواریوں کے جو راستہ میں حائل تھیں اجازت نہیں دی اور براہِ افریقہ اس کو اپنے پاس طلب کیا۔

وہ بہت سے تحفے اور ہدیے لیکر روانہ ہوا لیکن جب دارالخلافہ میں پہونچا تو ولید کا انتقال ہوچکا تھا۔

مسلمہ بن عبدالملک

یہ ہمیشہ رومیوں کے مقابلہ میں رہا۔ ہر سال ان کے اوپر فوج کشی کرتا تھا اور ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے قلعے چھین لیتا تھا۔ اس نے جو قلعے لئے ان میں سے بعض کے نام

یہ ہیں۔ قلعہ طوانہ۔ عموانہ۔ مرقلہ۔ قمونیہ۔ سطیہ اور طرسوس وغیرہ۔

وفات حجاج

حجاج نے سنہ ۹۵ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ اس کی عمر ۵۴ سال کی تھی۔ وہ تین سال مکہ کا امیر رہا۔ اس کے بعد پورے بیس سال تک عراقین یعنی کوفہ۔ بصرہ اور کل مشرقی ممالک کا نائب سلطنت رہا۔ وہ دنیاوی عروج کا شیدائی۔ جاہ پسند۔ نہایت خونریز اور ظالم امیر تھا۔ یہانتک کہ سفاکی میں اس کا نام بھی ہلاکو وغیرہ کی طرح ضرب المثل ہے۔ وہ خود کہتا تھا کہ میں سخت حاسد اور کینہ ور آدمی ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ اس میں خوبیاں بھی تھیں وہ نہایت زبردست مقرر اور زبان آور خطیب تھا۔

قرآن دانی میں سوائے امام حسن بصری کے اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ اور شجاعت۔ جفاکشی۔ راست گوئی اور کارگزاری میں ممتاز تھا۔ اس نے عراق میں اپنے قوی بازوؤں سے امن وامان قائم کیا۔ لیکن اس اصلاح میں جسقدر خون بہایا اس کو دیکھتے ہوئے یہ اس کا کوئی قابل تعریف کارنامہ نہیں کہا جاسکتا۔

ولایت عہد

عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو یکے بعد دیگرے ولیعہد بنایا تھا۔ ولید نے خلیفہ ہوجانے کے بعد سلیمان کے بجائے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ولی عہد کرنا چاہا۔ امراء سے مشورہ لیا۔ بجز قتیبہ اور حجاج کے اور کوئی اس کا موافق نہ نکلا۔ ولید اس فکر میں تھا کہ اس کی کوئی صورت نکالے کہ اسی درمیان میں اس کی وفات ہوگئی اور سلیمان تخت خلافت پر آگیا۔

وفات ولید

ولید نے ۱۵ جمادی الثانی ۹۶ھ مطابق ۲۵ فروری ۷۱۵ء کو سرزمین شام کے مقام دیرمراں میں وفات پائی۔ اس کا سن ۴۲ سال کا تھا۔ ۹ سال آٹھ مہینے خلافت کی اور ۱۹ بیٹے چھوڑے۔

سلیمان بن عبدالملک

سلیمان کی ولادت ۵۴ھ میں ہوئی۔ جب ولید کا انتقال ہوا تو وہ رملہ میں تھا جمادی الثانی ۹۶ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔

حجاج چونکہ سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کرانے میں ولید کا ہم خیال تھا اس لئے سلیمان حجاج اور اس کی جماعت کا سخت دشمن تھا اور یزید بن مہلب کو جو حجاج کا حریف تھا اپنا مخلص سمجھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حجاج کو خوف دامنگیر رہتا تھا کہ ولید کے بعد اگر میں سلیمان کے قابو میں پڑ گیا تو وہ بری طرح میرے ساتھ پیش آئیگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ولید سے ایک سال قبل ہی دنیا سے اٹھا لیا۔

سلیمان جب خلیفہ ہوا تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا والی بنا کر بھیجا کہ وہ محمد بن قاسم کو گرفتار کرکے بھیجدے۔ جب وہ وہاں سے بھیجا گیا تو واسط میں اس کو قید کرکے صالح بن عبدالرحمٰن کو اس کے اوپر مسلط کیا اس نے اس قدر سختیاں کیں کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

اس کینہ پرور خلیفہ نے اس نوجوان سپہ سالار کے عظیم الشان کارناموں کا کچھ لحاظ نہ کیا اور محض اس جرم پر کہ وہ حجاج کا عزیز تھا اپنے انتقام کے جوش کو ٹھنڈا کرنے

کے لئے اس کو ضائع کر کے امت اور خلافت کی شوکت کو نقصان پہنچایا - کیوں کہ جو سلطنت ایسے نامور فاتح کی خدمت کا یہ صلہ دے اس میں اور لوگوں کو بڑے بڑے کام کرنیکا کس امید پر حوصلہ ہوگا -

چنانچہ قتیبہ بن مسلم باہلی امیر خراسان و فاتح بخارا و ترکستان محمدؒ بن قاسم کا نتیجہ دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا اور اپنی کل فوج کو جمع کر کے چاہا کہ سلیمان کی خلافت سے انکار کردے لیکن قبیلہ بنی تمیم کا سردار **وکیع** اس پر راضی نہیں ہوا اور جب زیادہ اختلاف بڑھا تو اس نے قتیبہ کو قتل کر ڈالا -

فاتح اندلس **موسےٰ** بن نصیر کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک ہوا - اس کو ولید نے اپنے زمانہ میں بلایا تھا - جب وہ دمشق پہنچا تو ولید گزر چکا تھا - **سلیمان** اس سے برگشتہ خاطر تھا قید کر دیا اور اس پر اس قدر تاوان لگایا کہ وہ ادا نہیں کر سکا - مجبوراً امراء عرب سے مانگ کر پورا کیا -

الغرض سلیمان کا آغاز عہد ان نامور حامیان اسلام اور فاتحان ملک کے ساتھ بدسلوکی کی وجہ سے امت کے لئے ایک شگون بد تھا -

فتوحات

خراسان میں قتیبہ کے بجائے **یزید** بن مہلب بھیجا گیا - اس نے دہستان کا محاصرہ کیا اس کو فتح کر کے جرجان کی طرف گیا - وہاں کے باشندوں نے صلح کی پھر طبرستان کیطرف بڑھا - سپہدار طبرستان قلعہ گیر ہوگیا - اس محاصرہ میں خبر ملی کہ جرجان والوں نے بغاوت کر دی اور وہاں کے مسلمانوں کو مار ڈالا اس لئے پھر واپس آکر اس کو فتح کیا اور مجرموں کو سزائیں دیں - اس کے بعد طبرستان پر قبضہ کیا - خمس غنیمت کا شمار ساٹھ لاکھ درہم تھا

۹۸ھ میں سلیمان نے اپنے بھائی مسلمہ کو جو رومیوں کے مقابلہ میں متعین تھا ایک فوج گراں دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا اس نے ایک سال تک محاصرہ رکھا اسی درمیان میں سلیمان کی وفات کی خبر پہنچی۔

ولایت عہد

سلیمان نے پہلے اپنے بیٹے ایوب کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا لیکن وہ مر گیا اس کے بعد رجاء بن حیات سے عمر بن عبد العزیز کے بارے میں مشورہ لیا۔ انھوں نے تائید کی۔ اس لئے اس نے ولی عہدی کا فرمان لکھ دیا اور اپنے تمام خاندان کو جمع کر کے بلا اظہار نام کے سربمہر فرمان پر ان سے بیعت لے لی کہ اس میں جسکا نام ہوگا وہی خلیفہ ہوگا۔

وفات

سلیمان نے یوم جمعہ ۱۲ صفر ۹۹ھ میں قنسرین کے قریب مقام وابق میں انتقال کیا۔ سن ۴۵ سال کا تھا۔ مدت خلافت دو سال آٹھ ماہ پانچ روز تھی۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ

عمر بن عبد العزیز کی ولادت ۶۳ھ میں ہوئی۔ ان کے عبد العزیز بن مروان عبد الملک کے بعد ولی عہد تھے لیکن اس کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے اس لئے خلیفہ نہ ہو سکے۔ ان کی والدہ حضرت عمر فاروق کے بیٹے عاصم کی لڑکی تھیں۔

بچپن میں ان کے باپ نے ان کو مدینہ بھیجدیا تھا۔ وہیں انکی تربیت ہوئی تھی اور وہاں کے فقہاء اور علماء سے علم اور تفقہ حاصل کیا علوم دینیہ میں ان کا وہ پایہ تھا کہ اگر یہ امارت اور خلافت کے جھگڑوں میں نہ مبتلا رہتے تو من جملہ ائمہ شرع کے ایک امام مانے جاتے

میمون بن مہران کہا کرتے تھے کہ تمام علماء عمر بن عبدالعزیز کے سامنے ان کے شاگرد معلوم ہوتے ہیں مجاہد کا بیان ہے کہ ہم عمر کے پاس اس خیال سے آئے کہ ہم سے وہ کچھ سیکھیں گے لیکن ہم کو خود ان سے سیکھنا پڑا۔

اخلاق کی کیفیت یہ تھی کہ انھوں نے خود کہا کہ مجھے جب سے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ انسان کے لئے مضر ہے اس وقت سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

ولید کے زمانہ میں یہ عامل بھی مقرر ہوئے تو مدینہ کے علماء وصلحاء ان کے جلیس رہتے تھے۔ امارت مدینہ کے زمانہ میں کئی بار امیر حج مقرر ہوئے۔

خلافت

۹۹ھ میں جب سلیمان کا انتقال ہوگیا تو رجاء بن حیات نے بنی امیہ کو دابق کی مسجد میں جمع کر کے ان سے دوبارہ فرمان ولی عہدی پر بیعت لی۔ اس کے بعد خلیفہ کی وفات کی خبر سنائی۔ پھر وہ فرمان جو سربمہر تھا کھول کر پڑھا۔ اس میں عمر بن عبدالعزیز کا نام تھا۔ ان کو اٹھا کر منبر پر بٹھا دیا اِنّا لِلّٰہ پڑھ رہے تھے کہ یہ بار میرے سر پر کیسے آپڑا اور ہشام بن عبدالملک اِنّا للّٰہ پڑھ رہا تھا کہ خلافت مجھے کیوں نہ ملی۔

بیعت ہو جانے کے بعد شاہی سواری آئی۔ لیکن انھوں نے تزک و احتشام کو پسند نہ کیا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے۔ لوگوں نے قصر خلافت میں لیجانا چاہا، فرمایا کہ وہاں ایوب کے اہل وعیال ہیں جب تک وہ منتقل نہ ہوں میں اپنے خیمہ میں رہوں گا

اصلاحات

عمر بن عبدالعزیز نے جمہوریت کی روح پھر مسلمانوں میں پھونکی اور سیاست الٰہیہ کی تجدید کر کے اس کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق کر دیا۔

اسی بنا پر علماء امّت نے ان کو خلفاء راشدین میں شمار کیا ہے اور دوسری صدی کا مجدّد قرار دیا ہے۔

صوبجات میں جو ظالمانہ رقمیں اور نذرانے وغیرہ امراء نے اپنے اغراض سے مقرّر کر رکھّے تھے ان کو یک قلم منسوخ اور جس قدر ظالم عمال تھے ان سب کو موقوف کیا خاصکر حجاج کے رشتہ داروں کو جو ظلم و ستم کے عادی تھے تمام مناصب سے معزول کر کے یمن کی طرف بھیجدیا اور متفرق و منتشر کر دیا۔

یزید بن مہلب امیر خراسان نے سلیمان کے زمانہ میں لکھا تھا کہ میں نے دو کروڑ درہم وصول کئے ہیں۔ اس کو بلا کر حساب طلب کیا۔ اس نے کہا میں نے محض شہرت کی غرض سے لکھا تھا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ سلیمان اس رقم کا مطالبہ مجھ سے نہیں کریگا۔ فرمایا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے تم کو دینا پڑیگا۔ اس نے جب ادا نہیں کیا تو اس کو قید کر دیا۔

سمرقند کے ذمیوں کا ایک وفد ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ قتیبہ بن مسلم نے ہماری زمینیں ہم سے زبردستی چھین کر مسلمانوں کو دیدیں۔ اب آپ ہمارا انصاف کیجئے۔ عمر بن عبد العزیز نے وہاں کے عامل سلیمان بن ابی السری کے نام حکم بھیجا کہ اہل سمرقند میرے پاس قتیبہ کے ظلم کی شکایت لائے۔ تم ایک قاضی کو مقرر کر دو جو اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھ کر اس کا تصفیہ کر دے۔ اگر واقعی ان کی زمینیں ناجائز طور پر سپاہیوں کو دیدی گئی ہوں تو تم ان کو شہر سے لشکر میں بلالو اور زمینیں واگذاشت کر دو۔

سلیمان نے قاضی جمیع بن حاضر کو اس مقدمہ کے لئے متعین کیا انھوں نے فیصلہ کیا کہ قتیبہ نے جو کچھ کارروائی کی وہ سب بیقاعدہ تھی۔ لہذا معاہدہ منسوخ۔ سپاہی شہر چھوڑ کر لشکر میں چلے آئیں۔ اس کے بعد جدید فتح ہو یا نیا صلحنامہ۔ سمرقندیوں نے

دوبارہ جنگ یا نیا عہدنامہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور خود نزاع سے دست بردار ہو گئے

مار ڈالنا یا ہات کاٹ لینا حدود شرعیہ ہیں اور خاص خاص جرائم میں جاری کیجاتی ہیں۔ستم پیشہ حکام بات بات پر اس قسم کی سزائیں دینے لگے تھے۔عمر بن عبدالعزیز نے عام حکم شائع کیا کہ خلیفہ کو مطلع کئے بغیر اس قسم کی سزائیں کسی کو نہ دی جایا کریں۔ا

خلیفہ ہونے کے بعد انھوں نے قریش اور دیگر قبائل کے لوگوں کو جمع کرکے کہا کہ فدک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہات میں تھا۔پھر ابو بکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ اس کا انتظام کرتے رہے۔آخر میں **مروان** نے اس کو اپنی جاگیر میں لے لیا اس کے بعد وہ مجھے ملا۔ میں تم لوگوں کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں پھر اسی مصرف میں اس کو مسترد کرتا ہوں جس میں وہ آنحضرت کے عہد میں تھا۔اپنے غلام **مزاحم** سے کہا کہ جو قطعات مجھے جاگیر میں ملے تھے نہ ان کے دینے والوں کو دینے کا اختیار تھا نہ مجھے لینے کا حق تھا۔لہٰذا میں نے طے کیا ہے کہ ان سے دست بردار ہو جاؤں۔مزاحم نے کہا کہ عیال کا پھر کیا سامان ہوگا۔ان کی آنکھوں سے یہ سن کر آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ وہ اللہ کے سپرد ہیں۔مزاحم نے وہاں سے آکر ان کے نوعمر بیٹے **عبدالملک** سے کہا کہ امیرالمومنین اپنے اقطاع زمین کو مسترد کر رہے تھے۔میں نے تم لوگوں کے نقصان کے خیال سے ان کو اس سے باز رکھا۔عبدالملک نے کہ وہ بھی اپنے باپ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے کہا کہ تم خلیفہ کے برے مشیر ہو۔پھر وہ خود عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور کہا کہ مزاحم کی زبانی میں نے یہ خبر سنی ہے۔اب آپ کی کیا رائے ہے۔انھوں نے جواب دیا کہ آج شام تک انشاءاللہ یہ کام کر ڈالوں گا۔

عبدالملک نے کہا کہ جلدی کیجئے۔معلوم نہیں کہ رات کو کیا گزرے یا آپ کے دل میں کوئی دوسرا خیال پیدا ہو جائے۔

عمر نے اپنے بیٹے کی یہ سعادت مندی دیکھکر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی اولاد عطا فرمائی جو دین کے کام میں میری مدد کرتی ہے اور پھر اسی وقت اپنی ملکیت کو اور جو کچھ ان کے اہل وعیال کے پاس تھا ان سب کو لے کر ان لوگوں کو واپس کر دیا جو اس کے اہل تھے۔

اس کے بعد اپنے خاندان والوں یعنی بنی امیہ کے پاس جو جائدادیں اور ملکیتیں تھیں اور جن پر انھوں نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ ان سب کو لیکر جو ان کے اصلی مستحق تھے ان کو دے دیا۔

بنی امیّہ پر یہ امر نہایت گراں گزرا۔ وہ ان کی پھوپی فاطمہ بنت مروان کو جن کا کہ وہ بہت ادب کرتے تھے بُلا لائے تا کہ وہ انھیں سمجھائیں۔ جب وہ آئیں تو عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ایک ایسا چشمہ چھوڑا کہ اس میں سب کو یکساں پینے کا حق حاصل تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے بھی اس چشمہ کو اسی حالت میں رکھا۔ اور عمرؓ نے بھی انھیں کی پیروی کی۔ اسکے بعد یزید، مروان، عبدالملک۔ ولید اور سلیمان کے ہاتھوں میں آیا۔ انھوں نے اس میں نہریں نکالیں جن کی وجہ سے وہ خشک ہو گیا۔ اب پھر جب تک وہ اپنی اصلی حالت پر لایا نہیں جائے گا لوگ اس سے سیراب نہیں ہو سکیں گے۔

فاطمہ نے یہ سُنکر کہا کہ میں تمھارے بھائیوں کے اصرار سے تم کو سمجھانے کے لئے آئی تھی لیکن جب تمھارا خیال ایسا ہے تو اب میں کچھ نہیں کہتی۔

پھر ان کے پاس سے آکر یہ بات بنی امیّہ کو سنائی اور کہا کہ تم لوگوں نے سب کچھ

خود ہی کیا ہے۔ عمرؓ بن خطاب کی پوتی سے رشتہ کیا۔ اب وہی نانیہالی ڈھنگ کی اولاد ہوئی۔

عمر بن عبدالعزیز اپنی امارت کے زمانہ میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ رہتے تھے۔ لیکن خلافت کے زمانہ میں اپنا روزانہ خرچ صرف دو درہم رکھا۔ لباس اور غذا میں حضرت عمرؓ کی سی سادگی اختیار کی۔

فتوحات

ان کے عہد میں آذربیجان پر دشمنوں نے حملہ کرکے مسلمانوں کو قتل کیا اور لوٹا انھوں نے ابن حاتم باہلی کو فوج دے کر اس طرف روانہ کیا۔ اس نے جاکر غنیم کو نکالا اور اس کو سزا دی۔

اندلس کے لئے بھی امدادی فوج معہ سازوسامان کے بھیجی اور مسلمہ کو جو سلیمان کے زمانہ سے قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا اور مسلمان سپاہی وہاں خستہ حال ہو رہے تھے واپس بلا لیا۔

مقام طرندہ میں چونکہ رومی حملے کیا کرتے تھے اس لئے وہاں کی فوج کو ملطیہ میں بلا لیا اور طرندہ کی چھاؤنی کو منہدم کرا دیا۔

خوارج

خارجیوں نے ان کے عدل و داد کو دیکھ کر کہا کہ ایسے خلیفہ کے مقابلہ میں خروج کرنا فضول ہے۔ صرف عراق میں ان کی ایک جماعت نے سر اٹھایا۔ عمر بن عبدالعزیز نے وہاں کے عامل کو لکھا کہ کسی منتخب سردار کے ہمراہ ایک فوج ان کی نگہبانی کے لئے متعین کردو تاکہ وہ کوئی دراز دستی نہ کرنے پائیں اور اس سردار سے کہدو کہ جب تک وہ کسی کو

نہ ماریں اس وقت تک ان سے تعرّض نہ کرے۔ چنانچہ محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی دو ہزار سواروں کے ساتھ ان کے اوپر متعین کئے گئے۔

عمر بن عبدالعزیز نے خود خوارج کے سردار **بسطام یشکری** کو لکھا کہ:-

ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور رسول کی حمایت میں نکلے ہو اس کا حق تم سے زیادہ ہمکو ہے لہٰذا تم ہمارے پاس آؤ باہم مناظرہ کرلیں۔ اگر ہم حق پر ہیں تو ہمارا ساتھ دو اور اگر تم حق پر ہو تو ہم تمھاری بات مان لیں۔

بسطام راضی ہوگیا اور اپنی طرف سے دو شخصوں کو بھیجا۔ مناظرہ شروع ہوا۔

عمر بن عبدالعزیز تم نے جماعت کا ساتھ کیوں چھوڑا۔ ہماری کونسی بات تم کو ناپسندیدہ معلوم ہوئی؟

خارجی۔ آپ عادل اور نیک سیرت ہیں۔ آپ کی ذات سے ہم کو کوئی شکایت نہیں۔ لیکن یہ فرمائیے کہ آپ امّت کے مشورہ سے خلیفہ ہوئے ہیں یا قہر و غلبہ سے؟

عمر۔ میں نے خلافت کی خواہش کی۔ نہ قوّت اور غلبہ سے اس کو حاصل کیا بلکہ مجھ سے پہلے ایک شخص جو خلیفہ تھا مجھ کو اپنا ولی عہد بنا گیا۔ میں نے منظور کرلیا اور بجز تمھارے کوئی مخالفت کے لئے بھی نہیں کھڑا ہوا۔ تم لوگ عادل اور منصف مسلمان کی خلافت جائز سمجھتے ہو لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اگر میں نے عدل و انصاف کیا تو خیر ورنہ پھر تم میری اطاعت نہ کرنا۔

خارجی۔ ہم صرف ایک بات عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ آپ کے سلف بنی امیہ نے ظلم و ستم سے ناجائز حقوق غصب کئے تھے جن کو آپ نے مسترد فرمایا اور ان کا نام "مظالم" رکھا۔ جزاک اللہ لہٰذا اگر آپ ہدایت پر ہیں اور وہ گمراہ تھے تو ان کے اوپر لعنت بھیجیے۔

عمر ۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے دنیا کے لئے نہیں بلکہ آخرت کے لئے جماعت کا ساتھ چھوڑا ہے لیکن افسوس ہے کہ راستہ غلط اختیار کیا۔ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالےٰ نے ان کا قول نقل کیا ہے۔

فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی	جو میری پیروی کرے وہ میرا ہے اور
فانک غفور رحیم ۰	جو نافرمانی کرے تو اے اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے

کیا انبیا کی پیروی مسلمان کا فرض نہیں ہے؟

میں نے ان کاموں کو "مظالم" قرار دیا یہی ان کی مذمت کے لئے کافی ہے۔ یہ کہاں حکم ہے کہ جو گنہگار ہو اس پر لعنت کرنی بھی فرض ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ تم نے فرعون پر لعنت بھیجی ہے؟

خارجی ۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی اس پر لعنت بھیجی ہے۔

عمر ۔ پھر تم تو فرعون پر جو بدترین خلائق اور دشمنِ دینِ الٰہی تھا لعنت نہ بھیجو اور مجھے مجبور کرو کہ میں اپنے سلف پر جو مسلمان تھے اور شرعی فرائض بھی ادا کرتے تھے لعنت بھیجوں۔

خارجی ۔ لیکن بوجہ ظلم کے وہ کافر ہو گئے تھے۔

عمر ۔ ہرگز نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ جو اقرار کرلے وہ مسلمان ہے اب اگر اس سے کوئی قصور یا خطا ہو تو وہ اسلام سے خارج نہیں بلکہ بقدر اپنے جرم کے سزا کا مستحق ہوگا۔

خارجی ۔ اسلام میں اللہ اور رسول کی اطاعت بھی داخل ہے جو ان کے احکام پر عمل نہ کرے وہ کافر ہے۔

عمر - میرے سلف میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ میں اللہ اور رسول کے احکام پر عمل نہیں کروں گا - لیکن بدنصیبی سے وہ پوری پوری تعمیلِ احکام نہیں کر سکے -

خارجی - ان لوگوں نے جو شریعت کے خلاف کام کئے ان کی وجہ سے آپ ان سے تبری کیجئے -

عمر - تم جانتے ہو کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کے ساتھ جنگ کی تھی تو ان کے اہل وعیال کو بھی گرفتار کیا تھا -

خارجی - ہاں

عمر - تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں مرتدین کے اہل وعیال کو غلامی میں رکھنا ناروا سمجھا اور فدیہ لیکر ان کو واپس دیدیا -

خارجی - ہاں

عمر - پھر کیا حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کے اس فعل کی وجہ سے ان سے تبری کی تھی ؟

خارجی - نہیں

عمر - اس اختلاف عمل کی وجہ سے تم نے بھی شیخین سے تبری کی ؟

خارجی - نہیں

عمر - اہل نہروان جو تمہارے اسلاف ہیں ان میں سے اہل کوفہ نے کسی کو لوٹنا یا قتل کرنا روا نہیں سمجھا - لیکن اہل بصرہ نے عبداللہ بن جناب اور اس کی لونڈی کو جو حاملہ تھی مار ڈالا - کیا اہل کوفہ نے ان سے تبری کی - ؟

خارجی - نہیں

عمر - کیا تم ان دونوں جماعتوں سے جن میں اس قدر اختلاف تھا اپنے آپ کو بری

رکھتے ہو؟

خارجی۔ نہیں

عمر۔ تم توشیخین اور نیز اہل عراق سے تولا رکھو اور مجھے مجبور کرو کہ اپنے بزرگان خاندان سے تبری کروں۔ تم لوگ جاہل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو شخص کلمۂ شہادت پڑھ دیتا تھا اس کی جان و مال و عزت محفوظ ہو جاتی تھی۔ تم اس کے برعکس مسلمانوں کو قتل کرتے ہو اور کافروں اور مشرکوں کی جان و مال و آبرو کو حرام سمجھتے ہو

خارجی۔ اچھا ایک امر اور دریافت طلب ہے۔ وہ یہ کہ ایک شخص قوم کا والی ہوا اس نے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ لیکن اپنے بعد ولایت ایک ایسے شخص کے سپرد کر گیا جس سے خطرہ ہے کہ وہ عدل و انصاف نہیں کرے گا۔ کیا آپ کے نزدیک اس نے حق ادا کر دیا۔؟

عمر۔ نہیں

خارجی۔ پھر آپ اس خلافت کو اپنے بعد یزید بن عبدالملک کے سپرد کر کے مواخذہ سے بری ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ اس سے عدل و داد کی مطلق توقع نہیں۔

عمر۔ لیکن یہ میرا فعل تو نہیں ہے مجھ سے پہلے سلیمان مجکو اور میرے بعد یزید کو ولی عہد مقرر کر گیا ہے۔

خارجی۔ کیا سلیمان کی اس کارروائی کو آپ جائز سمجھتے ہیں؟

اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیز خاموش ہو گئے اور دو روز کی مہلت چاہی اس مناظرہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں خارجیوں میں سے ایک راہِ راست پر آگیا اور اپنے فرقہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

خارجیوں کی جماعت نے بھی خاموشی اختیار کی۔

اہل وعیال

عمر بن عبدالعزیز کی تین بیویاں تھیں

(۱) فاطمہ بنت عبدالملک۔ اس کے بطن سے اسحاق۔ یعقوب اور موسیٰ تین بیٹے پیدا ہوئے۔

(۲) لمیس بنت علی بن حارث۔ اس سے عبداللہ اور بکر دو بیٹے اور ایک بیٹی عمارہ پیدا ہوئی

(۳) ام عثمان بنت شعیب۔ اس کے شکم سے صرف ایک بیٹا ابراہیم ہوا۔

عبدالملک۔ ولید۔ عاصم۔ یزید۔ عبداللہ۔ عبدالعزیز۔ ریّان اور دو بیٹیاں امہات ولد سے تھیں۔

وفات

صرف دو برس۔ پانچ مہینہ اور چار دن خلافت کر کے ۲۵ رجب ۱۰۱ھ میں دیر سمعان میں انتقال فرمایا۔ عمر ۳۹ سال تھی۔

ترکہ

عمر بن عبدالعزیز کا کل ترکہ ۲۱ دینار تھا۔ اسی میں سے چند دینار کفن دفن میں صرف ہوئے۔ بقیہ ورثہ میں تقسیم کئے گئے۔

عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے گیارہ بیٹے چھوڑے تھے جن کو ایک ایک دینار ترکہ ملا تھا اور ہشام بن عبدالملک نے بھی گیارہ بیٹے چھوڑے تھے جنہوں نے دس دس لاکھ درہم وراثت میں پائے تھے۔ لیکن میں نے

عمر کے بیٹیوں میں سے ایک کو دیکھا کہ اس نے ایک دن میں جہاد کے لئے سو گھوڑے دئے اور ہشام کے ایک بیٹے کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے صدقہ لے رہا تھا۔

سیرت عمر بن عبدالعزیز۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز شاہانہ جاہ و جلال اور سطوت و جبروت سے نہ صرف بری بلکہ بیزار تھے۔ انھوں نے اپنے عہد خلافت میں پھر ایکبار امت میں خلافت راشدہ کے عدل و مساوات کا نمونہ قائم کر دیا۔ رعایا کے اموال اور ان کے حقوق کی نگہداشت کی خلائق پر وہ اس طرح مہربان تھے جس طرح باپ اپنی اولاد پر شفقت کرتا ہے۔ ان کی آسائش کے لئے جا بجا سرائیں بنوائیں اور مہمان خانے تعمیر کرائے سابقہ ظلم و ستم سے جو خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں ان کی اصلاح کی۔

ان کے عدل و داد کی وجہ سے اہل ملک اس قدر خوش حال ہو گئے تھے کہ صدقہ لے کر فقراء کی تلاش میں نکلتے تھے اور کوئی لینے والا نہیں ملتا تھا۔ ان کے عہد میں ذمی کثرت سے مسلمان ہوئے اور ماوراء النہر کے امیروں اور سندھ کے راجاؤں نے اسلام قبول کیا۔

ان کو اپنی ذمہ داری کا اسی طرح احساس تھا جس طرح حضرت عمر کو تھا۔ اور غالباً یہی وجہ تھی کہ جب سے ان کے اوپر خلافت کا بار پڑا وہ نحیف و ناتوان ہوتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ پورے ڈھائی سال کا بھی زمانہ نہ گزرنے پایا کہ رحلت فرما گئے۔

ان کے تقوی اور خشیت الہی کا یہ عالم تھا کہ باوجود اس کے کہ ہمیشہ انھوں نے امیرانہ عیش و آرام سے زندگی گزاری تھی لیکن خلیفہ ہوتے ہی بالکل درویشانہ روش اختیار کرلی۔ اپنی بیوی فاطمہ کو جو خلیفہ عبدالملک کی بیٹی تھی سمجھاتے رہتے تھے کہ دنیا کی

چند روزہ تکلیف برداشت کرلینا زیادہ آسان ہو بہ نسبت اس کے کہ ہم آخرت میں جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوں۔

سب سے زیادہ ان کا مددگار اور معاون ان کا بیٹا **عبدالملک** تھا جس کی عمر سترہ سال کی تھی۔ جب وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا تو عمر بن عبدالعزیز نے آخری وقت میں اس سے کہا کہ بیٹے! تمہارا میرے نامۂ اعمال میں ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں تمہارے نامۂ اعمال میں ہوں۔ اس سعادتمند نے جواب دیا کہ مجھے اپنی آرزو کی بہ نسبت آپ کی خواہش زیادہ عزیز ہے۔

ہر چند کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ بہت کم رہا لیکن پھر بھی انھوں نے بہت کچھ اصلاحات کر دیں۔ اور خلافت کو اسی سطح پر لائے جس سطح پر وہ سابقین اولین کے عہد میں تھی۔

بنی امیہ عداوت کی وجہ سے امیر معاویہ کے زمانہ سے منبروں پر خطبوں میں حضرت **علی** کرم اللہ وجہہ پر لعن طعن کرتے تھے۔ اور یہ ان میں دستور ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں اس رسم بد کو بھی مٹا دیا اور اس کے بجائے خطبہ میں یہ آیت رکھدی۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان	اللہ حکم دیتا ہے عدل واحسان اور
وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن	قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کرنے کا اور بے حیائی
الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم	برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تم کو
لعلکم تذکرون۔	سمجھاتا ہے۔ کیا عجب کہ تم یاد رکھو۔

یزید ثانی

یزید بن عبد الملک ۶۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ سلیمان بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز کے بعد اس کو ولی عہد مقرر کر گیا تھا۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔

یزید نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی ان تمام اصلاحات کو جو عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ہوئی تھیں مٹا کر نظامِ حکومت پھر بنی امیہ کے پرانے دستور کے مطابق کر دیا۔

یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے شراب پینی شروع کی اور مغنیات کے راگ سننے میں وقت برباد کرنے لگا۔

فتنۂ ابن مہلب

یزید بن مہلب والی خراسان کو عمر بن عبد العزیز نے مال خراج کے ادا نہ کرنے پر قید کر رکھا تھا۔ اس نے قید خانہ میں جب ان کے مرض الموت کی خبر سنی تو اس ڈر سے کہ یزید بن عبد الملک کے ہات میں پڑ جاؤں گا تو وہ مجکو مار ڈالے گا۔ قید خانہ سے نکل کر بھاگا اور بصرہ میں آیا۔ یہاں کا والی عدی بن ارطاۃ تھا۔ اس کو نکال کر بصرہ پر اپنا قبضہ جما لیا اور فارس اور اہواز تک حکومت قائم کر لی۔ پھر اہل شام کے مقابلہ کے لئے بہت بڑی فوج جمع کی اور تقریر میں کہا کہ شامیوں سے جہاد کرنا ترک و دیلم کے جہاد سے بھی زیادہ افضل ہے۔ امام حسن بصری نے اس کی مخالفت کی لیکن لوگوں نے اس خیال سے کہ ابن مہلب سنے گا تو قتل کر دے گا انھیں خاموش کر دیا۔

وہ اس فوج کو لے کر واسط کی طرف آیا۔ شام سے یزید بن عبد الملک نے

اس کے مقابلہ کے لئے اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ لشکر روانہ کیا فریقین میں سخت خونریزی ہوئی۔ میدان جنگ میں یزید اور اس کا بھائی حبیب دونوں مارے گئے اور مسلمہ فتحیاب ہوا۔

بقیہ آل مہلب بصرہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر مشرق کی طرف بھاگے۔ ان کے تعاقب میں فوج کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ کرمان کے متصل جب وہ کشتیوں پر سے اتر کر خشکی کی راہ چلے تو مقام قندابیل میں اس دستہ سے مقابلہ ہوگیا۔ بجز دو بچوں ابو عتبہ بن مہلب اور عثمان بن مفضل بن مہلب کے کوئی ان میں سے زندہ نہیں چھوڑا گیا۔ اور مہلب جیسے عظیم الشان سپہ سالار کا کل خاندان جس کے کارنامے امت کے لئے مایۂ فخر ہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

مسلمہ کچھ دن تک عراق کا امیر رہا۔ پھر عمرو بن ہبیرہ فزاری وہاں کا والی مقرر ہوا۔

فتوحات

سمرقند کے ترکوں اور اہل سغد نے بغاوت کی۔ عمرو بن ہبیرہ نے سعید حرشی کو خراسان کا امیر مقرر کیا اور اس کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے پھر ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کو قابو میں کیا۔

بلاد خزر اور آرمینیہ میں ثبیت نہرانی سرحد پر متعین تھا۔ اہل خزر نے ترکوں وغیرہ سے مدد لے کر مرج حجارہ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی۔ اسلامی فوج کے زیادہ حصہ کو ہلاک کر ڈالا اور لوٹ لیا۔ ہزیمت خوردہ فوج بھاگ کر شام میں آئی۔ یزید بن عبدالملک نے جراح بن عبداللہ حکمی کو ایک لشکر گراں کے ساتھ اس طرف روانہ کیا۔ وہ [illegible] پہونچا۔

پھر خزر کی طرف بڑھا۔

دریائے کُر سے عبور کر کے ان کے متعدد مقامات پر قبضہ کیا۔ اہل خزر اپنے شاہزادہ کی ماتحتی میں مقابلے کے لئے آئے لیکن شکست کھا کر بھاگے اور مسلمانوں کو ان کے اوپر بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ وہاں سے آگے بڑھ کر ان کے ایک نہایت سنگین قلعہ پر قبضہ کیا۔ پھر بلنجر پر چڑھائی کی۔ سخت معرکہ ہوا۔ لیکن اللہ نے مدد کی اور مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔ جراح نے جو وہاں کے بادشاہ کے پاس بھاگ گیا تھا اس کے اہل وعیال کو بھیجدیا۔ یہ مہربانی دیکھ کر وہ خود حاضر ہو گیا۔ پھر اس کا سارا مال اس کو واپس کیا اور شہر بھی اس کے حوالہ کر دیا۔ اس شرط پر کہ وہ مسلمانوں کا وفادار اور دشمنوں کی حالت سے ان کو مطلع کرتا رہے۔

ولایت عہد

یزید نے بھی اپنے بعد اپنے بھائی ہشام اور اپنے بیٹے ولید کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنایا۔

وفات

۲۵۔ شعبان ۱۰۵ھ میں یزید بن عبد الملک نے مقام بلقاء میں وفات پائی اس کا سن ۴۰ سال کا تھا۔ ۴ سال ایک مہینہ خلیفہ رہا۔

ہشام بن عبدالملک

ہشام بن عبدالملک ۷۲ھ میں پیدا ہوا تھا جبکہ عبدالملک عراق میں مصعب بن زبیر کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا۔ اس کی والدہ عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل مخزومی تھی۔

اپنے بھائی یزید کے انتقال کے وقت یہ حمص میں مقیم تھا۔ وہیں بذریعہ برید کے عصا اور خاتم خلافت اس کو بھیجی گئی۔ وہاں سے دمشق میں آیا اور خلافت کی بیعت لی۔

ہشام حلیم الطبع۔ عاقل و فرزانہ خلیفہ تھا۔ اس نے ایک بار شرفا میں سے کسی کو گالی دی۔ اس نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ خلیفہ ہو کر بدزبانی کرتے ہو۔ ہشام نے ندامت سے سر جھکا لیا اور اس سے معافی مانگی۔

احوال داخلیہ

بنی امیہ کے عہد میں زمانہ جاہلیت کی طرح عربوں میں قومی عصبیت اور منافرت پیدا ہو گئی تھی۔ ہشام کا میلان زیادہ تر قحطانیوں کی طرف تھا اس وجہ سے اس نے عراق سے ابن ہبیرہ کو معزول کر کے اس کے بجائے خالد بن عبداللہ قسری کو جو قحطانیوں کا سردار تھا وہاں کا والی مقرر کیا۔ خالد نے اپنی طرف سے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا اور جنید بن عبدالرحمٰن کو سندھ کا عامل بنا کر بھیجا۔

اسد بن عبداللہ شجاع اور شیر دل تھا۔ اس نے ہرات اور غور کے کوہستانوں میں متعدد لڑائیاں لڑیں اور کامیاب رہا۔ ۱۰۸ھ میں اس نے بلخ کو آباد کیا۔ برمک جو مشہور برمکی خاندان کا باپ تھا اس نے اس شہر کی داغ بیل ڈالی اور عمارتیں بنوائیں۔ اس کے بعد

فوجی چھاونی کو جو بروقان میں تھی یہاں منتقل کرلیا۔

اسد بن عبداللہ میں قومی تعصب بہت زیادہ تھا۔ یعنی قحطان کا خیرخواہ تھا اور مضر کا مخالف۔ چنانچہ نصر بن سیار۔ عبدالرحمٰن بن نعیم۔ سورہ بن حر اور بختری بن ابی درہم کو جو بڑے بڑے نام آور صنادید مضر تھے کوڑوں سے پٹوا کر اور ان کے سر منڈوا کر اپنے بھائی خالد امیر عراق کے پاس بھیجدیا۔

ایک دن مجمع میں دوران تقریر میں اس نے کہا کہ میں مضر کا جو اہل نفاق و شقاق اور فتنہ جو و روباہ خو ہیں منہ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

اس کی اطلاع جب ہشام کو پہونچی تو اس نے خالد کو لکھا کہ تم اپنے بھائی اسد کو معزول کردو۔ ہشام نے خود اس کے بجائے اشرس بن عبداللہ سلمی کو خراسان کا عامل بنا کر بھیجا لیکن اس سے یہ کہدیا کہ تم جو کچھ مجھے لکھنا بتوسط خالد کے لکھنا۔

اشرس نیک نہاد اور فاضل آدمی تھا۔ اہل خراسان اس کی خوبیوں کی وجہ سے اس کو کامل کہتے تھے۔ اس نے ماوراءالنہر میں اشاعت اسلام کے لئے ابوصیدا، صالح بن طریف کو بھیجا۔ ان کی کوشش سے ذمی مسلمان ہونے لگے اور اس کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے کہ جزیہ کی آمدنی گھٹ گئی۔

بیت المال سے بتوسط اشرس کے امیر سمرقند کے نام حکم آیا کہ امسال تمہارے یہاں سے جزیہ کی بہت کم وصولی ہوئی ہے۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے اہل سغد نے دلی رغبت سے اسلام کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ محض جزیہ سے بچنے کے لئے اس دین میں داخل ہوگئے ہیں۔ لہذا تم دیکھو کہ ان میں سے جو ختنہ کرائے۔ قران پڑھے اور شرعی فرائض پابندی کے ساتھ ادا کرے اسی کا جزیہ چھوڑ دو اور باقیوں سے وصول کرو۔

یہ فرمان چونکہ اصولِ اسلام کے خلاف اور محض حکام کی زر پرستی کی بنیاد پر تھا جو چند پیسوں کی خاطر دین کی اشاعت میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے تھے اس لئے سب سے پہلے خود ابو صیداء نے اس کی مخالفت کی اور نو مسلموں سے کہا کہ تم ہرگز جزیہ کی رقم نہ ادا کرو بعض دیگر مسلمان امرا نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

اشرس کے امیر فوج نے ان لوگوں کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور اہل سغد پر جزیہ کے لئے سختی کرنی شروع کی۔ یہ دیکھ کر انھوں نے دین اسلام چھوڑ دیا اور باغی ہو کر ترکوں کے ساتھ مل گئے۔ ان کے مقابلہ کے لئے خود اشرس فوج لیکر گیا اور آمل کے متصل دریا کو عبور کیا۔ وہیں فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ مسلمان بہت مارے گئے۔ اور قریب تھا کہ شکست کھا جائیں لیکن اشرس کی ثابت قدمی کی وجہ سے میدان سے جنبش نہیں کی۔ آخر میں دشمن ہٹ کر بیکند کی طرف چلے گئے۔ اشرس بھی ان کی طرف بڑھا ترکوں نے ہر طرف سے پانی پر قبضہ کر لیا۔ اب پیاس کی وجہ سے تمام مسلمان جاں بہ لب ہو گئے۔ آخر ایک جماعت نے ہمت کر کے چشمہ پر سے غنیم کو ہٹا دیا۔ اور پانی لائی۔ پھر لڑائی ہوئی جس میں مسلمان غالب آئے۔

خاقان نے یہ خلفشار دیکھ کر خراسان کے اس زمانہ کے سب سے بڑے شہر کمرجہ پر حملہ کر دیا۔ جہاں کچھ مسلمان اور باقی سغدی۔ نسفی۔ فرغانی اور افشینی ذمی تھے مسلمانوں نے شہر کے دروازے بند کیے اور باوجود قلت تعداد کے مدافعت کے لئے تیار ہو گئے۔ عورتوں اور بچوں نے بھی شرکت کی۔

خاقان نے ہر چند ان کو دھمکایا لیکن انھوں نے کہلا بھیجا کہ جب تک ہمارا ایک بچہ بھی زندہ ہے ہم مدافعت کریں گے

اس نے جب کوئی صورت نہیں دیکھی تو اس بات پر صلح کی کہ ہم محاصرہ اٹھا کر چلے جاتے ہیں لیکن تم لوگ بھی اس شہر کو چھوڑ کر اپنا مال و اسباب لے کر دبوسیہ کی طرف چلے جاؤ۔ دونوں فریق نے اس معاہدہ پر ایک دوسرے کے آدمی رہن میں رکھے۔ خاقان چلا گیا۔ مسلمان وہاں سے نکل کر دبوسیہ میں آگئے۔ پھر ہر فریق نے ایک دوسرے کے آدمیوں کو رہن سے آزاد کر دیا۔

سنہ ۱۱۱ھ میں ہشام نے اشرس کو معزول کر کے جنید بن عبدالرحمن کو خراسان کا امیر بنایا۔ اس نے قحطانیوں کو یک قلم موقوف کر دیا اور چن چن کر مضری عمال مقرر کئے۔

جنید نے سنہ ۱۱۲ھ میں اٹھارہ ہزار فوج طخارستان کی طرف اور بارہ ہزار دوسری طرف بھیجی۔ اسی درمیان میں سورہ بن الحر امیر سمرقند نے لکھا کہ خاقان نے حملہ کر دیا ہے۔ میرے پاس اس کی مدافعت کے لئے فوج کافی نہیں ہے فوراً مدد بھیجئے۔

جنید کے پاس اس وقت فوج تھوڑی تھی۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ جب تک پچاس ہزار سپاہ نہ ہو امیر خراسان کو دریا پار نہیں جانا چاہئے۔ اس نے کہا کہ سبحان اللہ وہاں سورہ مصیبت میں گرفتار ہے۔ یہاں ہم پچاس ہزار کا انتظار کریں۔ بے تامل جیحوں کو عبور کر کے آگے بڑھا۔ جب سمرقند چار فرسخ رہ گیا تو خاقان نے ایک ٹڈی دل فوج کے ساتھ آکر راستہ روکا۔ جنید نے پہاڑ کو اپنے پس پشت رکھ کر مقابلہ کیا۔ سخت لڑائی ہوئی اور کئی روز تک جاری رہی۔ باوجود قلت تعداد کے مسلمانوں نے بے نظیر شجاعت کا اظہار کیا۔ جنید نے معرکہ کی شدت دیکھ کر سورہ کو لکھا کہ تم بھی ایسی حالت

میں سمرقند سے نکل کر حملہ کرو ۔ اس کے پاس کل بارہ ہزار سپاہی تھے ان کو لئے ہوئے وہ بڑھا ۔ جب دونوں اسلامی فوجوں میں صرف ایک فرسنخ کا فاصلہ رہ گیا تو ترک بیچ میں آ گئے ۔ سورہ نے بڑی پامردی سے مقابلہ کیا ۔ ترک آخر میں شکست کھا کر میدان سے ہٹ گئے ۔ لیکن گرد و غبار کی کثرت سے کچھ نظر نہیں آتا تھا ۔ پہاڑ کے ایک غار میں دونوں طرف کے بہت سے آدمی گر کر ہلاک ہو گئے خود سورہ بھی گرا اور اس کے ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اس کی وجہ سے مسلمانوں میں ابتری پھیل گئی ۔ بیشتر ترکوں کے ہات سے مارے گئے اور بہت کم بچے ۔

جنید نے دوسری سمت سے غنیم پر حملہ کر کے اس کو ہزیمت فاش دی اور سمرقند میں داخل ہو گیا ۔ وہاں سے مسلمانوں کے اہل و عیال لے کر ترو میں آیا ۔

چار مہینہ بعد خاقان نے پھر بخارا پر چڑھائی کی ۔ جنید نے بڑھکر پھر راستہ میں روکا اور مار کر بھگا دیا ۔

سنہ ۱۱۶ھ میں جنید خراسان کی امارت سے معزول کیا گیا اور اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ اس نے یزید بن مہلب کی بیٹی فاضلہ سے نکاح کر لیا تھا اس پر ہشام اس قدر برہم تھا کہ اس نے عاصم بن عبداللہ ہلالی کو خراسان کا امیر بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ جنید اگر سکرات موت کی حالت میں بھی تم کو ملے تو اس کا گلا گھونٹ دینا ۔ لیکن جنید کو اللہ تعالیٰ نے اس کینہ پرور خلیفہ کے انتقام لینے سے پہلے ہی دنیا سے اٹھا لیا ۔ عاصم نے خراسان پہونچکر جب اس کو نپایا تو اس کے جسقدر عمال تھے ان کو قید کر دیا ۔

عاصم نے ہشام کو لکھا کہ چونکہ دارالخلافہ یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے اس لئے خراسان کا الحاق اگر عراق کے ساتھ رہے تو بہتر ہے کیونکہ قرب کی وجہ سے یہاں سے

بر وقت ضرورت امداد کے لئے فوجیں جلد آسکتی ہیں۔ ہشام نے اس کو منظور کیا۔

اس کے بعد عاصم کو معزول کر کے پھر اسد بن عبداللہ کو خراسان میں بھیج دیا اور اس کو اس کے بھائی خالد والیٔ عراق کا ماتحت کر دیا۔

عاصم نے بغاوت کرنی چاہی لیکن اہل لشکر نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ اسد نے آکر اس کو قید کیا اور جنید کے عمال کو جو قید خانے میں تھے رہا کیا۔

خاقان نے پھر سر اٹھایا۔ اسد نے جوزجاں میں اس کو شکست دی اور اس کے سارے مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بلخ کو جو خود اس کا آباد کیا ہوا تھا اپنا مرکز بنایا۔ اس کے عہد میں مشرق میں پھر اسلامی شوکت قائم ہو گئی اور امن و امان کے ساتھ لوگ رہنے لگے۔

سنہ ۱۱۹ھ میں اسد نے ختل پر فوجکشی کی اور وہاں کے قلعہ پر قبضہ کر کے اطراف و دیار میں فوج کے دستے بھیجے اور رئیسول اور امیروں کو تابع فرمان بنایا۔

سنہ ۱۲۰ھ میں اس نے بلخ میں وفات پائی۔ اس کے بجائے نصر بن سیار امیر خراسان ہوا نصر نے مشرق میں بہت سی لڑائیاں لڑیں اور ہر ایک میں کامیاب رہا اس نے نومسلموں کا جزیہ بھی جس کے اوپر پہلے بہت کچھ فساد ہو چکا تھا معاف کر دیا جس کی وجہ سے وہاں کثرت کے ساتھ اسلام پھیلنے لگا۔

سنہ ۱۲۰ھ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ قسری کو عراق سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو وہاں کا امیر بنایا۔ اس شخص میں متضاد صفتیں تھیں۔ ایک طرف تو نہایت عبادت گزار، متواضع اور شیریں سخن تھا۔ دعا میں بہت گریہ وزاری کیا کرتا تھا اور فجر کی نماز کے بعد سے ورد و ظیفہ میں مصروف رہ کر اشراق پڑھکر مصلے سے

اٹھتا تھا۔ دوسری طرف نہایت جاہل۔سفاک۔بے رحم اور احمق تھا۔کتب محاضرات میں اس کی حماقت کے بہت سے قصے مندرج ہیں۔

کوئی کپڑا خریدنے کیلئے جب دیکھنے کو منگاتا تو پہلے اس پر ہات پھیرتا۔ اگر اس کا کوئی تار ناخون میں الجھ جاتا تو کپڑے والے کو یا تو قید کر دیتا یا اس کے ہاتھ کٹوا لیتا۔

امام زید

یوسف بن عمر ثقفی کے عہدِ امارت میں ۱۲۲ھ میں امام زید بن علی بن حسینؓ نے علمِ مخالفت بلند کیا۔ان کے ہات پر کوفہ کے پندرہ ہزار آدمیوں نے مخفی طور پر بیعت کی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے حامیوں میں تھے۔بعض لوگوں نے امام زید کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی اور سمجھایا کہ اہلِ کوفہ اعتماد کے قابل نہیں ہیں لیکن انھوں نے نہیں مانا۔

جب یوسف فوج کو لے کر چلا اور مقابلے کا وقت آیا تو کوفیوں نے امام زید سے پوچھا کہ آپ شیخین کے بارہ میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ اللہ ان کے اوپر رحم فرمائے۔اور ان کی مغفرت کرے۔ہم نے اپنے اہلِ بیت میں سے کسی کو ان کے متعلق کوئی برا کلمہ کہتے نہیں سنا۔زیادہ سے زیادہ ان کے بارہ میں ہماری جماعت کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم خلافت کے حقدار تھے۔ان لوگوں نے ہمارا خیال نہ کیا اور خود اس کے متولی ہوگئے لیکن اس سے وہ کافر نہیں ہوئے کیونکہ انھوں نے عدل و انصاف کیا اور کتاب و سنت پر عمل کرتے رہے۔

اہلِ کوفہ نے کہا کہ جب وہ آپ سے خلافت چھین کر ظالم نہیں قرار پائے

تو پھر بنی امیہ سے جہاد کرنے کی آپ کیوں دعوت دے رہے ہیں؟ امام زید نے کہا کہ اِن کی حالت اُن سے مختلف ہے۔ یہ لوگ ہمارے اوپر۔ تمہارے اوپر اور خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو تمہارے حق میں بہتر ہے ورنہ تمہارا حساب تمہارے ذمہ ہے۔ یہ سنکر کوفیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اس وجہ سے امام زید نے ان کو رافضی کہا۔ اسی دن سے ان کا یہ لقب ہو گیا۔

امام زید کے پاس صرف دو سَو آدمی رہ گئے تھے۔ آخر وہ قتل ہوئے اور دفن کر دئے گئے۔ یوسف نے قبر سے نکلوا کر ان کے جسم کو سولی پر چڑھا دیا۔ اور سر کاٹ کر ہشام کے پاس بھیجا۔ اس نے دمشق کے دروازہ پر لٹکا دیا۔

یمن کی ایک جماعت انھیں امام زید کی پیرو ہے جو زیدی کہی جاتی ہے۔

آرمینیہ اور آذربائجان میں جراح بن عبداللہ امیر فوج تھا اس نے بلنجر تک فتح کیا۔ سنہ۱۰ھ میں ہشام نے اسے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ کو وہاں بھیجا اس نے اپنی طرف سے حارث بن عمر طائی کو نائب مقرر کر کے سرحد پر رکھا۔ حارث نے متعدد شہر فتح کئے۔ سنہ۱۱۰ھ میں مسلمہ خود فوج لے کر گیا اور مقام لاآن کے متصل ترکوں سے جنگ کر کے ان کو شکست دی۔ سنہ۱۱۱ھ میں ہشام نے مسلمہ کو واپس بلا کر پھر جراح کو بھیجا۔ اس نے تفلیس کی طرف سے بلاد خزر پر چڑھائی کی۔

اہل خزر نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ ترک بھی امداد کو آ گئے اور نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ آخر کار اردبیل میں جراح شہید ہو گیا اور اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ اس فتح سے اہل خزر کی ہمت بڑھ گئی۔ انہوں نے اسلامی مفتوحہ علاقوں پر قبضہ

کرتے ہوئے موصل کی طرف پیشقدمی کی جس کی وجہ سے عالم اسلامی میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔

ہشام نے سعید حرشی سابق والی خراسان کو ایک فوج گراں دے کر روانہ کیا اور پھر برابر کمک پر کمک بھیجنی شروع کی۔ مقام ازرن میں جراح کی ہزیمت خوردہ فوج بھی مل گئی۔ سعید نے اس کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور پھر رفتہ رفتہ ایک ایک شہر اور ایک ایک قلعہ سے غنیم کو نکالتے ہوئے اردبیل تک پہنچا۔ وہاں اس کو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک فوج چند فرسنخ کے فاصلے پر پڑی ہوئی ہے جس کے ہات میں پانچہزار مسلمان قیدی ہیں۔ رات کو ان پر شبخون کیا دشمن کا ایک فرد بھی قتل سے نہ بچ سکا اور کل مسلمان قیدی آزاد ہو گئے۔ ان کو لئے ہوئے باجرواں میں پہونچکر قیام کیا۔

اہل خزر پھر جمع ہو کر مقابلہ میں آئے لیکن سعید نے ان کو ایسا پامال کیا کہ وہ منہ پھیر کر بھاگے اور سارا مفتوحہ علاقہ چھوڑ گئے۔

ہشام نے سعید کے بجائے پھر مسلمہ کو بھیجا۔ اس کے مقابلہ کے لئے اہل خزر جتھا باندھ کر آئے۔ مسلمہ نے دیکھا کہ اسلامی فوج بہت تھوڑی ہے اس لئے تمام مال و متاع و خیمہ و خرگاہ چھوڑ کر بچوں اور عورتوں کو آگے اور فوج کو پیچھے رکھ کر ایک ایک دن میں دو دو مرحلے طے کرتا ہوا دربند میں بھاگ آیا۔ وہاں پہونچنے کے ساتھ ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

سنہ ۱۱۳ھ میں مروان بن محمد کو ہشام نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج دے کر بلنجر کی طرف بھیجا۔ اس کی قوت دیکھکر سواحل بحر خزر کے امراء اور رؤساء نے بلا جنگ آکر مصالحت کر لی اور سارے جھگڑے مٹ گئے۔

شمال میں رومیوں کے ساتھ جنگ کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ شواتی اور صوائف اپنے اپنے موسم میں ان کے مقابلہ میں بھیجی جاتی تھیں جن کے سپہ سالار بیشتر خاندان خلافت کے افراد ہوتے تھے مثلاً مسلمہ بن عبد الملک۔ مروان بن محمد۔ عباس بن ولید۔ معاویہ بن ہشام۔ سعید بن ہشام اور سلیمان بن ہشام۔ ان لوگوں نے رومیوں پر متعدد فتوحات حاصل کیں۔

ان معرکوں میں سب سے زیادہ جس شخص نے شہرت حاصل کی وہ عبد اللہ بطّال تھا۔ اس کو عبد الملک نے جزیرہ اور شام کی دس ہزار فوج کا امیر بنا کر اپنے بیٹے مسلمہ کے مقدمہ لشکر پر متعین کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ عبد الوہاب بن بخت بھی ایک جانباز اور سرفروش شہسوار تھا۔ ان دونوں کی تاخت و تاراج سے رومی عاجز تھے۔ وہ ان کے نام سے لرزتے تھے اور ان کے متعلق ان میں طرح طرح کے عجیب و غریب قصے مشہور تھے۔ سنہ ۱۱۳ھ میں عبد الوہاب نے اور سنہ ۱۲۲ھ میں بطّال نے شہادت پائی۔ داستان امیر حمزہ کی طرح ان دونوں بہادروں کے افسانے عربی میں دُلہمہ کے نام سے لکھے گئے۔

بحری فوج بھی برابر مصروف پیکار رہتی تھی۔ عبد الرحمٰن بن معاویہ بن خدیج امیر البحر تھا۔ افریقہ میں بنی امیہ کا سب سے بڑا سپہدار عبد اللہ بن عقبہ تھا جو اندلس کی مہموں کو سر کرتا رہتا تھا۔ حجاز کا والی محمد بن ہشام مخزومی تھا۔ وہی بیشتر امیر حج مقرر ہوتا تھا۔

ہشام کے زمانہ میں ممالک اسلامیہ کی اجمالی حالت یہی تھی ہر سرحد اقوام پر اسلامی قوت اور شوکت غالب تھی۔ خزانے معمور تھے اور رعایا خوشحال تھی۔

ہشام کے عہد میں ایک بہت بڑی خرابی بھی پیدا ہو گئی۔ وہ یہ کہ اس نے عربی قبائل کے لوگوں میں جاہلانہ عصبیت کو بہت بڑھا دیا جو تھوڑے دنوں کے بعد بنی امیہ کی خلافت کی

تباہی کا موجب ہوئی۔

ولایت عہد

یزید بن عبدالملک کی وصیت کے مطابق ہشام کے بعد ولید بن یزید ولی عہد تھا۔ ہشام چاہتا تھا کہ اس کو معزول کرکے اس کے بجائے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنائے۔ بہت سے امراء کو ہمخیال بنایا لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ اس رنجش سے وہ ولید کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا رہا۔ یہاں تک کہ ولید کا مزاج خراب اور غصہ ناک ہوگیا۔

وفات

۶ ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں ہشام نے وفات پائی۔ اس کی خلافت ۱۹ سال ۷ مہینہ اور ۱۱ روز رہی

ولید ثانی

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان۔ اس کی والدہ ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی تھی۔

ہشام کی موت کے بعد جب یہ خلیفہ ہوا تو اس نے اپنے سلف کے دستور کے مطابق مخالفوں سے انتقام لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے ہشام کے اہل و عیال کے مال وجائداد کو ضبط کیا۔ اس کے بعد جن امراء نے اس کو ولی عہدی سے معزول کرانے میں ہشام کی موافقت کی تھی ان کی طرف متوجہ ہوا۔ ہشام بن اسماعیل مخزومی والی مدینہ کے دونوں بیٹے محمد و ابراہیم کو گرفتار کرکے کوڑوں سے پٹوایا۔ پھر ان کو یوسف بن عمر ثقفی والی عراق کے سپرد کر دیا۔ اس نے اس قدر ستایا کہ دونوں مر گئے۔

سلیمان بن ہشام کے سو کوڑے مارے اور سر اور ڈاڑھی منڈوا کر شام سے عمان کی طرف نکلوا دیا۔ اور یزید بن ہشام و نیز ولید بن عبد الملک کے کئی بیٹوں کو قید کر دیا۔ روح بن ولید اور اس کی بیوی میں جدائی کرادی۔

نیز خالد قسری کو گرفتار کر کے یوسف بن عمر والیٔ عراق کے پاس بھیجدیا۔ اس نے عذاب دے دے کر اس کو مار ڈالا۔

ولید کے یہ ظلم و ستم دیکھکر قضاعہ اور اہل یمن کے دل اس سے بیزار ہوگئے اور زیادہ تر یہی لوگ فوج میں تھے۔

بنی امیہ بھی خود اس کے دشمن ہوگئے اور انھوں نے اس کے متعلق طرح طرح کی افواہیں مشہور کرنی شروع کیں۔ سب سے زیادہ یزید بن ولید بن عبد الملک اس کی برائیاں کرنے لگا اور وہ چونکہ عابد اور زاہد آدمی تھا اس کی باتوں کا لوگوں پر اثر ہوا اس لئے تمام خاص و عام ولید کے دشمن ہوگئے اور مخفی طور پر یزید مذکور کے ہات پر بیعت کی اور اس کا ساتھ دیا۔ اس نے دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا۔ جب ولید محل میں محصور ہوگیا تو قرآن مجید کو کھول کر تلاوت کرنے بیٹھ گیا اور کہا کہ آج میری وہی حالت ہے جو خلیفہ مظلوم حضرت عثمان کی ہوئی تھی۔ لوگوں نے اندر پہونچکر اس کا سر کاٹ لیا اور اس کو نیزے پر رکھ کر شہر میں پھرایا۔ اس کے قتل کا واقعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۶ھ میں ہوا۔ مدت خلافت ایک سال تین مہینہ تھی۔ اس قتل سے بنی امیہ پر مصیبت کا دروازہ کھل گیا۔

یزید ثالث

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان ۔ اس کی والدہ فیروز پسر یزدگرد شاہ ایران کی بیٹی تھی ۔ جس کا نام شاہ آفرید تھا ۔

ولید کے قتل کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی ۔ اس کا لقب یزید ناقص ہے کیونکہ ولید نے فوج کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا تھا اس نے اس کو گھٹا دیا ۔

یزید اگرچہ نیک نیت تھا لیکن بنی امیہ نے اس کو ولید کے قتل کا مجرم قرار دیا ۔ سب سے پہلے مروان بن عبداللہ بن عبدالملک نے جو حمص کا امیر تھا ولید کے خون کے انتقام کے لئے اہل حمص کو آمادہ کیا اور معاویہ بن یزید بن حصین کی ماتحتی میں ان کو دارالخلافہ کی طرف بھیجا ۔ یزید نے ان کے پاس یعقوب بن ہانی کی زبانی کہلا بھیجا کہ میں اپنی ذات کے لئے خلافت کا خواہاں نہیں ہوں بلکہ جو شخص مشورۂ عام سے خلیفہ بنایا جائے اس کو تسلیم کر لینے کے واسطے تیار ہوں ۔ تم لوگ باہمی خونریزی سے باز آؤ ۔ لیکن اہل حمص اس پر راضی نہیں ہوئے ۔ انہوں نے ولید کے خون کا مطالبہ کیا ۔ مجبور ہو کر یزید نے سلیمان بن ہشام کو فوج دے کر ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا ۔ اہل حمص اکثر مارے گئے ۔ جو باقی رہے انہوں نے یزید کے ہات پر بیعت کی ۔

اہل فلسطین نے بھی حمص والوں کی تقلید کی اور اپنے عامل کو نکال کر یزید بن سلیمان بن عبدالملک کو امیر بنایا ۔

اہل اردن بھی ان کے ساتھ مل گئے ۔ ان کا سردار محمد بن عبدالملک تھا ۔ ان دونوں جماعتوں کی تعداد ۸۰ ہزار تھی ۔ لیکن چونکہ ان میں آپس میں اختلاف واقع ہو گیا

اس وجہ سے یہ بھی شکست کھا کر یزید کی بیعت پر مجبور ہوئے۔

شام میں شقاق وافتراق کی یہ حالت تھی ادھر مشرق میں معاملہ اس سے بھی زیادہ سخت تھا۔ یزید نے یوسف بن عمر کو موقوف کر کے کوفہ کا والی منصور بن جمہور کو مقرر کیا تھا۔ اس نے اہل عراق سے یزید کے لئے بیعت لی اور اپنی طرف سے مشرقی صوبوں کے عمال مقرر کر کے بھیجے۔ نصر بن سیار امیر خراسان نے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور منصور کے عمال کو واپس بھیج دیا۔ جدیع بن علی ایک یمنی رئیس جو کرمان میں پیدا ہونے کی وجہ سے کرمانی کے لقب سے مشہور تھا نصر بن سیار کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ قحطانی عرب اس کے ساتھ ہو گئے اور مضری قبائل نے قومی عصبیت کی وجہ سے نصر کی حمایت کی۔ نصر نے کرمانی کو پکڑ کر قید کر دیا۔ لیکن قحطانی اس کو چھڑا لے گئے۔ فریقین میں جنگ ہونے والی تھی مگر بعض لوگوں کی کوشش سے صلح ہو گئی لیکن وہ صلح اسی قسم کی تھی کہ دونوں ایک دوسرے سے پرحذر اور پرخطر تھے۔

ولایت عہد

یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن ولید اور پھر عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کو یکے بعد دیگرے ولی عہد مقرر کیا۔

وفات

یزید صرف ۵ مہینہ ۲۲ دن خلافت کر کے ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۶ھ میں انتقال کر گیا۔

اس کی وصیت کے مطابق ابراہیم خلیفہ ہوا۔ لیکن مروان بن محمد جو جزیرہ کا والی تھا اس کی خلافت پر رضامند نہ ہوا اور فوجیں لیکر شام کی طرف چلا۔ حمص اور قنسرین پر قبضہ کر کے دمشق کی طرف بڑھا خفیف مقابلہ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنی خلافت کی بیعت لی۔

ابراہیم خوف سے بھاگ گیا لیکن مروان نے اس کو امان دیدی۔ چونکہ ابراہیم کی خلافت مروان کی وجہ سے قائم نہیں ہوسکی اس لئے اکثر مورخین نے اس کو خلفا میں نہیں شمار کیا ہے۔

مروان ثانی

مروان بن محمد بن مروان بن حکم۔ اس کی والدہ کردستان کی ایک کنیز تھی جو پہلے ابراہیم اشتر کے پاس تھی۔ اس کے قتل کے بعد محمد نے اس کو لے لیا تھا اسی کے شکم سے ۷۰ھ میں مروان پیدا ہوا۔

مروان نہایت طاقتور اور توانا شخص تھا۔ اس کی جفاکشی کی وجہ سے لوگ اسے حمار کہتے تھے۔ افراد بنی امیہ میں شجاعت اور فن سپہگری میں ممتاز تھا۔ متعدد لڑائیوں میں کامیابی حاصل کی اور بلاد خزر پر اسی کی کوشش سے پورا تسلط قائم ہوا۔

۱۲۷ھ میں جب ابراہیم پر غلبہ پاکر دمشق میں داخل ہوا تو وہاں اس کی خلافت کی بیعت ہوئی۔

اس کا عہد شروع سے آخر تک شورش اور اضطراب کا عہد رہا یہاں تک کہ بنی امیہ کے ہاتھ سے خلافت بھی اسی میں جاتی رہی۔

سب سے پہلا حادثہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں امامت کا دعویٰ کیا۔ ان کے ساتھ شیعہ کی ایک کثیر تعداد تھی۔ اس زمانہ میں عراق کے والی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے بیٹے عبداللہ تھے۔ جن کی لوگ بہت عزت اور محبت کرتے تھے انھوں نے ابن معاویہ کو مغلوب کر کے گرفتار کیا اور عراق سے نکالدیا۔

پھر شام میں تو درو سا۔ بنی امیہ کی سازش سے مروان کے خلاف بغاوت پر بغاوت

ہونے لگی۔ اہل حمص سب سے پہلے مقابلہ میں آئے۔ مروان نے بہت کشت خون کے بعد اُن کو مغلوب کیا۔ اس کے بعد اہل غوطہ نے مخالفت کی اُنھوں نے بھی بہت نقصان اُٹھایا۔ پھر فلسطین کے لوگوں نے بغاوت کی ان کا بھی وہی نتیجہ ہوا۔ آخر میں سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اپنی خلافت کا دعویٰ لے کر کھڑا ہوا بیشتر اہل شام اس کے ساتھ شریک ہوگئے مروان قرقیسا میں تھا۔ وہاں سے فوج لیکر مقابلہ کے لیئے آیا سلیمان نے شکست کھائی۔ اور میدان میں تیس ہزار لاشیں چھوڑ کر حمص کی طرف بھاگا۔ مروان نے تعاقب کیا۔ وہ تدمر کی طرف نکل گیا۔ اور ہاتھ نہ آیا۔

خوارج

اِدھر یہ خانہ جنگیاں ہورہی تھیں۔ اُدھر عراق میں خوارج نے سر اُٹھایا۔ ان کا سردار ضحاک بن قیس شیبانی تھا۔ اس نے کوفہ پر قبضہ کرلیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز والی عراق وہاں سے بھاگ کر واسط میں پناہ گزیں ہوئے۔ لیکن ضحاک نے وہیں آکر ان کو پکڑ لیا۔ اور جبراً ان سے بیعت لی سلیمان بن ہشام بھی مروان سے زک اُٹھاکر ضحاک کے ساتھ مل گیا۔ اب اس کا زور بڑھ گیا۔ اور اس نے موصل پر چڑھائی کی۔ مروان نے اپنے بیٹے عبداللہ والی جزیرہ کو لکھا کہ ضحاک کو اِدھر آنے سے روکو۔ وہ سات ہزار فوج لے کر نصیبین میں آیا۔ ضحاک کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھے۔ اس نے نصیبین کا محاصرہ کرلیا۔ مروان اطلاع پاکر اپنی کل فوج لے کر آگیا۔ سخت جنگ کے بعد ضحاک مارا گیا۔ خوارج نے سعید بن بہدل کو اپنا امیر بنالیا۔ اس نے مروان کے لشکر پر حملہ کیا۔ قلب کو توڑتا ہوا خود مروان کے خیمہ تک پہونچ گیا۔ لیکن وہاں مارا گیا۔ اس کے بعد شیبان بن عبدالعزیز خارجیوں کا سرلشکر ہوا۔ لیکن اس نے دیکھا

کہ اس کی جماعت کے لوگ ساتھ چھوڑ چھوڑ کر الگ ہونے لگے اس لیے موصل میں آ گیا۔ مروان نے بھی تعاقب کیا۔ چھ مہینہ تک موصل پر جنگ ہوتی رہی۔

مروان نے اس درمیان میں یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا والی بنا کر بھیجا اس نے وہاں سے خوارج کو نکال کر ان کی جائدادیں ضبط کرلیں۔ اور شیبان کے مقابلہ کے لیئے ایک فوج بھیجی۔ شیبان نے جب سنا تو اس خوف سے کہ کہیں عراقی اور شامی دونوں فوجوں کے درمیان میں نہ پڑ جائے موصل چھوڑ کر فارس کی طرف چلا۔ راستہ میں مقام جیرفت میں عراقی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا شکست کھا کر سیستان کی طرف بھاگا اور وہیں سنہ ۱۳۰ھ میں ہلاک ہو گیا۔

اسی زمانہ میں ابوحمزہ مختار بن عوف ازدی نے بغاوت کی حضرموت کا رئیس عبداللہ بن یحییٰ بھی اس کے ساتھ شریک ہو گیا۔ ابوحمزہ نے پہلے مدینہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد شام کی طرف بڑھا۔ مروان نے ابن عطیہ سعدی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ وادی قرے میں فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ابوحمزہ مارا گیا۔ ابن عطیہ وہاں سے روانہ ہو کر یمن میں عبداللہ بن یحییٰ کی گوشمالی کے لیئے گیا۔ اور اُس کو قتل کر کے اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا۔

خاتمہ

شیعہ بنی عباس خراسان میں ایک مدت سے اپنی کوشش میں مصروف تھے بنی امیہ کی اس باہمی کشاکش اور خوارج کی شورشوں میں ان کو اپنے لیئے میدان صاف مل گیا۔ چنانچہ بنی عباس کے سب سے بڑے حامی ابومسلم خراسانی نے وہاں اپنا پورا تسلط جما لیا۔ پھر قحطبہ بن شبیب کو کوفہ کی طرف بھیجا۔ وہاں ربیع الاول سنہ ۱۳۲ھ میں پہلے عباسی خلیفہ

ابوالعباس سفاح کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور اس کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا اس نے عبداللہ بن علی کی ماتحتی میں ایک لشکر گراں مروان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دریائے زاب پر مقابلہ ہوا۔ مروان شکست کھا کر مصر کی طرف چلا گیا۔ صالح بن علی اس کے تعاقب میں تھا۔ مصر کے ایک گاؤں بوصیر کے کنیسہ میں مروان نے قیام کیا۔ صالح نے پہونچ کر اس کو پکڑا اور ۲۸ ذی حجہ ۱۳۲ھ میں قتل کر دیا۔ اس دن خلافت بنی امیہ کا خاتمہ اور خلافت بنی عباس کا آغاز ہو گیا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ؕ

خلافت بنی اُمیہ کے اسبابِ زوال

(۱) بنی اُمیہ اُمت کی رضامندی اور مشورہ سے خلافت کے متولی نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ انھوں نے قوت اور غلبہ سے اس پر تسلط کر لیا تھا کیونکہ امیر معاویہ نے شامی فوجوں کی مدد سے عراق اور حجاز سے بیعت حاصل کی تھی۔ گو اُس وقت ظاہر میں سب لوگوں نے ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا لیکن بہت سے دلوں میں مخالفت کی آگ دبی ہوئی تھی۔ اُمت کی دو جماعتیں ان کے خلاف تھیں۔ یعنی خوارج اور شیعہ بنی ہاشم۔

اول الذکر فرقہ نہایت جنگجو۔ بے باک اور اپنے دعاوی پر جان فدا کر دینے والا تھا۔ اور دوسرا گروہ جس کی تعداد عراق میں زیادہ تھی اہل بیت کی امامت اور ان کی حمایت کا دعویدار تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ کا شرف رکھتے تھے۔ اس لیئے اُمت کے بہت سے افراد کو اپنے ساتھ ملا لینا ان کے لیئے بہت آسان تھا۔

ایسی صورت میں بنی اُمیہ کو اپنی خلافت سنبھالنے کے لیئے نہایت احتیاط، حزم، دور اندیشی۔ اور ان سب سے زیادہ عدل و انصاف اور رحم گستری کی ضرورت تھی تاکہ اُمت کے دلوں میں ان کی وقعت اور محبت پیدا ہو جائے۔ اور کسی جماعت کی مخالفت یا سازش سے اس کی بنیاد میں تزلزل نہ پیدا ہو سکے۔

امیر معاویہ اس حقیقت سے آگاہ تھے۔ اُنھوں نے رؤسا بنی ہاشم اور کبار شیعہ کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیئے۔ اور ان کی خاطر مدارات کرکے ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ جس سے مخالفت کا جوش دب گیا۔ اور نفرت کم ہوگئی۔

لیکن باوجود حلم دانشمندی اور دوربینی کے اُنھوں نے منبروں پر خطبوں میں حضرت علیؓ پر لعن وطعن کو جو جاری رکھا یہ ایسی سیاسی غلطی تھی کہ اس سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس کی وجہ سے بلا کسی فائدہ کے لوگوں اور خاصکر شیعہ کے دلوں میں غم وغصہ کی آگ بھڑکتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ بعض لوگ جو اس کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اُٹھ کر رودررو خود خلفا یا امرا کی تردید کر دیتے تھے۔ اس پر ان کو سزا دی جاتی تھی۔ جس کی بدولت لوگوں میں کینہ کا جوش اور بڑھتا تھا۔

علاوہ بریں سیاسی حیثیت سے قطع نظر کرکے خود شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ کسی مردہ کو بُرائی کے ساتھ یاد کیا جائے۔ چہ جائے کہ حضرت علی جیسے سالار امت کو جس نے اس وقت سے اسلام کی حمایت کی جب سے کہ اس کا ظہور ہوا۔

امیر معاویہ کے بعد ان کے جانشینوں نے اپنی قوت اور سطوت کے غرور میں مخالفین کی استمالت کی طرف توجہ نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ قہر اور غلبہ سے ان کو دباتے رہے چنانچہ سب سے پہلے امام حسین اور پھر امام زید اور عبداللہ بن معاویہ کا واقعہ پیش آیا۔ ان کی وجہ سے شیعہ میں انتقام کا شعلہ بھڑک اُٹھا۔

(۲) بنی اُمیہ اور خاصکر ہشام نے عربی قبائل میں زمانہ جاہلیت کی عصبیت کو جس کو اسلام نے فنا کر دیا تھا پھر زندہ کر دیا سب سے پہلے اس کا ظہور مروان کے عہد میں ہوا۔ مرج راہط میں ایک طرف ضحاک کے ساتھ قیس عیلان کے قبائل تھے۔ دوسری طرف

مروان کے ساتھ بنی کلب تھے۔ اس وقت مروان فتحیاب ہوگیا۔ لیکن خلیفہ ہوجانے کے بعد حبیب بن زیاد کے ساتھ عراق کی طرف مختار بن ابی عبید کے مقابلہ کے لیئے فوج بھیجی اور اس کے میسرہ کا امیر عمر بن حباب سلمی کو جو قیس عیلان میں سے تھا مقرر کیا تو اس نے عین اُس وقت جبکہ ابن زیاد کی فتح ہونے والی تھی قومی عصبیت کی وجہ سے میدانِ جنگ چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ ہم کشتگانِ مرج راہط کے قاتلوں کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آخرکار ابن زیاد کو بجائے فتح کے شکست نصیب ہوئی۔ اور بیشتر اہل شام معہ اس کے مارے گئے۔

اس زمانہ کے شعراء جریر۔ فرزدق اور اخطل وغیرہ بھی جیسا کہ ان کا کلام شاہد ہے اس حمیت جاہلیت کے بھڑکانے میں اپنے اشعار سے مدد پہونچاتے تھے۔ اور تفریق کا شیطان ان کی زبانوں سے بولتا تھا۔

خراسان میں یہ قومی منافرت بہت زیادہ تھی۔ وہاں قحطانی اور نزاری عربوں میں مخالفت تھی۔ پھر نزاریوں میں بھی ربیعہ اور مضر میں عداوت قائم تھی۔ اور مضر کی دونوں شاخوں قیس عیلان اور تمیم میں دشمنی تھی۔ خلفاء و امراء اپنے سیاسی مقاصد کے لحاظ سے اس خبیث روح کو ان میں تازہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کبھی کسی یمنی کو مقرر کر دیتے تھے وہ نزاریوں کو نکال دیتا تھا۔ پھر جب اُس سے کسی بات کا اندیشہ ہوتا تھا تو اس کی بجائے نزاری یا مضری امیر بھیج دیتے تھے۔ وہ اپنے حریفوں کا استیصال کر دیتا تھا۔ اور یہ نہیں سوچتے تھے کہ وہ اس جاہلانہ قومی منافرت کو پیدا کر کے شوکت خلافت اور امت عربیہ کی طاقت کو توڑ رہے ہیں۔

(۳) بنی اُمیہ میں ولی عہدی کا جو دستور تھا وہ بھی ایک بڑا سبب ان کے زوال کا

ہوا۔کیونکہ وہ اکثر ایک کی بجائے دو کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بناتے تھے۔نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پہلا جب خلیفہ ہو جاتا تھا تو اس فکر میں پڑتا تھا کہ دوسرے کو معزول کر کے اس کی بجائے اپنے بیٹے یا کسی عزیز خاص کو مقرر کرے۔اس کی وجہ سے خود خاندان بنی اُمیہؓ میں باہمی عداوت اور رنجش پیدا ہوتی گئی۔

سب سے پہلے مروان اول نے دو ولی عہد مقرر کیئے عبدالملک پھر عبدالعزیز جب عبدالملک تخت خلافت پر آیا تو اُس نے چاہا کہ عبدالعزیز کو ولی عہدی سے نکال کر اس کی بجائے اپنے بیٹے ولید کو مقرر کرے۔ وہ اس منصوبہ کو پورا کرنے کی تدبیر میں تھا کہ اسی درمیان میں عبدالعزیز انتقال کر گیا۔

دو ولی عہدوں کے تقرر کی خرابی دیکھ لینے کے بعد بھی عبدالملک نے عبرت نہیں حاصل کی۔اور خود بھی ولید اور اس کے بعد سلیمان کو ولی عہد بنا گیا۔ولید نے خلیفہ ہو جانے کے بعد سلیمان کی بجائے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کی خواہش کی۔لیکن اس کی موت نے عجلت کی۔اور سلیمان خلیفہ ہو گیا۔اس نے بھی عبرت حاصل نہ کی۔ اور اپنے بعد عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک دو شخصوں کو ولی عہد کر گیا۔

عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو وہ نہ صرف یزید بلکہ خود بنی اُمیہ کے ہاتھ سے خلافت کو نکال دینا چاہتے تھے۔اور کچھ عجب نہیں کہ بعض مورخین کا یہ بیان صحیح ہو کہ اسی خوف سے عجلت کر کے بنی اُمیہ نے ان کو کھانے میں زہر دے دیا جس سے وہ جان بر نہ ہو سکے۔

یزید نے بھی اُسی غلطی کا اعادہ کیا یعنی اپنے بعد ہشام اور پھر اپنے بیٹے ولید

کے لئے وصیت کی۔ ہشام نے ولید کی بجائے اپنے بیٹے کو مقرر کرنا چاہا۔ اس سے
دونوں میں کشیدگی ہوگئی۔ چنانچہ ولید کے مزاج میں غصہ پیدا ہوگیا۔ اور جب وہ خلیفہ
ہوا تو اس کے برے نتائج نکلے۔

(۴) خلفاء بنی امیہ نے اپنے جوش انتقام میں اکثر امراء اور رؤسا کے ساتھ نہایت
برے سلوک کیئے۔ اور امت کے بہت سے نامور سپہ سالاروں اور بے نظیر بہادروں کو
اپنے اس ناپاک نفسانی جذبہ پر قربان کر ڈالا۔ سلیمان بن عبدالملک نے خلیفہ ہونے
کے بعد اس غصہ میں کہ حجاج نے اس کو ولی عہدی سے معزول کرانے میں ولید کی موافقت
کی تھی اس کے تمام رشتہ داروں اور ماتحت عاملوں کو سزائیں دیں۔ اور محمد بن قاسم
فاتح سندھ کو مار ڈالا۔ اسی طرح موسیٰ بن نصیر جیسے خدمت گزار خلافت سے جس نے
اسلامی علم کو یورپ میں جا کر گاڑا تھا۔ ناقابل برداشت جرمانہ وصول کیا اور سزا دی۔
اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو اس کے بیٹے عبدالعزیز والی اندلس کا سر کٹوا کر منگایا۔ اور
اس مظلوم سپہ سالار کے سامنے طشت میں رکھ کر پیش کیا۔

پھر جب یزید بن عبدالملک کے ہاتھ میں عنان خلافت آئی تو اس نے آل حجاج کی
حمایت کی۔ اور مہلب بن ابی صفرہ جیسے نیک نام سپہ سالار کے سارے خاندان کو برباد کر دیا۔

خلیفہ ولید بن یزید نے خالد بن عبداللہ قسری سے اپنے بیٹے کی ولی عہدی میں مدد چاہی۔
اس نے انکار کیا۔ محض اس قصور پر اس کو اس کے جانی دشمن یوسف بن عمر ثقفی کے ہاتھ
پانچ کروڑ درہم پر فروخت کر دیا۔ یوسف نے اس کو شکنجہ میں ڈال کر لوہے کی ریتی
سے اس کے سینہ کو ریت ڈالا۔ وہ غریب ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتا تھا۔
یہاں تک کہ انہیں سختیوں سے ہلاک ہوگیا۔ حالانکہ وہ قحطان کا سب سے بڑا

رئیس اور یمن کا میر قبائل تھا اور پندرہ سال تک عراق کا والی اور خلافت کا خدمتگزار رہ چکا تھا۔

خلفاء بنی امیہ کی ان ناقدردانیوں اور سختیوں کو دیکھ کر لوگوں کی طبیعتیں ان سے متنفر ہو گئی تھیں۔

خلفاء کے علاوہ ان کے عہد کے بعض امرا مثلاً زیاد - ابن زیاد - حجاج - یوسف بن عمر وغیرہ بھی ایسے ظالم اور سفاک تھے کہ لوگ ان کے مظالم کی وجہ سے اس خلافت سے تنگ آ گئے تھے۔

(۵) خاندان بنی امیہ کے رؤساء خود ایکدوسرے کے مخالف ہو کر آپس میں لڑائیاں کرنے لگے۔ یزید ثالث کے اوپر شام کے تمام اضلاع سے خود امرائے بنی امیہ نے فوجکشی کی تھی۔ پھر مروان ثانی کے مقابلہ میں چاروں طرف سے یہی لوگ چڑھکر آئے تھے۔ اس تفریق کی وجہ سے ان کی متفقہ طاقت ٹوٹ گئی۔

(۶) بنی امیہ کی اس باہمی کشمکش میں جماعت شیعہ کو جو ہمیشہ ان کی مخالف اور ان کی خلافت کو مٹانے کی تاک میں لگی ہوئی تھی اپنے مقصد کی تکمیل کا پورا موقع مل گیا اور انھوں نے مخفی کوششوں سے انقلاب برپا کر کے آل مروان سے خلافت نکال لی۔

عہد بنی اُمیہ

میں

مدنیتِ اسلام

اس عنوان پر کچھ لکھنے سے قبل یہ امر ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ بنی عباس چونکہ بنی امیہ کے سخت ترین دشمن اور مخالف تھے اور ان کی خلافت کو مٹا کر ان کے جانشین ہوئے تھے اس وجہ سے ان کے درباروں میں خلفائے بنی امیہ کے معائب میں مبالغہ کیا جاتا تھا اور ان کے کارناموں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کیجاتی تھی۔ نیز بعض فرقے جو بنی امیہ سے مذہبی عداوت رکھتے تھے وہ بھی ان کی برائیوں میں غلو کرتے تھے تاریخ کی کتابیں چونکہ دولت عباسیہ میں لکھی گئیں اس لئے بنی امیہ کے متعلق وہ روائتیں جو ان کے دشمنوں یا خلفاء عباسیہ کے تقریب کے سلئے ان کے حاشیہ نشینوں نے تراشی تھیں ان کتب میں مندرج ہوئیں۔ اس لحاظ سے بنی امیہ کی تاریخ یکطرفہ ہم تک پہونچی ہے۔ انھیں سے جو کیفیت معلوم ہوئی لکھی جاتی ہے۔

عہد بنی امیہ کی ابتدا اس دن ہوئی جس دن امیر معاویہ کے ہات پر بیعت عام کی گئی۔ یعنی ۲۵ ربیع الاول سنہ ۴۱ھ۔ اور اس کا خاتمہ مروان ثانی کے قتل پر ۲۷ ذالحجہ سنہ ۱۳۲ھ

کو ہوا۔ اس خاندان میں خلافت ۹۱ سال ۹ مہینہ رہی۔

خلافت

بنی امیہ کے زمانہ میں خلافت اسلامیہ نے شاہانہ شان وشوکت اختیار کر لی خلفائے راشدین نہ محافظ رکھتے تھے نہ دربان۔ لیکن خلفاء بنی امیہ کے لئے جامع مسجد میں بھی مقصورے بنائے جاتے تھے اور جب وہ نماز پڑھتے تو دائیں بائیں مسلح سپاہی کھڑے رہتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ جو شخص مجھ میں کوئی کجی دیکھے اس کو سیدھا کر دے اور عبدالملک اموی خلیفہ نے برسر منبر کہا کہ آج سے اس مقام پر جو شخص مجھسے یہ کہے گا کہ "اللہ کا خوف کر" میں اسے قتل کر دونگا۔

خلفاء راشدین عام لوگوں کی طرح بازاروں میں پھرتے اور سب کے ساتھ مسجدوں میں جا کر نماز پڑھتے اور بیٹھتے تھے۔ لیکن ولید بن عبدالملک جس وقت مسجد نبوی دیکھنے کے لئے گیا تو وہاں سے سب لوگ نکالدئے گئے۔ شیخ مدینہ سعید بن المسیب کی جلالۂ قدر اور بزرگی کا احترام نہ ہوتا تو وہ بھی اس میں نہ رہنے پاتے۔

خلفاء راشدین کے لئے کوئی امتیازی علامت نہیں تھی لیکن بنی امیہ کے عہد میں ہم عصائے خلافت اور خاتم خلافت کا بھی ذکر پاتے ہیں۔

خلفاء راشدین رعایا کے معمولی افراد کی طرح بسر کرتے تھے۔ بیت المال کی خود اپنے مال سے زیادہ حفاظت کرتے تھے اور اس پر بھی کہتے تھے کہ قیامت کے دن خلافت کی ذمہ داریوں سے ہم اگر بلا عذاب اور بلا ثواب نکل گئے تو بہت بڑی کامیابی ہے لیکن خلفاء بنی امیہ شاہانہ شان سے رہتے تھے اور بیت المال کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے تھے۔

بلکہ ان میں سے بعض مثلاً یزید بن عبدالملک اور ولید بن یزید کی نسبت مے نوشی اور مغنیات کا راگ سننے کی روائتیں بھی ہمارے کانوں تک پہونچتی ہیں۔

خلافت راشدہ میں سیاست کتاب و سنت کے مطابق تھی لیکن عہد بنی امیہ میں قوت۔ غلبہ اور قہر کی حکمرانی قائم ہوئی۔ یہاں تک کہ عبدالملک بن مروان نے لوگوں سے صاف صاف کہدیا کہ تم کیونکر یہ خواہش رکھتے ہو کہ ہم شیخین کے طریقے سے تمہارے اوپر حکومت کریں پہلے خود تو ویسے بنو جیسے ان کے زمانہ کے لوگ تھے۔

مگر باوجود ان سب باتوں کے بنی امیہ نے عربیت اور ایک حد تک اس کی سادگی کو قائم رکھا۔ ان میں عجمی خصائل اور عجمی تکلفات نہیں پیدا ہوئے۔ ان کی سیاست کی بنیاد عیاری اور چالاکی پر نہیں بلکہ قوت اور شوکت پر رہی اور اپنے تقریباً صد سالہ عہدِ خلافت میں انہوں نے کل اسلامی ممالک کو ایک جھنڈے کے نیچے رکھا جن کو بنی عباس ایک دن بھی نہ رکھ سکے۔

انتخاب خلیفہ

خلفاء راشدین میں سے ہر ایک کی نوعیت انتخاب جداگانہ تھی مگر مشورہ اور بیعتِ عام یعنی جمہوریت کی روح ہر ایک میں موجود تھی لیکن بنی امیہ نے انتخاب کا یہ دستور رکھا کہ صرف اپنے خاندان میں سے جس کو پسند کرتے تھے اسی کو ولی عہد بنا دیتے تھے بنی امیہ کے تیرہ خلفاء میں سے ۹ اسی طرح خلیفہ ہوئے باقی چار یعنی امیر معاویہ۔ مروان بن حکم۔ یزید بن ولید اور مروان بن محمد نے قوت اور غلبہ کے ذریعے سے خلافت حاصل کی۔ یہی وجہ تھی کہ بنی امیہ کی خلافت پر استبداد کا رنگ غالب تھا۔

فوج

خلافت بنی امیہ اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ اس کا تمام زمانہ فتوحات اور اسلامی شوکت کا زمانہ تھا۔ ہر چند کہ ان کے عہد میں اندرونی شورشیں بھی برابر ہوتی رہیں۔ کبھی شیعہ اٹھے اور کبھی خوارج نے سر اٹھایا۔ لیکن یہ دولت فوجی لحاظ سے اس قدر قوی تھی کہ باوجود ان رکاوٹوں کے اس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔

ولید بن عبدالملک کے عہد میں اندرونی جھگڑوں سے ذرا پناہ ملی تو ایک دم فتوحات کا رقبہ کہاں سے کہاں پہونچ گیا۔ مشرق میں سندھ اور چینی ترکستان تک شمال میں بحر خزر۔ آذربائجان اور بلادِ روم تک۔ مغرب میں اندلس تک۔

چونکہ یہ جنگی دولت تھی اس میں بہت سے ایسے نامور اور ممتاز سپہ سالار ہوئے جن کے کارنامے یادگارِ زمانہ ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک کا مفصل ذکر ہم لکھ آئے ہیں لیکن اس موقع پر ان کی فہرست لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) مہلب بن ابی صفرہ۔ عراق و فارس میں خوارج کی لڑائیوں میں نہایت بہادری اور جانبازی کا ثبوت دیا اور بڑی عزت اور شہرت حاصل کی۔

(۲) قتیبہ بن مسلم باہلی۔ ماوراء النہر کی فتوحات میں عظیم الشان کارنامہ چھوڑا۔

(۳) یزید بن مہلب۔ جرجان اور طبرستان میں فتوحات حاصل کیں۔ اپنے باپ سے بھی زیادہ شجاع تھا۔ کہیں اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔

(۴) اسد بن عبداللہ قسری۔ ماوراء النہر میں اس کے رعب کی وجہ سے وہاں کے رؤسا اس کو ملک العرب کہتے تھے۔

(۵) محمد بن قاسم ثقفی۔ فاتح سندھ۔ سترہ سالہ سپہ سالار جس کی نظیر تاریخ نہیں پیش کر سکتی

(۶) محمد بن مروان - آرمینیہ اور آذربیجان میں خطرناک معرکوں میں دشمنوں پر فتوحات حاصل کیں۔

(۷) جراح بن عبداللہ حکمی - بلاد خزر میں متعدد فتوحات حاصل کیں اور وہیں شہادت پائی۔

(۸) مسلمہ بن عبدالملک - بنی امیہ کا سب سے شجاع فرد قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا۔ بلادِ روم و خزر میں فتوحات حاصل کیں۔ اس کی والدہ ام الولد تھی اور ابتدا میں بنی امیہ کے نزدیک ام الولد کی اولاد خلافت کی مستحق نہیں سمجھی جاتی تھی ورنہ یہ ضرور خلیفہ ہو جاتا۔

(۹) مروان بن محمد - بنی امیہ کا آخری خلیفہ۔ اسی نے حدود آرمینیہ و سواحل بحر خزر کو قابو میں کیا۔

(۱۰) عبداللہ بطال - اس کے نام سے رومی لرزتے تھے۔ اس کا فسانہ داستان امیر حمزہ کی طرح سے ولہمہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۱۱) عباس بن ولید - یہ مسلمہ بن عبدالملک کا ہمسر اور ہم رتبہ امیر تھا کئی بار اس نے رومیوں کو شکست دی۔

(۱۲) عقبہ بن نافع - فاتح مراقش و سپہدار قیروان - اس نے بحر ظلمات میں اپنا گھوڑا ڈال دیا تھا۔ اقوام بربر کے ساتھ اس کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ وہیں شہید بھی ہوا۔

(۱۳) موسیٰ بن نصیر - فاتح اندلس۔

(۱۴) طارق بن زیاد - موسیٰ بن نصیر کا غلام - جس نے اندلس میں پہلے جا کر ۱۲ ہزار فوج سے راڈرک کی ایک لاکھ فوج کو شکست دی۔ ان کے علاوہ اور بھی امرائے فوج تھے جنہوں نے شجاعت اور شہامت کے جوہر دکھائے لیکن اس قدر ممتاز نہ ہو سکے۔

فوج کی تعداد ہر صوبہ میں بڑھادی گئی۔ خاص کر افریقہ میں۔ اور عراق اور شام تو
ان کے مرکز تھے۔

بری فوج کے علاوہ بحری بیڑہ بھی نہایت زبردست تھا۔ سترہ سو مسلح کشتیاں
امیر معاویہ کے عہد میں تیار ہو چکی تھیں۔ ان کے بعد اور بھی اضافہ ہوتا رہا۔ عبداللہ
بن قیس حارثی اور جنادہ بن ابی امیہ نے بحری لڑائیوں میں بڑی شہرت حاصل کی
رومیوں کو سطح آب پر کئی بار شکست دی۔ جزائر قبرس۔ رودس اور کریٹ فتح کئے اور
قسطنطنیہ پر کئی بار حملہ آور ہوئے۔ سواحلِ افریقہ کی حفاظت کے لئے بھی ایک
بحری بیڑہ متعین تھا۔

دولت بنی امیہ تک یہ خصوصیت قائم رہی کہ تمام ملکی حکومتیں اور فوجی امارتیں بری
اور بحری خود اہل عرب کے ہات میں تھیں۔

امرا بنی امیہ

امرا بنی امیہ بالعموم مسلم اور غیر مسلم اقوام پر مہربان تھے اور خلق و فیاضی کا برتاؤ
کرتے تھے محمد بن قاسم سندھ کے ہندو راجاؤں کو جو اس کی اطاعت میں آ گئے تھے،
اپنے برابر تخت پر جگہ دیتا تھا اور ان کا اعزاز کرتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان لوگوں نے
اس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ اس نے جب ملتان پر فوجکشی کی ہے تو اس کے لشکر کا سپہ سالار
راجہ کاکسا تھا جو راجہ داہر کا چچازاد بھائی تھا۔

قتیبہ امیر خراسان کی فوج میں اس کے حسن سلوک کی وجہ سے خود سغدی
اور تورانی امرا شریک ہو گئے تھے۔ امیر نیزک کا حال ہم لکھ چکے ہیں کہ اس نے کسقدر
مسلمانوں کی مدد کی تھی

جس وقت باہمی اختلاف کی وجہ سے قتیبہ کو وکیع نے قتل کردیا اس وقت ایک خراسانی امیر نے یہ الفاظ کہے ۔

مسلمانو! تم اپنے بڑے آدمیوں کی قدر نہیں کرتے ۔ قتیبہ نے یہاں جیسے عظیم الشان کام کئے آج تک کوئی نہ کرسکا ۔ اگر وہ ہماری قوم کا ہوتا تو اس کی وفات کے بعد اس کی نعش کو ہم تابوت میں رکھ لیتے اور جب کسی لڑائی پر جاتے تو اس کو آگے لئے ہوئے اس کی برکت سے فتح کے طالب ہوتے ۔

جراح حکمی نے جو بلاد خزر پر متعین تھا جب بلنجر کو فتح کیا تو وہاں کے بادشاہ کے پاس جو بھاگ گیا تھا اس کے اہل و عیال کو عزت و آرام کے ساتھ پہونچادیا ۔ یہ مہربانی دیکھ کر وہ خود حاضر ہو گیا ۔ جراح نے اس کا شہر اور ملک اس کو واپس دیدیا اور صرف یہ شرط کی کہ دشمن جب ادھر سے آنے کی تیاری کرے تو ہم کو مطلع کردینا ۔

موسیٰ بن نصیر کے سلوک نے تو افریقہ کی بربر قوموں کو نہ صرف اس کا تابعدار بلکہ مذہبی بھائی بنا دیا اور اس نے انھیں کی امداد سے ماوراء بحر فتوحات حاصل کیں

انتظام ممالک

خلفاء اپنی طرف سے ان امرا کو جن کو ملکی انتظام کے مستقل اور مکمل اختیارات ہوتے تھے اپنا قائم مقام بنا کر صوبوں میں بھیجدیتے تھے ۔ یہ امرا پورے صوبہ کی حکومت کے ذمہ دار ہوتے تھے اور اپنے ماتحت عمال کو خود مقرر کرتے تھے ۔

بنی امیہ کے عہد میں تمام اسلامی مقبوضہ چھ امارتوں پر منقسم تھا ۔

(۱) حجاز یعنی مکہ ۔ مدینہ ۔ طائف وغیرہ ۔ یمن بھی کبھی حجاز کے ساتھ ملحق کردیا جاتا تھا ۔ اور کبھی وہاں ایک مستقل امیر رہتا تھا ۔

(۲) عراق - کوفہ سے لیکر کل مشرقی حدود تک - خراسان بھی اسی امارت کے ماتحت تھا۔ کبھی کبھی وہاں کا امیر براہ راست خود دربار خلافت سے مقرر کر دیا جاتا تھا - بلاد یمامہ کبھی حجاز میں شامل کر دئے جاتے تھے کبھی عراق میں -

(۳) جزیرہ و آرمینیہ - اس میں موصل سے لیکر آذربیجان اور آرمینیہ تک کا تمام علاقہ شامل تھا۔

(۴) شام - اردن - حمص - دمشق - قنسرین - چاروں ولایات کا مجموعہ -

(۵) مصر - اس ایالت میں شمالی افریقہ بھی شامل تھا - کبھی کبھی دو والی رہتے تھے - ایک مصر کا ایک قیروان کا -

(۶) اندلس - یہاں کبھی مستقل امیر رہتا تھا - اور کبھی قیروان کے امیر کے ماتحت کر دیا جاتا تھا - وہ اپنی طرف سے کسی عامل کو بھیج دیتا تھا -

ہر ایک ایالت کا امیر اندرونی معاملات میں خود مختار ہوتا تھا - صرف بیرونی اور سیاسی امور میں خلیفہ سے اس کو اجازت لینی پڑتی تھی - ان تمام امراء بنی امیہ میں حجاج بن یوسف امیر عراق، اور وزیر مشرق زیادہ بااختیار رہتا تھا کیونکہ اس پر خلفاء کو پورا اعتماد تھا -

دیوان حکومت

دفاتر تین قسم کے تھے -

(۱) دفتر فوج - اس کو حضرت عمرؓ کے عہد میں انہیں کے حکم سے حضرت عقیل بن ابی طالب - مخرمہ بن نوفل - اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم نے مرتب کیا تھا - اس بنا پر یہ ابتدا ہی سے عربی میں تھا -

(۲) دفتر انشاء - جہاں سے امراء اور عمال وغیرہ کے نام احکام اور خطوط بھیجے جاتے

تھے۔ یہ عربی کے سوا اور کسی زبان میں کیونکر ہوسکتا تھا۔

(۳) دفتر خراج۔ جس میں سلطنت کے مالیہ کا حساب رہتا تھا۔

ایران کا دفتر خراج فارسی میں، شام کا سریانی میں اور مصر کا قبطی میں چلا آتا تھا۔
ابتدائے عہد میں چونکہ مسلمان ان زبانوں سے واقف نہ تھے اس لئے ان کو بدستور رہنے
دیا اور انھیں مقامات کے عملہ سے کام لیتے رہے۔

حجاج بن یوسف والیِ عراق کے دفتر میں ایک نوجوان صالح نامی جس کا باپ
عبدالرحمن سیستان کے اسیران جنگ میں آیا تھا ملازم ہوا۔ وہ چونکہ عربی اور فارسی دونوں
زبانیں جانتا تھا اس لئے حجاج نے اس کو حکم دیا کہ دفتر کو فارسی سے عربی میں منتقل کرے
صالح نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ عجمی عملہ نے جب یہ دیکھا تو اس کے سامنے ایک لاکھ
درہم لاکر رکھا اور کہا کہ امیر تم کو اس کام کا اس سے زیادہ انعام نہیں دیگا۔ لھذا تم یہ رقم
لے لو اور اس کو سمجھا دو کہ عربی میں ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ مگر صالح نے ان کی بات قبول
نہیں کی۔ اسی زمانہ سے ایران کا دفتر عربی میں آگیا۔

عبدالحمید بن یحیٰی وزیر کہا کرتا تھا کہ اللہ صالح کا بھلا کرے اس نے اسلامی
حکومت پر بہت بڑا احسان کیا۔

ملک شام میں ولید کے زمانہ میں سلیمان بن سعید کاتب نے دفتر کو سریانی
سے عربی میں ترجمہ کر ڈالا۔

جب سر دفتر ابن سرجون رومی نے دیکھا کہ ترجمہ بالکل صحیح ہے تو اس نے ان
رومیوں سے جو دفتر میں کام کرتے تھے پکار کر کہا کہ آج کے دن سے دفتر تمھارے ہاتھ
سے جاتا رہا۔ اب تم اپنی روزی کے لئے کوئی اور دروازہ تلاش کرو۔

مصر میں بھی وہاں کے والی عبداللہ بن عبدالملک نے ولید کے زمانہ میں ۸۳ھ میں ابن یربوع فزاری باشندۂ حمص سے قبطی دفتر کو عربی میں منتقل کرالیا۔ اسی طرح پر اسلامی حکومت کے کل دفاتر عربی زبان میں آگئے۔

محکمۂ قضا

بنی امیہ کے عہد میں بھی یہ محکمہ اسی سادہ طریقہ پر رہا جس طرح خلفاء راشدین کے عہد میں تھا۔ قاضیوں کا تقرر اور انتخاب بیشتر امراء کے ہاتھ میں تھا۔ کبھی کبھی دربار خلافت سے بھی مقرر کرکے بھیج دیئے جاتے تھے۔

دارالخلافہ کے قاضی کو ہمیشہ خود خلیفہ منتخب کیا کرتا تھا۔ لیکن دوسرے قاضیوں پر اس کو کوئی خاص امتیاز نہیں حاصل ہوتا تھا۔

احکام فقہیہ چونکہ اسوقت تک کتابوں میں مدوّن نہیں ہوئے تھے اور نہ سلطنت کی طرف سے کوئی جامع قانون مرتب ہوا تھا۔ اس لئے یہ قضاۃ اپنی رائے اور اجتہاد اور شہر کے مفتیوں سے مدد لے کر مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اس میں پوری آزادی تھی۔

اِن کی تنخواہیں ١٢٠ دینار سالانہ سے لیکر ٢٠٠ دینار تک ہوتی تھیں۔

اوقاف اور یتیموں کے مال کی نگرانی بھی انھیں کے ذمہ ہوتی تھی۔ حدودِ شرعیہ یعنی قصاص وقطعِ ید وغیرہ کا اجراء خلفاء اور امراء کے اختیار میں تھا۔

اشاعتِ اسلام

خلافت راشدہ میں ایران، شام اور مصر کی قوموں میں بالعموم اسلام پھیل چکا تھا۔ عہد بنی امیہ میں جو رقبہ اسلامی حکومت میں شامل ہوا اس میں بھی یہی حالت ہوئی

خراسان ۔ ماوراء النہر ۔ سواحل بحر قزوین ۔ پھر مغرب میں طرابلس ۔ تونس اور مراقش ہر جگہ کے باشندوں نے کثرت کے ساتھ اسلام کو قبول کیا ۔ خاصکر عمر بن عبد العزیز کے عہد میں سغدی امیروں اور سندھی راجاؤں نے اس دین کو اختیار کیا ۔ یہاں تک کہ بیت المال میں جزیہ کی آمدنی کم ہوگئی ۔ اور وہاں سے امیر سمرقند کے نام فرمان پہونچا کہ لوگ جزیہ سے بچنے کی غرض سے اسلام قبول کر رہے ہیں لہذا تم دیکھو جو ختنہ کرائے ۔ قران پڑھے ۔ اور شرعی فرائض کا پابند ہو اسی کا جزیہ معاف کرو اور باقیوں سے وصول کرو ۔

لیکن یہ فرمان چونکہ اصول اسلام کے خلاف تھا اس لئے سب سے پہلے اس کی مخالفت خود ابوصیداء نے کی جو اس دیار میں اسلام کی تبلیغ کرتے تھے ۔ یہ جھگڑا زیادہ بڑھا ۔ آخر نصر بن سیار امیر خراسان کو نومسلموں کے جزیہ کی رقم بالکل معاف کرنی پڑی پھر فرغانی ۔ افشینی اور تورانی قومیں بیشتر مسلمان ہوگئیں ۔

مغرب میں بربر اقوام تمامتر اسلام لائیں لیکن بار بار مرتد ہوتی رہیں ۔ آخر میں موسیٰ بن نصیر کے عہد میں بارہویں مرتبہ مسلمان ہوئیں ۔ اس وقت سے ثابت قدم ہوگئیں ۔ اور اس نے انھیں کے ذریعے سے اندلس اور پرتگال فتح کیا ۔

امن و رفاہیت خلق

ہر چند کہ ملک میں اندرونی شورشیں بھی اکثر برپا ہوئیں او بیرونی لڑائیاں بھی جاری رہیں لیکن عمال سلطنت کی انتظامی قابلیت کی وجہ سے امن عامہ عمدگی کے ساتھ قائم رہا ۔ چوری یا رہزنی کے وقوعے کم ہوتے تھے ۔ راستے اور کاروان اور مسافر محفوظ تھے ۔

خلق کی رفاہیت اور خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ عمر بن عبد العزیز کے عہد میں یہ حالت پہونچ گئی تھی کہ لوگ اشرفیوں کی تھیلیاں لیکر تلاش میں نکلتے تھے اور کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

زیاد اور حجاج وغیرہ والیان عراق اگرچہ سفاک اور خونریز تھے لیکن ان کی تمام سختیاں زیادہ تر اپنے مخالفین کے ساتھ ہوتی تھیں۔ ملکی انتظام میں ان کی بیدار مغزی سے کون انکار کرسکتا ہے۔ چنانچہ زیاد نے کوفہ میں اعلان کرادیا تھا کہ جس کا جس قدر مال چوری جائے وہ مجھسے آکر وصول کرلے۔ اس کے عہد میں خود کوفہ میں جو شورشوں کا مرکز تھا لوگ راتوں کو بھی اپنے مکانوں اور دکانوں کے دروازے نہیں بند کرتے تھے۔

حجاج کے ظلم کی اس قدر شہرت ہے لیکن ابن اشعث کے فتنہ میں جب کوفہ کی حکومت اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد وہ آکر قابض ہوا تو اس نے امام شعبی سے پوچھا کہ ہمارے بعد کیسی حکومت رہی۔ انھوں نے جواب دیا کہ تمہارے بعد خوف کے بستر پر سوئے اور بیداری کا سرمہ لگایا۔

علوم

امیر معاویہ کو تاریخ سے بہت ذوق تھا۔ وہ لوگوں کو ملازم رکھ کر ان سے گذشتہ حالات سنا کرتے تھے۔ ان کے حکم سے عبید بن شریہ ایک یمنی شخص نے قدیمی واقعات کو ایک کتاب کی شکل میں مدون کیا تھا۔

خاندان بنی امیہ میں سے خود خالد بن یزید اول بڑا عالم اور علم دوست تھا اس نے یونانی فنون حاصل کئے اور کیمیا اور طب میں رسائل لکھے۔

علامہ ابن جبیر نے عبد الملک کی استدعا پر فن تفسیر کی پہلی کتاب لکھی۔

اسی عہد میں دیگر بزرگوں مثلاً موسیٰ بن عقبہ اور وہب بن منبہ نے بھی کتابیں مدون کیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد میں ان کے حکم سے علماء نے احادیث نبوی کے مجموعے تیار کئے۔ حجاج بن یوسف نے اہل عجم کو تلاوت میں غلطیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قرآن میں نقطے اور اعراب لگوائے۔ ہشام بن عبد الملک نے ایران کی تاریخ کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کرایا۔

تعلیم

فتوحات اور مہمات جنگ کی مصروفیتوں کی وجہ سے خود خلفاء بنی امیہ نشر علم کی طرف زیادہ توجہ نہ کر سکے۔ لیکن سیکڑوں ائمہ اور علماء ملک کے ہر گوشہ میں اس فریضہ کو اچھی طرح انجام دے رہے تھے۔ مکہ میں عطاء بن رباح۔ مدینہ میں سعید بن مسیب شام میں امام مکحول۔ بصرہ میں امام حسن بصری۔ کوفہ میں امام شعبی اور ابراہیم نخعی خاص طور پر مشہور ہوئے۔

امام اعظم ابو حنیفہ فقہ مرتب کر رہے تھے۔ امام خلیل بن احمد نے فن عروض اور ابو الاسود نے علم نحو ایجاد کر لیا تھا۔ الغرض اسلامی علوم کا وہ چمن جو خلافت عباسیہ میں برگ وبار لایا عہد بنی امیہ میں لگایا جا چکا تھا۔

جریر۔ فرزدق اور اخطل وغیرہ اسلامی عہد کے ممتاز شعراء بنی امیہ کے درباروں سے تربیت پاتے تھے۔

رفاہ عام

امیر معاویہ کے حکم سے اطراف مدینہ میں چشمے نکالے گئے۔ اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جہاں پانی جمع ہوتا تھا بند بندھوائے گئے۔ ان سے کھیتوں اور نخلستانوں

کی آبپاشی ہوتی تھی۔

ولید نے جامع دمشق بنوائی۔ اور مسجد اقصیٰ اور مسجد مدینہ کو اضافہ کرکے از سرِ نو تعمیر کیا۔ اس زمانہ میں اسلامی ممالک میں تعمیر کا کام عام ہو گیا تھا۔ ہر ہر شہر میں امراء اور رؤساء نے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔

ولید نے شہروں کے راستے بھی درست کرائے۔ ان میں جہاں جہاں خطرات تھے ان کی حفاظت کا سامان کیا۔ مسافروں کے لئے سرائیں بنوائیں اور کنوئیں کھدوائے شہروں میں مہمان خانے اور شفاخانے بنوائے۔ غربا اور مساکین کے لئے محتاج خانے قائم کئے۔ اندھوں کے واسطے راہبر اور اپاہجوں اور جذامیوں کے لئے خدمت گار مقرر کئے اور ان کو وظیفہ دیا۔

ہشام نے اپنے عہد میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں زائرین کے پانی پینے کے لئے جابجا حوض بنوائے۔ اور کنوئیں کھُدوائے۔

دولت بنی امیہ میں متعدد شہر بھی آباد ہوئے۔ عقبہ بن نافع نے قیروان حجاج نے واسط۔ اسد بن عبداللہ نے بلخ اور سلیمان بن عبدالملک نے رملہ آباد کیا۔

سکہ

یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ خلافت راشدہ میں حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان نے اپنے عہد میں ایرانی شکل کے درہم اسلامی نقوش کے ساتھ ڈھلوائے تھے۔ امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں درہم کا وزن کم کردیا اور اس کی شکل بھی بدل دی۔ دینار میں جو طلائی سکہ تھا ایک طرف انسان کی تصویر بنوائی جس کے گلے میں تلوار حمائل تھی۔

عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں اور ان کے بھائی مصعب نے عراق میں مدور درہم ڈھلوائے۔

عبدالملک نے ۷۶ھ میں بڑی احتیاط کے ساتھ حسابی اصول کے مطابق درہم اور دینار کے اوزان مقرر کر کے نئے سکّے مضروب کئے۔ دینار پر تصویر تھی جب یہ مدینہ میں پہونچے تو وہاں چند صحابہ جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے اس کی تصویر کو ناپسند کیا۔ لیکن سعید بن مسیب فقیہہ مدینہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا وہ انھیں سکوں کو خرید و فروخت میں استعمال کرتے تھے۔

اس کے بعد عراق۔ واسط اور جزیرہ میں ٹکسالیں قائم کی گئیں جن میں اسلامی سکّے مضروب ہونے لگے۔